شرح فقه اكبر (للامام الاعظم الكوفي) لعلي القارى

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

مكتبة الحقيقية

HAKÎKAT KİTÂBEVİ
Darüşşefeka Cad. 57 P.K.: 35 34262
Tel: 0212 523 45 56 Fax: 0212 525 59 79
http://www.hakikatkitabevi.com
e-mail: bilgi@hakikatkitabevi.com
Fâtih-İSTANBUL
2003

عَقَائِدِ نِظَامِيَّه

شَرْحِ فِقْهِ اَكْبَرْ

(لِلإِمَامِ اْلأَعْظَمِ اْلكُوفِي) لِعَلِيٍّ الْقَارِي

ويليه

عَقِيدَةُ أَهْلِ الْمَعَالِي

من إفادات ماهر العلوم العقليّة والنقليّة كاشف الأسرار الخفيّة والجليّة

مولانا واولانا أبي محمّد أحمد الچكوالي ثم اللاّهوري

في شرح قصيدة بدءِ الأمالي

من تآليف شيخ الإسلام والمسلمين سراج الملّة والدّين أبي الحسن علي بن عثمان

محمّد الدّوسي كساه الله جلابيب غفرانه وأسكنه أعلى غرف جنانه

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

مكتبة الحقيقة

يطلب من مكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧ استانبول–تركيا

ميلادي	هجري شمسي	هجري قمري
٢٠١٣	١٣٩٢	١٤٣٥

قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم (**خيركم من تعلّم القرآن وعلّمه**) وقال ايضا (**خذوا العلم من افواه الرجال**)

ومن لم تتيسّر له صحبة الصالحين وجب له ان يذكّر كتبا من تأليفات عالم صالح وصاحب إخلاص مثل الإمام الرباني المجدد للألف الثاني الحنفي والسيّد عبد الحكيم الارواسي الشافعي واحمد التيجاني المالكي ويتعلم الدين من هذه الكتب ويسعى نشر كتب أهل السنة بين الناس ومن لم يكن صاحب العلم والعمل والإخلاص ويدعي أنه من العلماء الحق فهو من الكاذبين من علماء السوء واعلم انّ علماء أهل السنة هم المحافظون الدين الإسلامي وأمّا علماء السوء هم جنود الشياطين[١]

(١) لاخير في تعلّم علم مالم يكن بقصد العمل به مع الإخلاص (الحديقة الندية ج: ١، ص: ٣٦٦، ٣٦٧، والمكتوب ٣٦، ٤٠، ٥٩ من المجلّد الأوّل من المكتوبات للإمام الرّبّاني المجدّد للألف الثاني قدّس سرّه)

تنبيه: إنّ كلاّ من دعاة المسيحية يسعون إلى نشر المسيحية والصهاينة اليهود يسعون إلى نشر الادعاءات الباطلة لحاخاماتها وكهنتها ودار النشر - **الحقيقة** - في استانبول يسعى إلى نشر الدين الاسلامي وإعلائه اما الماسونيون ففي سعي لإمحاء وازالة الاديان جميعا فاللبيب المنصف المتصف بالعلم والادراك يعي ويفهم الحقيقة ويسعى لتحقيق ما هو حق من بين هذه الحقائق ويكون سببا في إنالة الناس كافة السعادة الابدية وما من خدمة اجلّ من هذه الخدمة اسديت إلى البشريّة

Baskı İhlâs Gazetecilik A.Ş.
Merkez Mah. 29 Ekim Cad. İhlâs Plaza No: 11 A/41
34197 Yenibosna-İSTANBUL Tel: 0.212.454 30 00

عقائد نظامیه (دیباچه)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بی حد وثنای بی عد مر خالقِ ودود جلّ شانه را. ودرُودِ نا محدود بر محمودِ کونین رسول الثقلین محمّد مصطفی صلّی اللّٰه تعالی علیه وسلّم وبر آل واصحاب او. **امّا بعد** هرگاه این مؤلّفِ بی بضاعت محمّد فخر الدّین که تولید صوری ومعنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قُدّس سرّه العزیز وارد. برای زیارت قدوة العارفین حریق المحبة شیخ الإسلام والمسلمین حضرت مخدوم فرید الدّین شکر باد مسعود الاجود هنی أیّدني اللّٰه بلطفه الخفي والجلي که در حقِ طالبانِ حق کبریت احمر است از اورنگ آباد خجسته بنیاد بحضرت پاك پتن رسیده بهره یاب سعادت جناب هدایت مآب گشت اکثر اعزّهٔ آنحضرت از راهِ کرم وعنایت فرمودند که عقائد اهل سنة وجماعة که بنهج قِدوهٔ انام[۱]

---

(۱) ترجمہ (دیباچہ)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جس کا شمار نہ ہو، خاص خالق ودود جلّ شانہ کو، یعنی پیدا کرنے والے کو، کہ دوست و مہربان ہے اور اس کی بہت بڑی شان ہے.

اور بے حد درود محمود کونین، یعنی دونوں جہان کے سراہے ہوئے پر، اور رسول الثقلین یعنی جنّ وانسان ہر دو مخلوق کے لیے بھیجے ہوئے پر، کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے اور آپ کی آل واصحاب پر ہو.

اُس کے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلّفِ بے مایہ **محمد فخر الدین**، جن کی ظاہری اور باطنی پیدائش رئیس السّالکین، شیخ المشائخ، تاج الواصلین، فخر العاشقین، حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدّس سرّہ العزیز سے ہوئی ہے، زیارت کے لیے قدوۃ العارفین، حریق المحبۃ شیخ الإسلام والمسلمین، حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدائے برتر اُن کے لطفِ خفی وجلی سے میری مدد کرے) کہ یہ زیارت حق کے طلبگاروں کے حق میں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے. اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پتن میں پہنچ کر اس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا. اس آستانہ کے اکثر اعزّہ نے کرم وعنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدے، جو خلق کے پیشوا،

إمام اعظم ابو حنیفه کوفی رضي الله تعالی عنه باشد بقید قلم بعبارت سهل آرید که موجبِ یاد آوری در جناب فیض اِنتساب ش یعنی حضرت فرید الدین رحمه الله م شود حال آنکه استطاعة خود از جهت اختلافِ مسائل این قدر نمی یافتم وطاقة ورم قبول سؤال ایشان نیز نمی داشتم لهذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات هادی الخلق الی صراط المستقیم مرشد الانام في مناهیج الدین القویم ش امام اعظم رحمة الله تعالی علیه م بواسطهٔ فقه اکبر که تالیف امام اکبر است رضي الله تعالی عنه ورزدم وبعبارت آسان بیان نمودم وهر مسئله را معنون ش ای پیش گرفته م بعقیده ساختم تا عوام وخواص از کلام امام انام که بنای اهل سنة وجماعة حنفی است بهره یاب گشته این هیچمدان را، بدعای تبعیت اهل سنة نبوی صلّی الله تعالی علیه وعلی آله وسلّم وخیریت خاتمه افتخار بخشند تولاّ که اگر سهوی یا نسیانی بنظر آید بمقتضای «العفو عند کرام الناس مأمول» بخشند وإصلاح فرمایند.[۱]

---

(۱) ترجمہ. امام اعظم ابوحنیفہ کُوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہوں، آسان عبارت میں تحریر کردیں کہ اس جناب، فیض انتساب، یعنی حضرت باوا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں یاد آوری کا موجب رہے. حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اس قدر اپنی استطاعت نہیں پاتا تھا اور نہ ان کے سوال کو نہ مان کر ردّ کرنے کی طاقت رکھتا تھا. اس لیے فرشتہ عادات، قدسی صفات، مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے، دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے، جو امام اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف وجمع کی ہوئی ہے، میں نے ہاتھ مارا اور آسان عبارت میں اس کو بیان کیا اور ہر مسئلہ کا شروع لفظ عقیدہ سے کیا تا کہ عام وخاص امام انام کے کلام سے، جو اہل سنّت وجماعت حنفی کی بناء اور اصل ہیں، بہرہ یاب ہو کر اس ناچیز کو پیروی سنّتِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلّم کی اور خیریتِ خاتمہ کی دعا کر کے افتخار بخشیں. امید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجائے تو موافق حکم:

العفو عند کرام النّاس مأمول

یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی امید ہے، معاف فرما کر درست کردیں.

عقائد

عقیده: ١ اصل توحید وما یصحّ الإعتقاد به – ترجمه چیزی که صحت می یابد اعتقاد بآن – این است که زبان را موافق دل ساخته بگوید که ایمان آوردم بتوحید حق تعالی در ذات وتفرید در صفات وبملائکه که بنده های حق تعالی اند ومبرّا اند از ذنوب ومعاصی ومنزّه اند از ذکورت وانوثت وبه کتاب های حق تعالی مثلِ توریت وانجیل وزبور وفرقان وغیرها بلا تعیین عدد وبجمیع انبیاء ورسل وبزندگی بعد موت وبآمدنِ قیامت وبقدرِ خیر وشر از الله تعالی یعنی تقرر جمیع مخلوقات بمرتبه که یافته می شود ش ضمیر آید بسوی مرتبه م از حُسن وقبح ونفع وضرر ش این همه بیان مرتبه بصلهٔ از بیانیه م بقید زمان ومکان. **عقیده:** ٢ حساب افعال وترازوی اعمال وبهشت ودوزخ وصراط وحوض حق است. **عقیده:** ٣ حق تعالی واحد است ش نه بطریقِ عدد که توهم شود بعد او دیگر م یعنی کسی اورا شریك نیست نه در ذات ونه در صفات. **عقیده:** ٤ ومشابه نیست اورا کسی از مخلوقات قال نعیم ابن حمّاد من شبّه اللهَ بشیٔ من خلقه فقد کفر ترجمه: گفت نعیم پسر حمّاد هرکه مانند کرد الله تعالی را بچیزی از خلق او پس تحقیق کفر کرد.[١]

---

(١) **(ترجمہ ٔفقہ اکبر)**

ترجمہ. عقیدہ: ١-توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے، یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کرکے یُوں کہے کہ میں:
(١) ایمان لایا حق تعالی کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر،(٢) اور میں ایمان لایا فرشتوں پر کہ وہ حق تعالی کے بندے ہیں اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں. (٣) اور میں ایمان لایا حق تعالی کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جن کا شمار مقرر نہیں. (۴) اور میں ایمان لایا تمام نبیّوں اور رسولوں پر. (۵) اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر. (٦) اور میں ایمان لایا قیامت پر. (٧) اور میں ایمان لایا خدائے تعالی کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کردینے پر یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان ومکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا جاتا ہے. عقیدہ: ٢- فعلوں کا حساب، عملوں کی ترازو، بہشت، دوزخ، پل صراط اور حوض کوثر حق ہے. عقیدہ: ٣- حق تعالی ایک ہے. نہ ایسا کہ گنتی کی طرح اس کے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں. عقیدہ: ۴-اس کا مخلوق سے کوئی مشابہہ نہیں ہے. کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے ”جس نے خدا تعالی کو اس کی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے، تو یقینی اس نے کفر کیا.

عقیده: ٥ لا یحدّه زمان ولا یقلّه مکان بل کان ولا مکان وهو علی ما علیه کان کما قال الشیخ محیي الدین بن عربي في مقدمة الفتوحات المکیة. همیشه بود در ماضی وهمیشه بود در باقی با سماء خود وصفات ذاتی وفعلی خود. صفاتِ ذاتی او هفت اند: حیات وقدرت وعلم وکلام وسمع وبصر وارادت. وصفات فعلی او تخلیق وترزیق وانشاء وابداع وصنع وغیر آن.

عقیده: ٦ اسماء وصفات حق تعالی به تمامها ازلی اند که نیست آنهارا بدایت وابدی اند که نیست آنهارا نهایت. **عقیده:** ٧ الله تعالی عالم است بصفة علم ازلی خود وقادر است بقدرتِ خود که صفة ازلی اوست ومتکلّم است بکلام نفسی خود که صفت او است در ازل. وخالق است به تخلیق خود وفاعل است بفعل خود که صفتِ او است در ازل. **عقیده:** ٨ مفعول مخلوق است وحادث وفعل الله تعالی غیر مخلوق است وقدیم.[١]

---

(١) ترجمہ. **عقیدہ:** ۵- [خدا تعالیٰ] ہمیشہ تھا وہ گذرے ہوئے زمانے میں اور ہمیشہ باقی رہے گا اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی وفعلی صفتوں کے ساتھ. اور اس کی ذاتی صفتیں سات ہیں یعنی: صفت حیات (۱) کہ زندگی ہے. اور صفت قدرت (۲) یعنی قادر ہونا. اور صفت علم (۳) یعنی جاننا. اور صفت کلام (۴) یعنی بولنا. اور صفت سمع (۵) یعنی سُننا. اور صفت بصر (۶) یعنی دیکھنا. اور صفت ارادت (۷) یعنی قصد وارادہ کرنا. اور اس کی فعلی صفتیں: تخلیق یعنی پیدا کرنا، اور ترزیق یعنی رزق دینا، اور انشا یعنی مادہ سے بنانا، اور ابداع یعنی بغیر مادہ بنانا، اور صنع یعنی کاریگری اور اس کے سوائے. **عقیدہ:** ۶- خداے تعالی کے نام اور صفتیں سب کی سب ازلی یعنی ہمیشہ کی ہیں، جن کی ابتداء نہیں. اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں، جن کی انتہا نہیں ہے. **عقیدہ:** ۷- خداے برتر عالم یعنی جانتا ہے اپنی صفتِ علم سے جو ازلی ہے. اور قادر یعنی صاحبِ قدرت ہے اپنی صفتِ قدرت سے جو ازلی ہے اور متکلّم ہے یعنی کلام کرتا اپنے کلامِ نفسی سے جو اس کے نفس کی صفت ہے ہمیشہ کہ اس کے کلام کرنے کی ابتدا نہیں. اور خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے اپنی تخلیق یعنی پیدا کرنے کی صفت سے. اور فاعل ہے یعنی کرنے والا ہے اپنے فعل سے کہ اس کی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے. یہ سب اس کی صفتیں ازلی ہیں لہذا وہ ہمیشہ سے عالم، قادر، خالق، فاعل وغیرہ ہے. **عقیدہ:** ۸- مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جس کو خداے تعالی فاعل حقیقی نے کیا وہ عدم سے وجود میں آکر مفعول بنا. پس ضرور ہے کہ خداے تعالی کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا. پھر وجود میں آیا لہذا حادث ہوا. البتہ فعل خدا تعالی کا مخلوق نہیں بلکہ اس کی صفت قدیم ہے یعنی عَدَمین سے فارغ ہے کہ عدم سے وجود میں آنا مخلوق وحادث کی طرح اس کے لئے نہیں ہے بلکہ اوّل وآخر عدم یعنی نہ ہونے سے وہ پاک ہے اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے. پس غیر مخلوق اور قدیم ہے.

عقیدہ: ۹ صفات حق تعالی ازلی اند غیر حادث ونه مخلوق. پس هر که گفت صفاتِ حق تعالی مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شك کرد درین مسئله برابر است که طرفین او مستوی باشند یا ترجیح دهد یك طرف را پس کافر است. **عقیدہ:** ۱۰ قران مجید ش درینجا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقه اکبر ملاّ علي رحمه الله م که شانِ او از همه بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدست ها بواسطهٔ نقوش حروف واشکال کلمات در دلها محفوظ است نزدیك تصوّرِ مغیبات ش آنچه غائب باشند وشایدکه این لفظ مغیبات باشد م بالفاظِ متخیلات وبر زبانها مقرو است از حروفِ ملفوظه که مسموع میشود وبر نبی صلّی الله تعالی علیه وعلی آله وسلّم منزل است بواسطهٔ حروف مفردات ومرکّبات در حالاتِ مختلفات.

عقیدہ: ۱۱ تلفّظِ ما بقرآن مجید مخلوق است وکتابهای ما قرآن مجید را وخواندنیهای ش شایدکه بجای لفظ خواندنیها لفظ حفظ باشد از شرح فقه اکبر ملا علي م ما قرآن شریف را مخلوق است. از جهة آنکه گفتن و نوشتن وخواندن از جمله افعالِ عباد است وفعل مخلوق مخلوق است. [۱]

---

(۱) ترجمہ عقیدہ: ۹- حق تعالی کی صفتیں سب ازلی ہیں. حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حق تعالی کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں. یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا، خواہ حالتِ شک میں اس کے شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں، یا شک کی ایک طرف کو ترجیح دیتا ہو، حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں، تو وہ کافر ہے. عقیدہ: ۱۰- قرآن مجید کہ اس سے مراد یہاں کلامِ نفسی خداے تعالی ہے جیسا شرح فقہِ اکبر ملّا علی قاری میں ہے اس کی شان سب سے بڑی ہے. کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے، نقوش حروف کے واسطہ سے، کلموں کی صورتوں میں اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصوّر کر کے یا معنی دار کا تصوّر کر کے خیالی لفظوں میں، اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے. انہیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سننے میں آتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلّم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکّب حرفوں کے وسیلہ سے اتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے. عقیدہ: ۱۱- ہمارا تلفظ یعنی لفظ کر کے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے. اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کر کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے. قرآن شریف کو مخلوق ہے. اس لیے کہ کہنا اور لکھنا اور پڑھنا یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور مخلوق کا فعل مخلوق ہے.

عقيده: ١٢ قرآن مجيد ش اى كلام نفسى م غير مخلوق است ونيست كه حلول كند در مصاحف وغير مصاحف بكتابت يا باشارت. **عقيده:** ١٣ چيزى كه ذكر كرد، الله تعالى در قرآن مجيد از اخبار وآثار حضرت موسى وجميع انبياء صلوات الله تعالى على نبيّنا وعليهم السّلام واز فرعون وابليس بتمامه كلام الله تعالى قديم وغير مخلوق است. **عقيده:** ١٤ كلامِ موسى عليه السّلام ولو كان مع ربّه وكلام سائر انبياء ومرسلين وفرشتهاى مقرّبين مخلوق است وحادث. **عقيده:** ١٥ قرآن مجيد كلامِ حق تعالى است از روى حقيقت نه از روى مجاز پس قديم است مانند ذات حق تعالى وشنيد موسى كلام الله تعالى را قال الله تعالى (**وَكَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيمًا** * النساء: ١٦٤)

ترجمه:- كلام كرد الله تعالى موسى عليه السّلام را كلام كردن.

عقيده: ١٦ تحقيق بود الله تعالى متكلم در ازل ونه بود كلام با موسى عليه السّلام بل اصل موسى عليه السّلام. **عقيده:** ١٧ تحقيق بود الله تعالى خالق در ازل پيش از پيدا كردنِ خلق.[١]

([١]) ترجمہ. عقیدہ: ۱۲- قرآن مجید یعنی کلام نفسی خداے تعالی کا غیر مخلوق ہے. اور ایسا نہیں ہے مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں میں یا زبانوں پر حلول کر جائے یعنی سماجائے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو.

عقیدہ: ۱۳- جو کچھ خداے تعالی نے قرآن مجید میں ذِکر کیا خبروں کی نسبت اور حضرت موسی اور تمام انبیاء صلوات اللہ علی نبینا وعلیہم السّلام کے آثار کی نسبت اور فرعون اور ابلیس کی نسبت، وہ سارا کا سارا خداے تعالی کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے.

عقیدہ: ۱۴- کلام موسی علیہ السّلام کا اگر چہ اپنے ربّ کے ساتھ تھا اور کلام تمام نبیوں اور رسُولوں کا اور ان فرشتوں کا، جو خداے تعالی کے مقرّب ہیں، مخلوق اور حادث ہے.

عقیدہ: ۱۵- قرآن مجید حقیقت میں حق تعالی کا کلام ہے، نہ مجازی طور پر. پس قدیم ہے حق تعالی کی ذات کی طرح. اور سنا ہے موسیٰ علیہ السّلام نے خداے تعالی کے کلام کو جیسا فرمایا خداے تعالی نے وَكَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيمًا یعنی خداے تعالی نے کلام کیا موسیٰ علیہ السّلام سے کلام کرنا. عقیدہ: ۱۶- بے شک خداے تعالی متکلّم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ تھا.

عقیدہ: ۱۷- بے شک خداے تعالی خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے.

عقیده: ١٨ هرگاه کلام کرد الله تعالی با موسی کلام کرد الله تعالی موسی را بکلام قدیم خود که حق تعالی را قبل از خلقت موسی بود. **عقیده:** ١٩ صفات حق تعالی بتمامها واقع اند. بخلافِ صفات مخلوقین که صفات ایشان به هیچ وجه مشابه آنجناب مَنَزّه نیستند اگرچه اشتراك اسمی واقع است. **عقیده:** ٢٠ الله تعالی میداند حقائق اشیاء را وکلّیاتِ اشیاء را وجزئیات اشیاء را وظاهر اشیاء را وباطن اشیاء را بعلمِ ذاتی که ازلی است وابدی است نه مانندِ علم ما زیرا که ما میدانیم اشیاء را بآلات وتصوّر صورت های که در ذهن ها موافق فهم های ما حاصل آید. **عقیده:** ٢١ قادر است الله تعالی نه مانند قدرتِ ما زیرا که قدرت او قدیم است بدون آلات وبدون مشارکت وما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آن هم بآلات ومددگار.[١] **عقیده:** ٢٢ میبیند الله تعالی نه مانندِ دیدنِ ما ومیشنود نه مانندِ شنیدنِ ما زیرا که ما میبینیم اشکالها ورنگهای مختلفه را ومیشنویم آواز کلمات موتلفه را بآلاتی که پیدا کرده شده است در اعضای مرکّب وحق تعالی می بیند اشکال والوان وصور مختلفه را بنظرِ اصلی خود. ومیشنود آوازهارا وکلماتِ مفردات ومرکّبات را بسمع خود که صفتِ ازلی اوست بدون آلات وبی مشارکت دیگری از کائنات اگر چه مرئی ومسموع از حادث است.

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ١٨- جب خداے تعالی نے موسیٰ علیہ السّلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خداے تعالی نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حق تعالی کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا. عقیدہ: ١٩- حق تعالی کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے بر خلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اس جناب پاک کے مشابہہ نہیں ہیں اگر چہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے. عقیدہ: ٢٠- خداے تعالی جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور ان کی کلّیات کو اور ان کی جزئیات کو اور ان کے ظاہر کو اور ان کے باطن کو، علمِ ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے، نہ ہمارے جاننے کی مانند، کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں [آلات] اور صورتوں کے تصوّر کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں. عقیدہ: ٢١- خداے تعالی قادر ہے، نہ ہماری قدرت کی طرح، کیونکہ اس کی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے، کہ اس کو ان کی احتیاج نہیں. بخلاف ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں، مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگاروں کی مدد سے. عقیدہ: ٢٢- خداے تعالی دیکھتا ہے، نہ ہمارے دیکھنے کی مانند. اور سُنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگوں کو. اور ہم سُنتے ہیں جڑے ہوے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو اعضاے مرکّب یعنی آنکھ، کان، مُنہ میں پیدا کئے گئے ہیں. اور حق تعالی دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صورتوں کو اپنی اصلی دائمی نظر سے. اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکّب کلموں کو اپنی سماعت سے، کہ اس کی ازلی صفت ہے، بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگر چہ دیکھی ہوئی اور سُنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں.

عقيده: ٢٣ ميگويد حق تعالى نه مانندِ كلامِ ما زيراكه ما كلام ميكنيم از حلق وزبان ولب ودندان وحروف والله تعالى كلام ميكند بدون واسطهٔ آلات وحروف از كمالِ ذات وصفاتِ خود. **عقيده:** ٢٤ حروف مخلوق است مانندِ آلات وكلام الله تعالى نا مخلوق است وقديم است با ذات. **عقيده:** ٢٥ الله تعالى وتبارك شى است يعنى موجود است بذات وصفات ونيست مثل اشياء مخلوقه از رُوى ذات وصفات ومعنى بودنِ حق تعالى شى نه مانندِ اشياء است. اثبات وجود ذات حق تعالى بغير جسم وبغير عرض وجوهر است. چنانچه اشياء صاحبِ جسم اند وعرض اند وجوهر. وحق تعالى از همه منَزّه است ولا شريك له در ذات ودر جميع صفات. **عقيده:** ٢٦ نيست حد ونهايت حق تعالى را ونيست ضد ومنازع وممانع در بدايت نه در نهايت ونيست شبيه مر حق تعالى را.

عقيده: ٢٧ [١]حق تعالى را يد است ووجه است ونفس است چنانچه لائق ذاتِ او است ممّا ذكر الله في القرآن من ذكر الوجه كقوله تعالى (**كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلاَّ وَجْهَهُ**)

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٢٣- حق تعالی کہتا ہے نہ ہمارے کلام کی مانند، کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے، اور خدائے تعالی کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے. عقیدہ: ٢٤- حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدائے تعالی کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے ساتھ یعنی ذاتی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے. عقیدہ: ٢٥- خدائے برتر اور صاحبِ برکت شے ہے یعنی موجود ہے ذات وصفات کے ساتھ اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات وصفات کی رُوسے بلکہ معنی حق تعالے کے شے ہونے کے اشیاء کی مانند نہیں ہیں. ذات حق تعالی کی وجود وہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیاء صاحب جسم اور عرض اور جوہر میں اور حق تعالی ان سب سے پاک ہے اس کا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے. عقیدہ: ٢٦- حق تعالی کی حد اور انتہا نہیں ہے اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنے والا اس کا نہیں، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں. اور نہ حق تعالیٰ کے لیے شبیہ وشکل ہے. عقیدہ: ٢٧- حق تعالیٰ کے ید، وجہ اور نفس مبارک ہے، جیسا اس کی ذات کے لائق ہے. اس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے. وجہ یعنی منہ کی نسبت اس کا قول ہے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روے مبارک اس کا. اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر، جیسا اس کا قول ہے يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے. اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے. اور جو تیرے جی میں ہے وہ میں نہیں جانتا. اور خدائے تعالیٰ کی صفتیں بلا کیف ہیں یعنی بدون اس کے کہ کیوں اور کیسی ہیں. اس لیے کہ کیفیّات صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہو سکتی ہیں کیوں کہ محدود بے حد کو حد میں نہیں لا سکتا اور بغیر احاطہ کیے کیفیت وحقیقت نہیں جانی جا سکتی. پس ازلی وابدی صفات کی کیفیّات ان کے قدیم ودائم ہونے کے سبب کوئی مخلوق حادث، جو حد میں محدود ہے، نہیں جان سکتا. ناچار اس کے بلا کیف ہونے پر ایمان واعتقاد لائے گا.

واليد كقوله تعالى (**يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ**) والنفس كقوله تعالى حكاية عن عيسى عليه السّلام (**تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ اَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ**) وله صفات بلا كيف ترجمه: از آنچه ذكر كرد الله تعالى در قرآن از ذكر وجه يعنى رو مثل فرمودن او تعالى هر چيز فانى شونده است مگر روى او. واز ذكرِ يد يعنى دست مثل فرمودن او تعالى دستِ خدا بر دستهاى شان است. واز ذكر نفس مثل فرمودن او تعالى حكاية از حضرت عيسى عليه السّلام ميدانى آنچه در نفسِ من است. ونميدانم آنچه در نفس تُست وبراى او تعالى صفات بى چگون هستند يعنى كيفيّاتِ صفات غير معلوم اند. **عقيده:** ٢٨: نبايد گفت در مقامِ تأويل چنانچه بعض خلف كه مخالفِ سلف اند ميگويندكه عبارت از يد قدرت است يا نعمت حق است زيراكه در تأويل ابطال صفة حق است وآن قول اهل قدر واهل اعتزال است وليكن يد حق صفتِ حق است بلا كيف كه ما نميشناسيم كيفيةِ يد اورا كه صفة او است چنانچه عاجزيم در معرفة كنه بقيه صفات او فضلا عن معرفة ذاته.

عقيده: ٢٩ غضب حق تعالى ورضاى او دو صفة اند از صفات او ليكن بلا كيف. **عقيده:** ٣٠ پيدا كرد حق تعالى اشياء را بغير مادهٔ كه سابق باشد بر مخلوقات چنانچه الله تعالى در قرآن مجيد فرموده است خالق كلّ شيءِ ترجمه: پيدا كنندهٔ هر چيز است. حالانكه خلقت بعض اشياء از مواد منافى عقيدهٔ سابق نيست زيراكه اصل مواد از مخلوق غير موجود است.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٢٨- مذکورہ بالا صفات و الفاظ کی تاویل کر کے یُوں نہ کہنا چاہیے جیسا پچھلے، جو اگلوں کے مخالف ہیں، کہتے ہیں کہ ید سے مراد قدرت ہے یا نعمت حق ہے اس لیے کہ تاویل کی صورت میں صفت حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفت قدرت یہ بھی ایک صفت حق ہے اور یہ قول تاویل قدریّہ اور معتزلہ کا ہے اور نہ ہم اس کو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں. لیکن ید حق صفت حق ہے بلا کیف کہ ہم اس ید کی کیفیّت کو جو خدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا کہ اس کی باقی صفات کی کُنہ اور حقیقت کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسی طرح ذات کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہذا اس کو بلا کیف ایک صفتِ حق جانتے ہیں. **عقیدہ: ٢٩- حق** تعالیٰ کا غضب اور اس کی رضا، یہ بھی اس کی صفات میں سے دو صفتیں ہیں لیکن بلا کیف. **عقیدہ: ٣٠- حق** تعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادّہ کے کہ مخلوقات پر پہلے سے ہووے یعنی اشیاء کے پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادّہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادّہ کے اشیاء کو پیدا کیا جیسا خدا ے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے. تو اس کلیہ میں مادّہ بھی داخل ہے اور مادّہ کا خالق بھی وہی ہے. پس ابتدا ہر چیز کی بے مادّہ ہے. حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادّوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے.

عقیده: ٣١ بود الله تعالی عالم در ازل باشیاء قبل وجودِ اشیاء در آن حال که مقدر کرده است اشیاء را موافق ارادهٔ خود وحکم کرده مطابق علم خود در اشیاء پس علم الله تعالی قدیم است وبعض متعلّقاتِ آن علم حادث است چنانچه نصِ صریح دال اوست (**لاَ يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَلاَ فِي الْاَرْضِ وَلآَ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلآَ اَكْبَرُ اِلاَّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ** * سبأ: ٣)

ترجمه: پوشیده نگردد ازو برابر ذرّه در آسمان ها ونه در زمین ونیست خوردتر ازان ونه بزرگ تر ازان مگر آنکه مکتوب است در کتاب روشن یعنی لوح محفوظ خلاصه از تفسیر حسینی.

عقیده: ٣٢ نمیباشد در دُنیا ونه در آخرت هیچ موجودی حادث در جمیع احوال مگر به مشیّتِ او وقضاء او یعنی حکمِ او وقدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیر او وکتابت او در لوحِ محفوظ که بوصف است ش ای بوصفِ موجودِ حادث م نه بحکم یعنی نوشته است حق تعالی در جمیع اشیاء باینکه خواهد شد چنین وچنین موافق قضاء نه بر وجه امر زیراکه اگر میکرد امر همان وقت بوجود میآمد وقضاء وقدر یعنی حکم اجمالی وتفصیلیٔ اوست ومشیت ارادهٔ حق تعالی که متعلق بآن است ش یعنی موجود حادث م صفتِ حق تعالی است در ازل بلا کیف.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٣١- خدائے تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود سے پہلے اس حال میں کہ مقدّر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں پس علم خدائے تعالیٰ کا قدیم ہے اور اس علم کے بعض متعلّقات حادث ہیں جیسا نصّ صریح اس کی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنی اس سے چھپا نہیں رہتا ہے ذرّہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اس سے خُردتر اور نہ اس سے بزرگ تر، مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوحِ محفوظ میں یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا. عقیدہ: ٣٢- نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دُنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اس کی مشیّت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اس کے حکم سے اور اس کے قدر سے کہ موافق مقدار اس کے اندازہ کرنے کے ہے اور اس کے لکھ دینے کے ہے لوحِ محفوظ میں جو موافق وصفت موجود حادث کے ہے نہ موافق حکم کے یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ امر کرتا تو اسی وقت وجود میں آجاتا اور قضا و قدر اس کے حکم ہیں اجمالی اور تفصیلی اور مشیّت کہ حق تعالیٰ کا ارادہ جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حق تعالیٰ کی ہے ازلی بلا کیف.

عقیده: ۳۳ میداند حق تعالی معدوم را در حالتِ عدم آن معدوم ومیداندکه آن معدوم وقت موجود شدن بکدامحال پیدا خواهد شد. **عقیده:** ٣٤ میداند الله تعالی موجودرا در حالتِ وجود او ومیداندکه بکدام نهج خواهد بود فناءِ او. **عقیده:** ٣٥ میداند حق تعالی قائمرا در حالتِ قیامِ او پس هرگاه مینشیند قائم میداند حق تعالی اورا قاعد در حال نشستنِ او از غیر تغیّر شدن علمِ او در ازل یعنی علم حق تعالی از نشستن وبرخاستن وحیات وممات وصلاة وصوم وسائر مقامِ موجود تغیّر نمی یابد باین نهج که در ازل نبوده باشد حالا حادث شده باشد باین قسم ش یعنی باین قسم اختلاف احوال مذکوره م ولیکن تغیّر واختلافِ احوال از قیام وقعود وامثال آن از افعال پیدا میشود در مخلوقین. **عقیده:** ٣٦ [۱]پیدا کرد حق تعالی خلقرا ساده از آثار کفر وانوارِ ایمان باینکه گردانید ایشان را قابل اینکه ازینها عصیان واحسان ش عبادت بحضورِ دل م واقع شود بعد ازان خطاب کرد حق تعالی ایشان را در وقتِ تکلیف ش این وقت در شرع بلوغ است که تقدیر کردند ش علماء به پانزده سال م بعبادت وامر کرد ایشانرا بایمان وطاعة ومنع کرد ایشان را از کفر ومعصیت پس هرکه کفر کرد به فعلِ

---

(۱) ترجمہ. عقیدہ: ۳۳- حق تعالیٰ جانتا ہے معدوم کو اس معدوم کے نہ ہونے کی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونے کے وقت کس حال میں پیدا ہوگا. عقیدہ: ۳۴- خداے تعالیٰ جانتا ہے موجود کو، اس کے ہونے کی حالت میں. اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا. عقیدہ: ۳۵- حق تعالیٰ جانتا ہے قائم کو اس کے کھڑے ہونے کی حالت میں. پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالیٰ اس کو قاعد جانتا ہے اس کے بیٹھنے کی حالت میں بغیر تغیّر ہونے اس کے علم کے ازل میں یعنی علمِ ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور اٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اس کی ساری جگہ سے تغیّر نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہو، اب احوال مذکورۂ بالا کے اس قسم کے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہو. لیکن تغیّر اور اختلاف احوال کا بسببِ قیام اور قعود اور اس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے. عقیدہ: ۳۶- پیدا کیا حق تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثار کفر اور انوارِ ایمان سے، یعنی بے رنگ کفر وایمان اس طرح کہ ان کو قابل اس کے بنادیا کہ ان سے عصیان اور احسان واقع ہو یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضورِ دل سے ہو. بعد اس کے خطاب کیا حق تعالیٰ نے ان کو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ، اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے، جس کا اندازہ علماء نے پندرہ برس کیا ہے. اور حکم کیا ان کو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا ان کو کفر ومعصیت سے. پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل واستکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خداے تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اس کے لیے خداے تعالیٰ کی نصرت ومدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مقیّد ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خداے تعالیٰ کے خداے تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے اس کے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خداے تعالیٰ نے اِنَّ اللہ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ یعنی یقینی خداے تعالیٰ البتّہ صاحب فضل ہے لوگوں پر.

خود واختیارِ خود وإنکارِ خود واصرارِ خود بر جهل واستکبارِ خود وانقیادِ خود واقرار بر زبان خود وتصدیق بجَنان ش بفتح جیم بمعنی دل م خود موافق امر الله تعالی از توفیق الله تعالی آنرا دیاری الله تعالی اورا بمقتضای فضل خود کما قال الله تعالی (**إنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ** * المؤمن: ٦١) (ترجمه) تحقیق الله تعالی هر آئینه صاحبِ فضل است بر آدمیان. **عقیده:** ٣٧ بیرون آورد ذرّیت حضرت آدم علیه السّلام را تا روزِ قیامت ش یعنی هر قدر که تا روزِ قیامت پیدا شدنی است م طبقه بعد طبقة از صلب حضرت آدم علیه السّلام اولا بعد ازان از اختلافِ اصلابِ فرزندان وترائب بناتِ آدم علیه السّلام که بعض آن سپید بُودند وبعض آن سیاه وإنتشار ساخت بسُوی یمین ویسار آدم علیه السّلام بعد ازان خطاب کرد ذرّیات آدم علیه السّلام را بقول «**ألست بربّکم**» یعنی آیا نیستم پروردگارِ شما وامر کرد ایشان را بایمان واحسان ومنع کرد ایشان را از کفر وعصیان پس اقرار کردند حق تعالی جلّ شانه را بربوبیت وذات های خودرا بعبودیّت از قولِ «**بلی**» از رُوی ایمانِ حقیقی یا حکمی فهم یولدون علی تلك الفطرة (ترجمه): پس آنها پیدا کرده میشوند برین آفرینش.

عقیده: ٣٨ شخصی که کفر آورد بعد ایمانِ میثاقی تبدیل کرد وتغیّر ساخت ایمان فطری را بکفر وکسی که ایمان آورد وتصدیق کرد در اظهارِ ایمان باین روش که ایمان لسانی را مطابق تصدیق جنانی ساخت ثابت ماند بر دینِ خود که اصل فطرت بود ومستمر شد بر اقرارِ خود که بقولِ لفظِ «**بلی**» بود.[١]

---

(١) ترجمہ. **عقیدہ:** ٣٧- باہر لایا خداے تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السّلام کو دن قیامت تک یعنی جس قدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اوّل حضرت آدم علیہ السّلام کی پشت سے. بعد اس کے ان کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض ان کے سپید تھے اور بعض ان کے سیاہ. اور آدم علیہ السّلام کے دہنے اور بائیں ان کو پھیلا کر اس کے بعد ذرّیتِ آدم علیہ السّلام سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار؟ اس کو روز میثاق کہتے ہیں. اور حکم کیا ان کو ایمان اور احسان کا اور ان کو کفر وعصیان سے منع کیا. پس سب نے حق تعالیٰ جلّ شانہ کے ربّ ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیّت یعنی بندہ ہونے پر قول بَلٰی یعنی ہاں سے. یہ اقرار ایمان میثاقی ایمان حقیقی کی راہ سے تھا یا حکمی کی فهم یولدون علی تلك الفطرة. یعنی پس وہ پیدا کیے جاتے ہیں اسی پیدائش پر. **عقیدہ:** ٣٨- جس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اس نے ایمان فطری کو کفر سے بدل دیا اور تغیّر کر دیا اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اس طریقہ سے کہ زبانی ایمان کو دل کی تصدیق کے مطابق کر لیا وہ اپنے دین پر جو اصل فطرت کا تھا ثابت رہا اور اس اپنے اقرار پر جو لفظ بَلٰی کے قول سے تھا جاری رہا.

عقیده: ٣٩ جبر نه کرده است هیچ کس را از خلق خود بر کفر ونه بر ایمان وپیدا نه کرده است الله تعالی ایشان را مؤمن ونه کافر بلکه پیدا کرده است ایشان را اشخاص. **عقیده:** ٤٠ ایمان وکفر فعلِ عبد است یعنی باعتبار اختیارِ ایشان نه بر وجهِ اضطرار.

عقیده: ٤١ می داند الله تعالی شخصی را که کفر می کند. کافر در حالتِ کفر وهرگاه ایمان می آرد بعد از ارتکاب کفر می داند الله تعالی اورا مؤمن در حالِ ایمانِ او از غیر تغیّر علمِ او تعالی وصفة او تعالی ش یعنی غضب ورضا چنین است در شرح فقه اکبر ملاّ علي م يعني از کفر بنده وایمانِ بنده علمِ حق تعالی متغیّر نمی شود ونه صفة او تعالی ش یعنی غضب ورضا م.

عقیده: ٤٢ جمیع افعال عباد از کفر وایمان وطاعة وعصیان کسبِ ایشان است بر سبیل حقیقة ونیست بطریق مجاز ونه بر سبیل اکراه وغلبه بلکه اختیار ایشان است در فعل ایشان باعتبارِ اختلاف ومیلان ذات های ایشان (**لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** * البقرة: ٢٨٦) ترجمه: برای آن باشد آنچه کسب کرد از نیکوئی های وبر وی باشد آنچه کسب کرد بجهدانه بدیها.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٣٩- خداے تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنے مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر، اور نہ ان کو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے ان کو اشخاص. عقیدہ: ٤٠- ایمان وکفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار ان کے اختیار کے، نہ اضطرار کی وجہ پر. عقیدہ: ٤١- خداے تعالیٰ اس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں. اور جب کفر اختیار کرنے کے بعد ایمان لاتا ہے تو خداے تعالیٰ اس کو مومن جانتا ہے اس کے ایمان کے حال میں بغیر متغیّر ہونے خداے تعالیٰ کے علم کے اور خداے تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفتِ غضب ورضا کے. شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے یعنی بندہ کے کفر وایمان سے حق تعالیٰ کا علم متغیّر نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کی صفتِ غضب ورضا. عقیدہ: ٤٢- بندوں کے تمام افعال خواہ کفر وایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ انہیں کا کسب ہے اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ ان کے فعل میں ان کا اختیار ہے ان کے اختلاف کے اعتبار سے اور ان کی ذاتوں کے اس طرف میلان کرنے سے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ انھیں کے لیے ہوں گی اور جو کچھ کوشش کر کے انھوں نے برائیاں کمائیں ان کا بوجھ انھیں پر رہے گا.

عقيده: ٤٣ الله تعالى خالق افعال عباد است موافق ارادۀ خود كما قال الله تعالى (**خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ**) وفعل عباد نيز داخل در تحت شى است. **عقيده:** ٤٤ تمام افعال عباد از خير وشر كسب ايشان بارادة وعلم حق تعالى وقضاى حق تعالى است. **عقيده:** ٤٥ طاعة بتمامها ش از فرض وواجب ومندوب م قليل وكثير ثابت است از امر الله تعالى (**اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ** * النساء: ٥٩). ترجمه: فرمان بر يد الله تعالى وفرمان بر يد رسول را صلّى الله عليه وسلّم وسبب محبّتِ حق تعالى است (**انّ الله يحبّ المتّقين**) ترجمه: تحقيق الله تعالى دوست مى دارد پرهيزگاران را ورضاى حق تعالى است لقوله تعالى في حق المؤمنين (**رضي الله عنهم**) ترجمه: خوشنود شد الله تعالى از ايشان أى سببِ رضاى حق تعالى است ١٢ وعلم ومشيّت وقضا وتقدير حق تعالى است ومعصيت بتمامها ش از كفر وشرك وكبيره وصغيره م از علمِ حق تعالى وقضاى حق تعالى وتقديرِ حق تعالى است ومشيّتِ حق تعالى ونيستند سببِ محبّت حق تعالى چنانچه آيتِ قرآن مجيد مشعر است (**اِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْكَافِرِينَ** * آل عمران: ٣٢).[١]

([١]) ترجمہ. عقیدہ: ۴۳-بندوں کے فعلوں کو خداے تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے ارادہ کے موافق جیسا کہ خداے تعالیٰ نے فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی ہر چیز کا خالق ہے اور تحت شے میں بندوں کے فعل بھی داخل ہیں تو ان کا خالق بھی وہی ہے. پس اسی نے پیدا کیے اور وہی پیدا کرتا ہے. عقیدہ: ۴۴-بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی کے انہیں کے کمائے ہوئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ اور علم سے اور حق تعالیٰ کی قضا سے. عقیدہ: ۴۵-فرماں برداری تمام قسم کی فرض اور واجب اور نفل و مستحب تھوڑی اور بہت ثابت ہے خداے تعالیٰ کے حکم سے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ یعنی تابعداری کرو خداے تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ تابعداری سبب ہے خداے تعالیٰ کے لیے محبّت کی. اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ یعنی یقینی خداے تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو اور یہی سبب ہے خداے تعالیٰ کی خوشنودی کی بسبب فرمانے خداے تعالیٰ کے مومنین کے حق میں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی خوشنود ہو گیا خداے تعالیٰ ان سے. اور یہ خداے تعالیٰ کے علم اور مشیّت اور قضا اور تقدیر سے ہے اور نافرمانی بھی ہر قسم کی یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ اور صغیرہ خداے تعالیٰ کے علم اور قضا اور تقدیر اور مشیّت سے ہے لیکن بسبب محبّت خداے تعالیٰ کی نہیں ہے جیسا آیت قرآن مجید کی آگاہ کر رہی ہے. فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ یعنی یقینی خداے تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے. اور معصیتیں خداے تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خداے تعالیٰ کے سورہ زمر میں اوّل رکوع میں وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یعنی خداے تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ یہ خداے تعالیٰ کے حکم سے ہیں جیسا کلامِ مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یقینی خداے تعالیٰ بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے.

ترجمه: تحقيق الله تعالى دوست نمى دارد كافران را. ونيستند معاصى برضاءِ حق تعالى لقوله تعالى (**وَلاَ يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ** * الزمر: ٧) ركوع او نه به امر او تعالى چنانچه در كلام مجيد واقع است (**اِنَّ اللهَ لاَ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ** * الأعراف: ٢٨) ترجمه: تحقيق الله تعالى حكم نمى فرمايد به بى حيائى. **عقيده:** ٤٦ جميع انبياء عليهم السّلام پاك اند از صغائر وكبائر وقبائح مانندِ قتل وزنى ولواطت وسرقة وقذف محصنه وسحر وفرار از جهاد وظلم بر عباد وقصد فساد در بلاد ش عمدا وسهوا از كبائر نه سهوا از صغائر بعد تشرّف به نبوّت نه قبل ومعصوم اند از كفر قبل از نبوّت واين همه بالاجماع است خلاصه از شرح فقه اكبر ملاّ علي م. **عقيده:** ٤٧ تحقيق بود از بعض انبياء عليهم السّلام قبل از ظهورِ نبوّت يا بعد مناقب رسالت زَلاَّت وخطيئات. **عقيده:** ٤٨ [١] محمّد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن مناف بن قصيّ بن كلاب بن مرّة بن كعب بن لؤيّ

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ۴۶- تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل، زنا، لواطت، چوری، پارسا عورتوں پر بہتان باندھنے، جادو سے بھاگنے، بندوں پر ظُلم کرنے اور شہروں میں فساد پھیلانے سے. ان میں کبیرہ گناہوں سے جان کر اور بھول کر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں اور صغیرہ سے جان کر پاک ہیں نہ بھول کر. نبوّت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونے کے بعد نہ اس سے پہلے. اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونے کے پہلے بھی. اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری کا. عقیدہ: ۴۷- بے شک ہوئے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوت ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالت کے بعد یعنی رسالت کے اوصافِ حمیدہ کے بعد. عقیدہ: ۴۸- محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن مناف ابن قصيّ ابن کلاب ابن مرّہ ابن کعب ابن لؤيّ ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضرّ ابن نزار ابن معدّ ابن عدنان جن کا نسب شریف یہ ہے، خاتمِ انبیاء ہیں یعنی ختم کرنے والے نبیوں کے کہ نبوّت آپ پر ختم ہے، کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا. اور آپ حبیبِ خدا تعالیٰ ہیں اور حضرت جلّ وعلا کے بندۂ خاص ہیں اور خدائے تعالے وتبارک کے رسول ہیں. بُت کو آپ نے کبھی نہیں پوجا اور نہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا. کبھی نہ پہلے نبوّت کے، نہ بعد نبوّت کے. اور نہ صغیرہ وکبیرہ کبھی گناہ کیا، نبوّت سے پہلے اور بعد. اس قدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ مع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیس پشتیں ہوتی ہیں، اختلاف نہیں ہے. اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے منسوب فرمایا اپنے نفس مبارک کو نزار بن معد بن عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملّا علی میں ہے.

بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان ش درين قدر به نسبِ آن حضرت صلّى الله عليه وسلّم اختلاف نيست وروايت كرده شد از آنحضرت صلّى الله عليه وسلّم كه منسوب فرمود نفس مبارك خودرا تا نزار بن معد بن عدنان از شرح فقه اكبر ملاّ علي م خاتم الانبياء است وحبيب الله تعالى وبندهٔ خاص حضرت جلّ وعلا ورسول الله تعالى وتبارك وعبادت نه كرده است صنم را وشريك نه كرده است بالله تعالى كسى را گاهى نه قبل از نبوّت نه بعد از نبوّت ونه مرتكب شده است صغيره وكبيره را ش نه قبل از نبوّت نه بعد م.

عقيده: ٤٩ افضل النّاس بعد وجود مبارك حضرت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلّم حضرت ابو بكر صدّيق بن قحافه است رضي الله تعالى عنه بعد ايشان حضرت عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه بعد ايشان حضرت عثمان ابن عفّان رضي الله تعالى عنه بعد ايشان حضرت مرتضى علي كرم الله تعالى وجهه ابن ابى طالب. **عقيده:** ٥٠ بعد خلفاء أربعه رضي الله عنهم باقى دوام بر تبعيّتِ حق اند چنانچه بودند در زمان ماضى يعنى حضور جنابِ نبوى صلّى الله تعالى عليه وعلى آله وسلّم بى تغيّر حالِ ايشان ونقصان در كمال ايشان ش نقصان عطف است بر تغيّر يعنى بى نقصان م پس بوقوعِ مشاجرات و غيرها تغيّرى بحال ونقصانى در كمال واقع نشد.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ۴۹- آدمیوں میں سب سے بزرگ، بعد وجود مبارک حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلّم کے، حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ. بعد ان کے حضرت عمر ابن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ. بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ. بعد ان کے حضرت مرتضی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن ابی طالب ہیں. عقیدہ: ۵۰- بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے، باقی اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں. جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جنابِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وسلّم میں تھے بغیر تغیّر ہونے ان کی حال کے اور بدون نقصان ان کے کمال میں. پس مشاجرات وغیرہ، معرکوں کے واقع ہونے کے سبب کچھ تغیّر ان کے حال میں اور کچھ نقصان ان کے کمال میں نہیں واقع ہوا.

عقیده: ٥١ دوست میداریم ما اصحاب رضي الله عنهم را ش آل نیز شاملِ اصحاب است م وزشت نمی گوئیم کسی را از ایشان بخلافِ روافض وخوارج لقوله تعالی (**وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ** * التوبة: ١٠٠) ترجمه: پیشی کنندگانِ پیشیان که از هجرت کنندگان اند از مکّه بمدینه واز مددگاران که اهل مکّه را مدد کردند وآنان که متابعت کردند سابقان را در ایمان وطاعة مراد اند سائر صحابه خوشنود شد خدای تعالی از ایشان بقبول طاعةِ ایشان وخوشنود شدند ایشان از خدای تعالی بانچه یافتند از نعیم دینیه دنیویه خلاصه از تفسیر حسینی.

ولقوله علیه السّلام (**لا تسبّوا اصحابي**) ترجمه: برای فرمودن علیه السّلام زشت نه گوئید اصحاب مرا. **عقیده:** ٥٢ [١]یاد میکنیم هر یکی را از اصحاب رضي الله تعالی عنهم بخیر اگر چه صادر شد از بعض ایشان آنچه در صورتِ شر است بنابر حسن ظن بایشان لقوله علیه السّلام (**خیر القرون قرني**) ترجمه: بهترین هر

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٥١- ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں. اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے؛ کہ اوّل اصحاب کی جناب میں، اور دوم آل کے حضور میں گستاخ وبے ادب ہیں. اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہماری دوستی اس فرمانِ خدائے تعالیٰ کے سبب ہے. وَالسّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهاجِرِيْنَ وَالانْصارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ **اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکّہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنہوں نے اہل مکّہ کی، جو مہاجر ہو کر آتے تھے، مدد کی. اور جنھوں نے ان آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں. راضی ہو گیا خدائے تعالیٰ ان سے ان کی طاعت کو قبول فرما کر. اور راضی ہو گئے وہ خدائے تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دُنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں. یہ خلاصہ ہے تفسیرِ حسینی کا. اور ان کی دوستی بسبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السّلام کے ہے** لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي **یعنی میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو. عقیدہ: ٥٢- ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں ان سے حسنِ ظن کے سبب، اگر چہ بعض سے ان کے وہ چیز، جو شر کی صورت میں ہے، صادر ہو گئی بسبب فرمانے حضور علیہ السّلام کے** خير القرون قرني **یعنی ہر قرن وزمانہ کہ گذرا اور گذرتا ہے اس میں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے. اور بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے** اذا ذكر اصحابي فاسكتوا **یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جائیں تو چپ رہو. اس حدیث شریف سے اشارہ ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے، جو ان میں وقوع میں آئے، پرہیز کرو اور ملامت اور خودرائی سے افراط وتفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے بھی ان کی نسبت میں بچو.**

قرنی که گذشت وگذرد قرنِ من است. ولقوله علیه السّلام (**اذا ذکر اصحابي فاسکتوا**) ترجمه: وبرای فرمودن پیغمبر علیه السّلام هرگاه ذکر کرده شوند اصحابِ من پس خاموش باشید ش ازین حدیث شریف اشارت است که در معاملاتِ صحابه از همچو مشاجرات وغیرها حذر کنید ونیز از نکوهش وافراط وتفریط بخود رائی م. **عقیده:** ٥٣ تکفیر نمی کنیم هیچ مسلمانی را از ذنوب اگر چه مرتکب کبیره باشد مادام که معتقدِ حلت معصیتی که حرمتِ آن بدلیل قطعی ثابت شده باشد نیست چنان که خوارج میکنند ش أی تکفیر میکنند مرتکب کبیره را از شرح فقه اکبر ملاّ علي م. **عقیده:** ٥٤ زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیره اسم ایمان ش أی وصفِ ایمان از شرح فقه اکبر ملاّ علي م چنانچه معتزله گویند ش که مرتکبِ کبیره بیرون شود از ایمان ونه در آید در کفر پس ثابت می کنند مرتبه میانِ کفر وایمان بآنکه اتفاق دارند برین که صاحبِ کبیره همیشه در دوزخ ماند از شرح فقه اکبر ملاّ علي م بلکه نام می داریم مرتکبِ کبیره را مؤمن از روی حقیقة نه از روی مجاز. **عقیده:** ٥٥ نمی گوئیم که ضرر نمی کند مؤمن را گناه بعد حاصل شدن ایمان ومؤمن گنهکار داخل نخواهد شد در دوزخ ش چنانکه مرجیه وملاحده واباحیه گفته اند از شرح فقه اکبر ملاّ علي م. **عقیده:** ٥٦ مسح بر خفین ثابت است از سنّة برای مقیم یك روز ویك شب وبرای مسافر سه شبانروز.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ۵۳- کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے اگرچہ گناہ کبیرہ اس سے ہوا ہو. جب تک اس گناہ کے حلال ہو نے کا، جس کا حرام ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت ہوچکا ہے، معتقد نہیں ہے. جیسا خوارج گناہ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں. اسی طرح شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے. عقیدہ: ۵۴- مسلمان سے گناہ کبیرہ ہو جانے کے سبب اسم ایمان یعنی وصفِ ایمان زائل نہیں ہوتا ہے. جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے والا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے. اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے. پس وہ درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں باوجود اس کے ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے. چنانچہ شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے، بلکہ گناہ کبیرہ کرنے والے کا نام ہم مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے، نہ مجاز کی رُو سے. عقیدہ: ۵۵- ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونے کے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہو گا جیسا کہ فرقۂ مرجیہ اور مُلاحدہ اور اباحیہ نے کہا ہے. اسی طرح شرح فقہ اکبر مُلّا علی قاری میں ہے. عقیدہ: ۵۶- مسح موزوں پر سُنّت سے ثابت ہے. مقیم کے لیے ایک دِن اور رات اور مُسافر کے لیے تین رات دِن.

عقیده: ٥٧ تراويح در شب هاى ماهِ رمضان سنّت است. **عقیده:** ٥٨ نماز عقب صالح وطالح از مؤمن جائز است. **عقیده:** ٥٩ مؤمن گنهكار هميشه در دوزخ نخواهد ماند اگر چه فاسق باشد در آن حال كه مرده باشد بحسن خاتمه. **عقیده:** ٦٠ ما قائل نيستيم باينكه تحقيق حسناتِ ما مقبول اند وسيئاتِ ما مغفور مانند قول مرجيه. ليكن ميگوئيم كسيكه عمل خواهد كرد حسنه بشرائط مصححهٔ آن دران حال كه خالى باشد از عيوب مفسدهٔ ظاهرى ومعانى مبطلهٔ باطنى چون كفر وعجب دريا تا آنكه خارج شود از دُنيا ضائع نخواهد شد ش أى اين عمل حسنه م الله تعالى در قرآن مجيد ميفرمايد (**اِنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ** * ١١٥) ترجمه: تحقيق الله تعالى ضائع نمى كند اجر عابدانِ حاضر دل بلكه قبول خواهد كرد از عباد آن عمل را حق تعالى به فضل وكرمِ خود وثواب بران خواهد داد عباد را بمقتضاى وعدهٔ خود. **عقیده:** ٦١ كسيكه كرد سيئاترا سواى شرك وكفر وتوبه نه كرد تا آنكه مرد مؤمن غير تائب پس او متعلق بارادهٔ حق سبحانه وتعالى است اگر خواهد عذاب كند بعدل خود مقدارِ استحقاق عقاب آن يعنى خلود در نار نباشد واگر خواهد عفو كند بفضل وكرمِ خود.[١]

([١]) ترجمہ. عقیدہ: ۵۷-تراویح ماہِ رمضان کی راتوں میں سُنّت ہے. عقیدہ: ۵۸-مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے. عقیدہ: ۵۹-مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگر چہ فاسق ہو مگر اس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہو. عقیدہ: ۶۰-ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور بُرائیاں بخش دی گئی ہیں مانند قولِ مُرجیہ کے. لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کرے گا اس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اس طرح سے کہ وہ نیک عمل ان عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور ان باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنے والی ہیں خالی ہو، جیسے کفر اور عُجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دِکھلانے کو وہ عمل ہو یہاں تک کہ وہ عامل دُنیا سے خارج ہووے. یہ عمل نیک اس کا ضائع نہ ہو گا. خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ بے شک خدائے تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اس پر بندوں کو اپنے وعدہ کے مطابق ثواب دے گا. عقیدہ: ۶۱-جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اور برے کام کیے اور توبہ نہ کی یہاں تک کہ مومن مَر ابے توبہ کیے ہوئے، پس وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے ارادہ سے متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر. مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا. اور اگر چاہے اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے.

عقيده: ٦٢ ريا هرگاه که واقع شود در عملی از اعمال پس باطل خواهد شد اجر آن عمل بلکه ثابت نخواهد شد ش أی آن عمل م وهمچنين عُجب ضائع کنندهٔ عمل است ش از اقتصار بر ريا وعُجب از آثام سائر باينکه ديگر سيّئات ابطالِ حسنات نميکنند از شرح فقه اکبر ملاّ علي م. **عقيده:** ٦٣ معجزات از انبياء عليهم السّلام وکرامات از اولياء رضي الله تعالى عنهم ثابت گرديده است از کتاب وسنّت. **عقيده:** ٦٤ [١]خرق ش دريدن يعني خلافِ عادت م عادت که ظاهر شود از اعدای حق تعالی مثل ابليس در طی ارض وفرعون در روانئ نيل ودَجّال در کُشتن وزنده کردن وچنين روايت کرده شده است در اخبار که بودند بعضی خوارق از ايشان پس نام نمينهيم آن خوارقرا بمعجزات زيرا که معجزات مختص بانبياء عليهم السّلام اند ونه بکرامات زيراکه کرامات مختص باصفيا اند ليکن نام ميداريم آن خوارقرا از قضاءِ حاجات مر اعدارا از روی استدراج «مکر بهم في الدّنيا وعقوبة لهم في الآخرة» ترجمه: فريب است بآنها در دنيا وعذاب است برای آنها در آخرت کما قال الله تعالى (**سَنَسْتَدْرِجُهُمْ**

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٦٢-جب کسی عمل میں اعمال سے ریا واقع ہو جائے گی تو اس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا. اور اسی طرح عُجب عمل ضائع کر دیتا ہے. ریا اور عُجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے اس بات کا کہ دُوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے. جیسا شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے. عقیدہ: ٦٣- معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سُنّت سے. عقیدہ: ٦٤-خرق عادت. خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں. اور مُراد یہاں خلافِ عادت کی ہیں جو حق تعالیٰ کے دُشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریاے نیل جاری کرنے میں اور دجّال کے مار ڈالنے اور زندہ کرنے میں. اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے ہیں. پس ہم ان خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں. نہ ان کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیاء یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں، لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ دُشمنانِ خدا کے لیے ان کی حاجتیں پوری کر کے خداے تعالیٰ کا ان کو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مکر بهم في الدّنيا وعقوبة في الآخرة دُنیا میں ان کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ جیسا فرمایا خداے تعالیٰ نے عنقریب ہم ان کو آہستہ آہستہ یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ نہ جان سکیں گے. یعنی وہ جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اس وقت خاص ان کے لیے نعمت بڑھا دیتے ہیں. تو وہ مغیان اور نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں. یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا. پھر وہی غفلت میں پڑ جاتے ہیں. اور ان حاجت روائیوں پر، جو بطور استدراج ہیں، فریفتہ ہو جاتے ہیں. اور ان کو انعام اور احسان سمجھتے ہیں. اگر بدکار ہوتے ہیں نافرمانی اور گناہ زیادہ کرتے ہیں. اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں.

مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُونَ) ترجمه: زود باشدكه بگيريم ايشانرا پايه پايه يعنى اندك اندك وبهلاكت نزديك گردانيم ازانجاكه ندانند يعنى هرگاه كه گناهى ميكنند نعمت مر ايشانرا زيادت ميگردانيم تا در طغيان وعصيان مى افزايند از تفسير حسينى. پس در غفلت ميأفتند وفريفته ميشوند بآن ش أى قضاءِ حاجات كه از روى استدراج است م وميپندارند آنرا إنعام وإحسان وزياده ميشوند از روى عصيان اگر باشند فجار واز روى كفر اگر باشند كفّار. **عقيده:**٦٥ هست الله تعالى خالق پيش از پيدا كردن مخلوق وهست رازق پيش از رزق دادن ش باشدكه تكرار فرمود امام عليه الرحمة اين مطلبرا براى آگهى اينكه واجب است برين إعتقاد از شرح فقه اكبر ملاّ علي م. **عقيده:** ٦٦ مؤمنان خواهند ديدِ حق تعالى را در جنّت بچشمِ سر بلا تشبيه وبلا كيف وكمية. **عقيده:** ٦٧ نخواهد شد ميان حق تعالى وخلق مسافت يعنى نه در غايت از قرب ونه در نهايت از بُعد ونه بوصف اتصال ونه بنعتِ إنفصال ونه بحلول ش در آمدن در چيزى م وإتحاد ش يك شدن م. **عقيده:** ٦٨ وايمان اقرار بزبان است وتصديق بجنان. **عقيده:** ٦٩ ايمان اهل ايمان از ملائكه واهل جنت واهل زمين از انبياء واوليا وسائر مؤمنين زيادت ونقصان نميپذيرد.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٦٥- خداے تعالیٰ خالق ہے، مخلوق پیدا کرنے سے پہلے اور رازق ہے رزق دینے سے پہلے. شاید امام علیہ الرّحمۃ نے فقط اس بات کی آگہی کے لیے اس مطلب کو مکرّر فرمایا کہ اس پر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں ہے. عقیدہ: ٦٦- مومن حق تعالیٰ کو جنّت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اور بغیر کیف اور کمیت کے. کیونکہ خداے تعالیٰ شبہ اور صورت ہونے اور کیفیت یعنی کیسا، کس طرح اور کیونکر ہونے سے اور مقدار اور اندازہ ہونے سے پاک ہے. عقیدہ: ٦٧- حق تعالیٰ اور خلق کے درمیان مُسافت یعنی فاصلہ نہ ہوگا. نہ نہایت نزدیک ہونے کی صورت میں اور نہ نہایت دور ہونے کی حالت میں اور نہ اتّصال یعنی نزدیک ہونے کی وصف کے ساتھ اور نہ انفصال یعنی جدا ہونے کی صفت کے ساتھ اور نہ حلُول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا جس کو گھل جانا کہتے ہیں اور نہ اتحاد یعنی ایک ہو جانے کے طریق پر جس میں دوئی کا اطلاق نہ ہو. عقیدہ: ٦٨- ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے کا اور دل سے تصدیق یعنی سچ ماننے کا. عقیدہ: ٦٩- ایمان، ایمان والوں کا کم وزیادہ نہیں ہوتا ہے. وہ فرشتوں میں سے ہوں، یا جنّت والوں میں سے، یا زمین والوں میں سے ،از قسمِ انبیاء ہوں، خواہ اولیاء، یا تمام مومنین.

عقيده: ٧٠ جميع مؤمنين مستوى اند در اصل ايمانِ توحيد ومتفاضل اند در اعمال. **عقيده:** ٧١ إسلام تسليم ش اى قبول باطن م وانقياد ش فرمانبرئى ظاهر م امر ونهى الله تعالى را ميگويند پس در طريقِ لُغت اسلام وايمان فرق است ليكن در شريعت يافته نميشود ايمان بغير إسلام پس ايمان وإسلام مانند شى است كه هرگز از يك ديگر جدا نميشود چنانچه پشت با شِكم. **عقيده:** ٧٢ دين اطلاق ش گفتن يا ضد تقليد م كرده ميشود بر ايمان وإسلام وشرائع بتمامه. **عقيده:** ٧٣ ميشناسيم حق تعالى را چنانچه حقِ معرفت است حسبِ مقدورِ خود وطاقتِ خود چنانچه وصف كرده است حق تعالى نفس خودرا بتمام صفات ثبوتيه ش اى صفاتيكه در ذاتِ اوست تعالى م وسلبيه ش أى صفاتيكه در ذاتِ او تعالى نيست م در كتابِ خود ودر قرآن مجيد آمده است (**لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** * الشورى: ١١) ترجمه: نيست مثلِ او سبحانه چيزى وحال اين است كه او شنواد بينا است. **عقيده:** ٧٤ نيست قادر كسيكه عبادت كند الله تعالى را چنانچه او سبحانه سزاوار اوست ليكن بنده عبادت ميكند الله تعالى را بأمر او تعالى چنانكه امر فرموده است.[١]

([١]) ترجمہ. عقیدہ: ۷۰- تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دُوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں. عقیدہ: ۷۱- اسلام، خدائے تعالیٰ کے امر ونہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجالانے کو کہتے ہیں. پس لُغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے. پس ایمان اور اسلام مانند ایک شے کے ہے کہ ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے. عقیدہ: ۷۲- دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لیے. عقیدہ: ۷۳- ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا ہے حق تعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں. ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے مسلُوب ہیں. اور قرآن مجید میں آیا ہے. لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ نہیں ہے مثل اس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال یہ ہے کہ وہ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے. عقیدہ: ۷۴- نہیں ہے کوئی قادر کہ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اس کا سزاوار ہے. لیکن بندہ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس کے حکم سے جیسا اس نے حکم فرمایا ہے.

عقیده: ٧٥ تمام مؤمنین مستوی اند در معرفت فی نفسها ویقین در امر دین وتوکّل بر خدا ومحبّت برای خدا ورسول ورضاء بتقدیر وقضاء وخوف از غضب وعقوبت ورجاء برای رضاء ومثوبت وایمان یعنی ایقان به ثبوتِ ذاتِ او تعالی وتحقّق صفات او تعالی وصفات متفاوت باشند مؤمنان در ماسوای ایمان ودر چیزی که ذکر کرده شده است بتمامه ش ای در غیر تصدیق واقرار بحسب تفاوت ابرار در قیام بارکان واختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقه اکبر ملاّ علي وتواند شد که از ماسوای ایمان مر او تصفیه وتزکیه وتخلیه باطن باشد از ما سوی الله تعالی باستقامة بر یقینیات م. **عقیده:** ٧٦ الله تعالی فضل کننده است بر بعض بندگان بفضل خود وعذاب کننده است بر بعض بندگان بعدلِ خود بی زیادت بر استحقاق وگاهی عطا میکند از ثواب واجر دو چندان چیزی که مستحق هست بآن از فضل خود وگاهی میپوشد گناه را از فضل خود بواسطهٔ شفاعة وبلا واسطه. **عقیده:** ٧٧ شفاعت جمله انبیاء علیهم السّلام وشفاعت پیغمبر ما صلی الله علیه وعلی آله وسلّم برای مؤمنین گنهکاران وبرای اهل کبائر از مؤمنین که مستوجب عقاب اند حق است.[١]

([١]) ترجمہ. عقیدہ ۷۵- تمام مومنین برابر ہیں: (۱) معرفت میں جو فی نفسہا ہے یعنی نفس اسی معرفت میں اور برابر ہیں. (۲) یقین میں جو امر دین میں ہو. (۳) خدا پر توکّل کرنے میں. (۴) خدا اور رسول کے لیے محبّت میں. (۵) تقدیر اور قضا پر راضی ہونے میں. (٦) غضب اور عقوبت سے خوف کرنے میں. (۷) خوشنودی اور ثواب پانے کے لیے امیدواری میں. (۸) ایمان یعنی یقین کرنے میں ذات خدائے تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدائے تعالیٰ کے متحقّق ہونے پر. اور مومن متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور ان چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئی ہیں یعنی غیر تصدیق واقرار میں، نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق، اور بدکاروں کے مراتب گنہ میں اختلاف کے موافق. یہ شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری سے ہے. اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدائے تعالیٰ سے ہووے قیام پانے کے لیے یقینات پر. عقیدہ: ۷٦- خدائے تعالیٰ فضل کرنے والا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے. اور عذاب کرنے والا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر. اور کبھی عطا کرتا ہے دوگنا ثواب اور اجر اس چیز کا جس کے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے. اور کبھی چھپاتا ہے گناہ کو اپنے فضل سے بواسطۂ شفاعت یا بلا واسطہ. عقیدہ: ۷۷- شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلّم کی گنہگار مومنین کے لیے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے، کہ لائق سزا ہیں، حق ہے.

عقيده: ٧٨ شفاعت ملائکه وعلماء واولياء وشهداء وفقراء واطفالِ مؤمنين صابرين على البلوى ثابت است. **عقيده:** ٧٩ وزنِ اعمال بر ترازو که هر دو کفه خواهد داشت در روز قيامت حق است. **عقيده:** ٨٠ قصاص ميانِ نوع انسان در روز قيامة حق است يعنى حسنات ظالم ومظلوم خواهند داد بمقابلۀ ظلم «إذ ليس هناك الدّراهم والدّنانير» ترجمه: براى اينکه نيست اينجا درمها وديناره‌ا. **عقيده:** ٨١ حسنات اگر نخواهد بود ظالم را سيّئاتِ مظلومين بگردنِ ظالمين نهادن حق است.[١] **عقيده:** ٨٢ حوض پيغمبر صلى الله عليه وعلى آله وسلّم حق است وپل صراط حق است. **عقيده:** ٨٣ جنّت ونار که موجوده اند اليوم قبل از قيامت حق اند وفانى نخواهند شد ش بعد دخول جنّتيان ودوزخيان بخلاف جبريه م. **عقيده:** ٨٤ عقاب وثواب الله تعالى فانى نخواهد شد هميشه ش بخلاف جبريه م. **عقيده:** ٨٥ الله تعالى هدايت ش راهِ راست بُردن م ميکند سوى ايمان وطاعت از فضل خود هر کسيرا که ميخواهد وضلالت ميدهد بکفر ومعصيت از عدلِ ش اى عدل بالحکمة م خود هر کسيرا که ميخواهد.

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ۷۸- شفاعتِ ملائکہ اور عُلماء اور اولیاء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی ان مومنین کے بچوں کی جن کے والدین نے ان کی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے عَلَی البلوٰی ثابت ہے یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سب کا اتفاق ہے. عقیدہ: ۷۹- اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں، جس کے دو پلڑے ہوں گے، قیامت کے دن حق ہے. عقیدہ: ۸۰- قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان نبی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دیں گے مقابلہ ظلم میں اذا ليس هناك الدّراهم والدّنانير. اس لیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہوں گے کہ ان سے ان کا بدل ہو سکے. عقیدہ: ۸۱- اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو بدلۂ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے. عقیدہ: ۸۲- حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے. عقیدہ: ۸۳- جنّت اور دوزخ، جو آج موجود ہیں، قیامت سے پہلے حق ہیں. اور فنا نہ ہوں گی یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے داخل ہونے کے بعد، بخلاف جبریہ کے. عقیدہ: ۸۴- عذاب اور ثواب خداے تعالیٰ کا فنا نہ ہو گا ہمیشہ، بخلاف جبریہ کے. عقیدہ: ۸۵- خداے تعالیٰ ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسی کو وہ چاہتا ہے. اور گمراہ کرتا ہے کفر وگناہ کی طرف اپنے عدل سے جو مقتضاے حکمت ہے جس کسی کو وہ چاہتا ہے.

عقيده: ٨٦ اضلال الله تعالى عبارت از خذلان است وتفصيل خذلان اين است كه توفيق نيابد بنده آن چيزرا كه راضى است حق تعالى ازان چيز وآن خذلان از عدل ش اى عدل بالحكمة م است وهمچنين عقوبت مخذول بر معصيت از عدل ش أى عدل بالاستحقاق م. **عقيده:** ٨٧ نيستيم قائل اينكه شيطان سلب ميكند ايمانرا از بندهٔ مؤمن از روى قهر وجبر ليكن ميگوئيم بنده ميگذارد ايمانرا باختيار خود باغواى شيطان يا بهواى نفس. پس هرگاه ترك ميكند بنده ايمانرا پس سلب ميكند ايمانرا ازان بنده شيطان **عقيده:** ٨٨ سؤال منكر ونكير «من ربّك وما دينك ومن نبيّك» ترجمه: كيست ربّ تو وچيست دين تو وكيست پيغمبر تو. در قبر يا در مستقر ش اى جاى قرار يعنى هر جا كه باشد چنان كه غريق وحريق وخوردهٔ گرگ وغيره م حق است. **عقيده:** ٨٩ اعادهٔ روح بسوى جسد بنده در قبر حق است. **عقيده:** ٩٠ ضغطه ش هندى وبا نار ضغطهٔ قبر براى مؤمن مانندِ معانقهٔ مادرِ مشفقه هست از شرح فقه اكبر ملاّ علي م قبر جميع مؤمنان را حق است. **عقيده:** ٩١ عذاب قبر حق است جميع كافرانرا وبعضى عصات مؤمنين را وهمچنين تنعيم بعض مؤمنين حق است.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٨٦- گمراہ کرنا خداے تعالی کا عبارت ہے خذلان سے. اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی جس سے حق تعالیٰ راضی ہے. اور یہ خذلان حکمت کی بناء پر خدا کے عدل سے ہے اور اسی طرح مخذول کا عذاب کیا جانا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا. عقیدہ: ٨٧- ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ شیطان ایمان کو بندۂ مومن سے سلب کر دیتا ہے قہر اور جبر کر کے. لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے. پس جب بندہ ایمان کو ترک کر دیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کر لیتا ہے. ترجمہ. عقیدہ: ٨٨- سؤال منکر و نکیر «من ربّك وما دينك ومن نبيّك» حق ہے یعنی کون ہے تیرا ربّ؟ اور کیا ہے تیرا دین؟ اور کون ہے تیرا نبی؟ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ جہاں کہیں ہو، جیسا دریا میں ڈوبا ہوا اور آگ میں جلا ہوا اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ. عقیدہ: ٨٩- روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے. عقیدہ: ٩٠- ضغطۂ قبر یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لیے حق ہے. مومنین کے لیے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے لگا لینے کی مانند ہے. شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری میں اسی طرح ہے. عقیدہ: ٩١- قبر کا عذاب سب کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت دینا حق ہے.

عقيده: ٩٢ تعبير تمام اسماء كه ذكر كرده اند آن را علماء بزبانِ فارسى از صفاتِ حق تعالى عزت اسماؤه وتعالت صفاته جائز است مگر تعبير «يد» بفارسى جائز نيست. **عقيده:** ٩٣ جائز است كه بگويد بروى خدا بلا تشبيه وبلا كيف. **عقيده:** ٩٤ نيست قرب الله تعالى از ارباب طاعت وبعد الله تعالى را از اصحاب معصيت. از طريق طول وقصر ومسافت ونه بر معنى كرامت وهوان (وبى عزتى خوارى بالفتح) وليكن مطيع قريب است از حق تعالى بلا كيف وعاصى بعيد است از حق تعالى بلا كيف اى بوصف تنزيه ش قرار داد امام عليه الرّحمة قرب وبعد حق تعالى را از بنده وقرب وبعد بنده را از حق تعالى از باب متشابهات بلا تأويل از شرح فقه اكبر ملاّ علي م. **عقيده:** ٩٥ قرب وبعد واقبال ش ضد اعراض م الله تعالى را بمناجى وهمچنين مجاورت بنده در جنّت ووقوف بنده در قيامت ميان يدان حق تعالى بلا كيف است. **عقيده:** ٩٦ قرآن مجيد كه نازل شده است نجما نجما بر رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلّم ومكتوب است در مصاحف مابين دفتين كلام الله تعالى است على ما هو المشهور.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٩٢- تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کےعزّت اسمائہ وتعالت صفاتہ. یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اس کے اور برتر ہیں صفات اس کی. علماء نے جن کی تعبیر فارسی میں بیان کی ہے وہ تعبیر اسماء کی جائز ہے مگر یَدْ کہ تعبیر یَدْ کی فارسی میں دست کے ساتھ جائز نہیں ہے. عقیدہ: ٩٣- جائز ہے کہ کہے بروے خدا بلا تشبیہ وبلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے جو بغیر تشبیہ اور بدون کیف کے ہے. عقیدہ: ٩٤- خداے تعالیٰ کی نزدیکی فرمان برداروں سے اور دُوری گنہگاروں سے نہیں ہے. لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی اور نہ ہوان یعنی خواری اور بے عزّتی کی بناء پر. ولیکن مطیع قریب ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف اور عاصی بعید ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف یعنی وصف تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جس میں اس کی پاکی ہوتی ہو. امام علیہ الرحمۃ نے حق تعالیٰ کے قُرب اور بُعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قُرب اور بُعد کو جو حق تعالیٰ سے ہے بدون تاویل بابِ تشابہات سے اس کو قرار دیا ہے. یہ ہے خلاصہ شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری کا. عقیدہ: ٩٥- نزدیکی اور دُوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خداے تعالیٰ کا مناجات کرنے والے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت میں اور بندہ کا قیامت میں خداے تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلا کیف ہے. عقیدہ: ٩٦- قرآن مجید رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلّم پر جو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں وفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے خداے تعالیٰ کا کلام ہے علی ما هو المشهور یعنی اسی بناء پر کہ وہ مشہور ہے.

عقیده: ٩٧ آیات قرآن مجیدکه بتمام ها در معنی کلام است یعنی در مقام مقصود است برابر است که در آن ذکر رحمتِ الله تعالی ومدح اولیاء الله تعالی باشد یا ذکر غضب الله تعالی یا ذم اعداء الله تعالی باشد مستوی اند در فضیلتِ لفظی یا عظمتِ معنوی ولیکن بعض آیات را فضیلتِ ذکر ومذکور است مانند آیة الکرسی زیراکه مذکور در آیة الکرسی جلالت وعظمة الله جلّ جلاله وصفة الله تعالی است که خاص بذات حق تعالی است. پس مجتمع شد در آیة الکرسی دو فضیلت یکی فضیلتِ ذکر دوم فضیلتِ مذکور وبعضی آیات را فضیلةِ ذکر است فقط نه فضیلتِ مذکور چنانچه سورة تبّت یدا ومانندِ این از احوال فجّار.

عقیده: ٩٨ اسماء الله تعالی چنانچه الله واحد وصفات حق تعالی چنانچه (**له الملك وله الحمد**) بتمامه مستوی اند در فضیلة وعظمة ش مطلقا یعنی بقطع نظر از وجوهِ فضیلة بعض بر بعض م ونیست تفاوت در اطلاقِ آنها بر ذات وصفاتِ حق تعالی واین منافی عظمة بعضی اسماء وصفات بر بعضی اسماء وصفات نیست ش عظمةً جزئیةً یعنی مع لحاظ وجهِ فضیلة وعظمة بعض بر بعض م.[١]

---

(١) ترجمہ. عقیدہ: ٩٧- قرآن مجید کی آیتیں، جو سب کی سب معنی کلام میں ہیں، یعنی مقامِ مقصود میں ہيں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے، خواہ ان میں خداے تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو، خواہ اولیاء اللہ کی مدح ہو، یا خداے تعالیٰ کے غضب یا خداے تعالیٰ کے دُشمنوں کی برائی کا ذِکر ہو، فضیلتِ لفظی اور عظمتِ معنوی میں یکساں ہیں. لیکن بعض آیتوں کو ذِکر و مذکور دونوں طرح کی فضیلت ہے، جیسے آیۃ الکرسی، اس لیے کہ آیۃ الکرسی میں خداے جلّ جلالہ کی جلالت و عظمت اور اس کی اس صفت کا مذکور ہے جو حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے. پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہو گئیں. ایک فضیلت ذکر کی ،دُوسری فضیلت مذکور کی. اور بعض آیتوں کو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے، نہ فضیلت مذکور جیسا کہ سورۂ تبّت یدا اور اسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت. عقیدہ: ٩٨- خداے تعالیٰ کے نام جیسے ''اللہ'' اور ''احد'' اور خداے تعالیٰ کی صفتین جیسے لَہ الْمُلْكُ اور لَہ الْحَمْدُ یعنی اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، یہ مطلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں. یعنی ان وجوہ سے قطع نظر کر کے جس وجہ سے بعض کی بعض پر فضیلت ہے اور ذات و صفاتِ حق تعالیٰ پر ان کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء وصفات پر جزئی عظمت کی طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت، بعض کے بعض پر.

عقیده: ۹۹ والدین رسول الله تعالی صلّی الله علیه وسلّم مردند بر کفر ش درین مسئله اختلافِ علماء است نه منجانبِ صحتِ ایمان والدیه المکرمین صلّی الله علیه وسلّم مر حجّ بدلائل وزیادة فریق است م رسول علیه السّلام انتقال ازین عالم بر ایمان کردند. ابوطالب عمّ حضرت رسول الله صلّی الله تعالی علیه وسلّم مرد کافر. حضرت قاسم وحضرت طاهر وحضرت ابراهیم بودند فرزند رسول خدای تعالی صلّی الله علیه وسلّم. **عقیده:** ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمه وبیوی زینب وبیوی رقیّه وبیوی امّ کلثوم بناتِ رسول خدای تعالی صلّی الله تعالی علیه وسلّم بودند. **عقیده:** ۱۰۱ هر وقتی که مشکل شود بر انسان اهل ایمان شیٔ از دقائق علم توحید پس واجب است برآن انسان اینکه اعتقاد کند چیزی را که صواب است نزد حق تعالی بطریق اجمال ش یعنی هرچه صواب است نزد حق تعالی همان مقبول ومختار من است وتفصیل نکند م مادامکه یابد عالمرا ای عارف بحقیقةِ احوالرا. پس سؤال کند ایمان تفصیلی بروجه کمال وتاخیر نکند. **عقیده:** ۱۰۲ [۱]خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمّد صلّی الله تعالی علیه وسلّم بجسد در بیداری بسوی آسمان حق

---

(۱) ترجمہ. عقیدہ: ۹۹- والدین رسُولِ خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر. اس مسئلہ میں عُلماء کا اختلاف ہے. لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرّمین کے ایمان صحیح ہونے کی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے اور اسی طرف علماء کے فریق کی زیادتی ہے. رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایاہے. ابوطالب، چچا حضرت رسول خدائے تعالیٰ کے، کافر مرے. حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام، رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے. **عقیدہ:** ۱۰۰- حضرت بیوی فاطمہ، بیوی زینب، بیوی رقیّہ اور بیوی امّ کلثوم سلام اللہ علیہنّ رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں. عقیدہ: ۱۰۱- جس وقت انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جائے تو اس انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے یعنی جو کچھ حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وُہی میرا مقبول ومختار ہے اور تفصیل نہ کرے. یہاں تک کہ کسی ایسے عالم کو پائے جو حقیقتِ احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو. پس پورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پوچھ لے اور تاخیر نہ کرے. **عقیدہ:** ۱۰۲- خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمّد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جسد کے ساتھ، حالتِ بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے. پس جو کوئی اس خبر کو رد کر دے گا اور اس کے موافق ایمان نہ لائے گا، گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے.

است وثابت است بطریقِ متعدّده پس کسی که رد کند آن خبر را وایمان نیارد بمقتضای آن خبر ضال است ومبتدع. **عقیده: ١٠٣** خروج دجّال ویاجوج وماجوج وطلوع شمس از غرب ونزول عیسی علیه السّلام از آسمان وسائر علاماتِ روز قیامت بنابر چیزی که وارد است بآن اخبار صحیحه بلکه آیاتِ صریحه حق است وثابت است. **عقیده: ١٠٤** الله تعالی هدایت می کند هر کس را که می خواهد بسوی صراط مستقیم ش ختم شد عبارت فقه اکبر از شرح ملاّ علي. ازین پس دعاء است از مترجم وصلاة از دردمند م.[١]

اللّهمّ اهدنا صراطا مستقیما ودینا قویما بحرمة صاحب الصّراط آمین یا ربّ العالمین اللّهمّ صلّ وبارك وسلّم دائما ابدا علی محمّد رسولك وحبیبك وعلی انواره کما تحبّه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به.[٢]

(١) ترجمہ. عقیدہ: ١٠٣- خروج، یعنی نکلنا دجّال کا اور یاجوج ماجوج کا اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اور ساری علامتیں روزِ قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں. اس بناء پر کہ اخبارِ صحیحہ حدیث کی بلکہ صاف آیتیں اس کی نسبت وارد ہیں. عقیدہ: ١٠٤- اللہ تعالیٰ جس کسی کو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے. عبارت شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری کی ختم ہوگئی.

(٢) ترجمہ. اس کے بعد مُترجم کی دُعا ہے اور دردمند کی دُرود ہے

دُعاے مترجم. اللّهمّ اهدنا صراطًا مستقیمًا ودینًا قویمًا بحرمة صاحب الصّراط اٰمین یا ربّ العالمین. **اے خدا ہم کو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا، صاحبِ صراط کی حُرمت سے کہ مالک ہیں راستہ کے. اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما.**

درودِ دردمند. اللّهمّ صلّ وبارك وسلّم دائمًا ابدًا علی محمدٍ رسولك وحبیبك وعلی انواره كما تحبّه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به. **خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک بھیج محمّد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور ان کے انوار پر جیسا تجھے وہ محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور اس کو ہمارا سفارشی کر اور ہم پر رحم کر اس کے وسیلہ سے.**

آيتان من سورة التوبة من التفسير المظهري

للحبر العلاّمة والبحر الفهّامة حامل الشّريعة والطّريقة بيهقي الوقت
علم الهدى القاضي محمّد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري
المجددي النقشبندي الفاني فتي المتوفى سنة ١٢٢٥ ه.

بسم الله الرّحمن الرّحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين. عن سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالبا الوفاة جاءه رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فوجد عنده اباجهل وعبد الله بن ابي امية بن المغيرة فقال (**اي عم قل لا اله الاّ الله كلمة احاجّ لك بها عند الله**) فقال ابوجهل وعبد الله بن ابي امية أترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يعرضها عليه ويعيد انه بتلك المقالة حتى قال ابو طالب آخر ما كلّمهم على ملّة عبد المطلب وزاد في رواية وابى ان يقول لا اله الاّ الله فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم (**والله لأستغفرن لك ما لم انه عنك**) فنزلت (**مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا اُولِي قُرْبَىَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْجَحِيمِ** * التوبة: ١١٣) بان ماتوا على الكفر فيه دليل على جواز الإستغفار لأحيائهم فإنّه طلب لتوفيقهم للإيمان وروى مسلم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم لعمه (**قل لا اله الاّ الله اشهد لك يوم القيامة**) قال لولا ان يعير قريش يقولون إنّما حمله على ذلك الجزع لأقررت بها عينك فانزل الله تعالى (**اِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَآءُ** * القصص: ٥٦) وروى البخاري عن ابي سعيد الخدري انه سمع النبي صلّى الله عليه وسلّم وذكر عنده عمه فقال (**لعله ينفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح**[١] **من نار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه**) هذا الحديث المذكور يدل على ان الآية نزلت بمكة في

(١) الضحضاح ما رق من الماء على وجه الأرض ما يبلغ الكعبين فاستعاره للنار

ابي طالب واخرج الترمذي وحسّنه والحاكم عن علي قال سمعت رجلا يستغفر لأبويه وهما مشركان فقلت له أتستغفر لأبويك وهما مشركان فقال استغفر ابراهيم لأبيه وهو مشرك فذكرت ذلك لرسول الله صلّى الله عليه وسلّم فنزلت هذه الآية ولعل هذه القصة قارنت قصة موت ابي طالب فنزلت الآية فيه وما يدل على ان الآية نزلت في آمنة امّ النبي صلّى الله عليه وسلّم وعبد الله ابيه فلا يصلح منها شيء وليس شيء منها ما يصلح ان يعارض ما ذكرنا في القوة فيجب ردها منها ما رواه الحاكم والبيهقي في الدلائل من طريق ايوب بن هانئ عن مسروق عن ابن مسعود قال خرج رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يوما الى المقابر وخرجنا معه فامرنا فجلسنا ثم تخطى القبور حتى انتهى الى قبر منها فناجاه طويلا ثم ارتفع باكيا فبكينا لبكائه ثم اقبل علينا فتلقاه عمر فقال يا رسول الله ما الذي ابكاك فقد ابكاناها وافزعنا فجاء فجلس الينا فقال (**افزعكم بكائي**) قلنا نعم قال (**إنّ القبر الذي رأيتموني أناجي فيه قبر آمنة بنت وهب وإني استأذنت ربي في زيارتها فأذن لي فاستأذنته في الإستغفار لها فلم يأذن لي ونزل عليّ ما كان للنّبيّ والذين آمنوا معه ان يستغفروا للمشركين**) الآيتين (**فأخذني ما يأخذ الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني**) قال الحاكم هذا حديث صحيح وتعقبه الذهبي في شرح المستدرك وقال ايوب بن هانئ ضعفه ابن معين ومنها ما اخرج الطبراني وابن مردويه من حديث ابن عباس قال لما اقبل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من غزوة تبوك واعتمر هبط من ثنية عسفان فنزل على قبر امّه فذكر نحو حديث ابن مسعود وفيه ذكر نزول الآية قال السيوطي اسناده ضعيف لا تعويل عليه وقال البغوي قال ابوهريرة وبريدة لما قدم النبي صلّى الله عليه وسلّم مكة أتى قبر امّه آمنة فوقف عليه حتى حميت الشمس رجاء ان يؤذن له فيستغفر لها فنزلت (**ما كان للنبي**) الآية هذه وكذا اخرج ابن سعد وابن شاهين من حديث بريدة بلفظ لما فتح رسول الله مكة اتى قبر امه فجلس فذكر نحوه وفي لفظ عند ابن جرير عن بريدة كما ذكر البغوي قال ابن سعد في الطبقات بعد تخريجه هذا غلط وليس قبرها بمكة وقبرها بالأبواء واخرج احمد وابن مردويه

واللفظ له من حديث بريدة قال كنت مع النبي صلّى الله عليه وسلّم اذ وقفت على عسفان فابصر قبر امه فتوضأ وصلّى وبكى ثم قال (**إني استأذنت ربي ان أشفعه لها فنهيت**) فانزل الله تعالى (**ما كان للنّبيّ**) الآية هذه قال السيوطي طرق الحديث كلها معلولة وقال الحافظ ابن حجر في شرح البخاري من حكم بصحة حديث ابن مسعود ليس لكونه صحيحا لذاته بل لوروده من هذه الطرق وقد تأملت فوجدتها كلها معلولة وفي الحديث علة اخرى انها مخالف لما في الصحيحين ان هذه الآية نزلت بمكة عقب موت ابي طالب وكذا ما ذكر البغوي قول قتادة انه صلّى الله عليه وسلّم قال (**لأستغفرنّ لأبي كما استغفر ابراهيم لأبيه**) فانزل الله (**ما كان للنّبيّ**) الآية هذه مرسل ليس بصحيح بل ضعيف ومخالف لما في الصحيحين كما ذكرنا فلا يجوز القول بكون ابوي النبي صلّى الله عليه وسلّم مشركين مسندي بهذه الآية وقد صنف الشيخ الأجل جلال الدين السيوطي رضي الله عنه رسائل في اثبات ايمان ابوي رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وجميع آبائه وامهاته الى آدم عليه السّلام وخلصت منها رسالة سميتها بتقديس آباء النبي صلّى الله عليه وسلّم فمن شاء فليرجع اليه وهذا المقام لا يسع زيادة التطويل في الكلام فإن قيل ما ورد من حديث الصحيحين في قصة موت ابي طالب قال ابوجهل أترغب عن ملة عبد المطلب وقول أبي طالب أنا على صلة عبد المطلب يدل على كون عبد المطلب مشركا قلنا لا نسلّم ذلك بل كان مؤمنا موحدا وقد ذكر ابن سعد في الطبقات بأسانيده ان عبد المطلب قال لأم أيمن وكانت تحضن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يا بركة لا تغفلي عن ابني فإني وجدته مع غلمان قريبا من السدرة وان اهل الكتاب يقولون إنّ ابني هذا نبي هذه الأمة لكن لما كان هو في زمن الجاهلية جاهلا بالشرائع وبما جاء به النبي صلّى الله عليه وسلّم وإن كان التوحيد كافيا له في زمن الفترة زعم ابوجهل وابوطالب أنّ محمّدا صلّى الله عليه وسلّم جاء بشيء منكر وحكما بكون ملة عبد المطلب مخالفا لما جاء به النبي صلّى الله عليه وسلّم قوله تعالى (**وَمَاكَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَهِيمَ لاَبِيهِ** * التوبة:

١١٤) يعني آزر وكان عمّا لإبراهيم عليه السّلام وكان ابراهيم ابن تارخ وقد ذكرنا الكلام فيه في سورة الأنعام وقد صح عن النبي صلّى الله عليه وسلّم أنّه قال (**بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى بعثت من القرن الذي كنت فيه**) رواه البخاري فلا يمكن ان يكون كافر في سلسلة آبائه صلّى الله عليه وسلّم.

مفتى حلب محمّد بن يوسف الاسپيرى نيز در كتاب (**ذخر العابدين وإرغام المعاندين في نجاة الوالدين المكرّمين لسيد المرسلين صلّى الله عليه وسلّم**) مؤمن بودن ابوين محترمين پيغمبر ثقلين را صلّى الله تعالى عليه وسلّم بنصوص متعدده إثبات كرده است.

نبذة من كتاب المستند المعتمد بناء نجاة الآبد

من رشحات قلم امام اهل السنّة ومجدّد المائة الحاضرة اعليحضرة مولينا

أحمد رضاخان القادري البركاتي الحنفي البريلوي قدس الله سره

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لم يثبت هذا عن سيدنا الإمام الأعظم رضي الله تعالى عنه. قال العلامة السيد الطحطاوي رحمه الله تعالى في حاشيته على **الدر المختار** من باب نكاح الكافر ما نصه فيه إساءة أدب والذي ينبغي اعتقاده حفظهما من الكفر وذكر الكلام إلى أن قال وما في الفقه الأكبر من أن والديه صلّى الله تعالى عليه وسلّم ماتا على الكفر فمدسوس على الإمام ويدل عليه أن النسخ المعتمدة منه ليس فيها شيء من ذلك قال ابن حجر المكي في فتاواه والموجود فيها ذلك لأبي حنيفة محمّد بن يوسف البخاري لا لأبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي وعلى التسليم أن الإمام قال ذلك فمعناه أنهما ماتا في زمن الكفر وهذا لا يقتضي اتصافهما به (إلى آخر ما أفاد وأجاد) أقول ولهذه العبارة قرينة أخرى توجد مثلها في بعض النسخ دون الأخرى وهي قوله ورسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم مات على الإيمان والعلامة القاري نفسه قد ارتاب في صحة نسبتها إلى الكتاب حيث قال لعل مرام الإمام على تقدير صحة ورود هذا الكلام الخ. فالقطع بصحة هذه مع اشتراكهما في خلو النسخ المعتمدة

عنهما مما يفضي إلى التعجب ثم. **أقول** معلوم قطعا أن الترجيح في المسألة لو فرض إلى هؤلاء لم تكن قصاراه إلا ظن لم يبلغ من غالب الرأي مبلغا يتضاءل دونه الخلاف فضلا عن أن يكون هناك قاطع ومن سبر سير هذا الإمام الأجل رضي الله تعالى عنه أيقن أنه كان أعقل من الهجوم على مثل هذا من دون قاطع وهو الذي لم يسمع قط يقع في آحاد الناس فكيف بأبوي رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم فكيف بهذا الاعتناء الشديد به الباعث على إدراجه في كتاب أصول الدين فهو إن سلم ثبوته رواية كان هذا انقطاعا باطنا مثبتا لنزاهة إمامنا عن لوثه ثم الموافقة إنما هي في قول ذلك الكاتب السيئ الأدب ولا حجة فيه أما قول أمير المؤمنين عمر بن عبد العزيز فليس فيه ما يوافق بل قال العلامة الخفاجي في النسيم هذا تأديب له وتعزير حتى يترجر أمثاله عن أمثال هذه المقالة وفي ذلك إشارة إلى إسلام أبويه صلّى الله تعالى عليه وسلّم قال ابن حجر وهذا هو الحق بل في حديث صححه غير واحد من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه أن الله تعالى أحياهما له فآمنا به خصوصية لهما وكرامة له صلّى الله تعالى عليه وسلّم الخ. أقول وهذا ليجدا فضيلة الإيمان به صلّى الله تعالى عليه وسلّم ويصيرا من هذه الأمة خير الأمم أما نفس الإيمان فكان حاصلا لهما قال القاري في **منح الروض** تحت العبارة المذكورة المنسوبة إلى الإمام هذا رد على من قال أنهما ماتا على الإيمان أو ماتا على الكفر ثم أحياهما الله تعالى فماتا في مقام الإيقان انتهى. أقول هذا عجب من العجائب فيا سبحان الله من أين الدلالة فيه على إنكار الإحياء وبأي لفظ دل عليه وبأي حاجب أومي إليه ولكن الإيلاء بشيء يأتي بالعجائب قال وقد أفردت لهذه المسألة رسالة مستقلة ودفعت ما ذكره السيوطي في رسائله الثلاثة في تقوية هذه المقالة بالأدلة الجامعة المجتمعة من الكتاب والسنة والقياس وإجماع الأمة انتهى وذكر نحوه ههنا في شرح الشفاء قد حذفه المصنف العلام قدس سره لأنه لم يعجبه أمره. أقول للإمام الجليل الجلال السيوطي رحمه الله تعالى ست رسائل في هذه المسألة والمسألة ليست من الفقه إذ لا تتعلق

بأفعال المكلفين من حيث أنها تحل وتحرم وتصح وتفسد ولا مدخل فيها للقياس أصلا وأما الإجماع فأين الإجماع وقد كثر التراع وشاع وذاع وملأ البقاع وإنما الحق ما أفاد الإمام السيوطي أن المسألة خلافية وإن كلا الفريقين أئمة أجلاء وأما الكتاب فلا نص فيه على شيء في الباب وإن تعلق ببعض ما يذكر في أسباب الترول كانا رجوعا إلى الحديث ولا شك أنه هو المأخذ وحده لأمثال المسألة والسيوطي أعلى كعبا أوسع باعا وأعظم ذراعا منكم ومن أضعاف أمثالكم في المعرفة بالحديث وطرقه وعلله ورجاله وأحواله فكان الأسلم لكم القبول وإلا فالتسليم وإلا فالسكوت وأما قولكم بالأدلة الجامعة المجتمعة الخ. فما أحسن هذه الباء أن فرضت متعلقة بذكر لا بدفعت فإن الإمام الجليل رحمه الله تعالى قد أثبت المسألة بدلائل قاهرة لو وضعت على الجبال الراسيات لاندكت وللعبد الضعيف رسالة في الباب سماها **شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام** زاد فيها على ما ذكروه بما منحني المولى سبحانه وتعالى ولقد وددت أن أظفر برسالتكم فإني لأرجو أن يفتح ربي في الجواب عنها بما يكفي ويشفي وبالجملة فقد ظهرت لنا بحمد الله تعالى على إسلام الأبوين الكريمين رضي الله تعالى عنهما دلائل ساطعة لم تبق لأحد مقالا ولا للريب والشك مجالا والخلاف لم يخف عنا ولكن إذا جاء نهر الله بطل نهر معقل ولله الحمد.

إمام حجة الإسلام زين الدين ابوحامد محمّد الغزالي در كتاب كيمياى سعادت ميگويد: در اباحت سماع وبيان آنچه از وى حلالست وآنچه حرام

بدانكه ايزد تعالى را سريست در دل آدمى، كه آن در وى همچنان پوشيده است كه آتش در آهن، وچنانكه بزخم سنگ بر آهن آن سر آتش آشكارا گردد وبصحرا افتد، همچنين سماع آواز خوش وموزون آن گوهر آدمى را بجنباند ودر وى چيزى پديد آرد بى آنكه آدمى را در آن اختيارى باشد، وسبب آن مناسبتى است كه گوهر دل آدمى را با عالم علوى كه عالم ارواح گويند هست. وعالم

علوی عالم حسن وجمال است، واصل حسن وجمال تناسب است، وهر چه متناسب است نمودگاریست از جمال آن عالم، چه هر جمال وحسن وتناسب که درین عالم مسحسوس است، همه ثمرهٔ جمال وحسن آن عالم است: پس آواز خوش موزون متناسب هم شبهتی دارد از عجایب آن عالم، بدان سبب آگاهی در دل پیدا آید وحرکت وشوقی پدید آید، که باشد که آدمی خود نداند که آن چیست، واین در دلی بود که ساده بود، واز عشقی وشوقی که بدان راه برد خالی باشد، اما چون خالی نباشد وبچیزی مشغول بود، آن در حرکت آید وچون آتشی که دم در وی دهند افروخته تر گردد، وهر کرا دوستی خدای تعالی بر دل غالب باشد سماع ویرا مهم بود، که آن آتش تیزتر گردد، وهر کرا در دل دوستی باطل بود، سماع زهر قاتل وی بود وبر وی حرام بود.

وعلما را خلافست در سماع که حلال است یا حرام، وهر که حرام کرده است از اهل ظاهر بوده است، که ویرا خود صورت نبسته است که دوستی حق تعالی بحقیقت در دلی فرود آید، چه وی چنین گوید که: آدمی جنس خود را دوست تواند داشت، اما آنرا که نه جنس وی بود ونه هیچ مانند وی بود ویرا دوست چون تواند داشت؟ پس نزدیك وی در دل جز عشق مخلوق صورت نبندد، واگر عشق خالق صورت بندد بنابر خیال تشبیهی باطل باشد، بدین سبب گوید که سماع یا بازی بود یا از عشق مخلوقی بود، واین هردو در دین مذموم است، وچون ویرا پرسند که: معنی دوستی خدای تعالی که بر خلق واجبست چیست؟ گوید: فرمان برداری وطاعت داشتن؛ واین خطایی بزرگست که این قوم را افتاده است، وما در کتاب محبت از رکن منجیات این پیدا کنیم؛

اما اینجا می گوییم که حکم سماع از دل باید گرفت. که سماع هیچ چیز در دل نیارد که نباشد، بل آنرا که در دل باشد بجنباند. هر کرا در دل چیزیست که آن در شرع محبوبست وقوت آن مطلوبست، چون سماع آنرا زیادت کند ویرا

ثواب باشد، وهر کرا در دل باطلی است که در شریعت آن مذموم است، ویرا در سماع عقاب بود، وهر کرا دل از هردو خالی است، لیکن بر سبیل بازی شنود وبحکم طبع بدان لذت یابد، سماع ویرا مباح است. پس سماع بر سه قسم است:

قسم أول آنکه بغفلت شنود وبر طریق بازی، این کار اهل غفلت بود، ودنیا همه لهو وبازی است، واین نیز از آن بود، وروا نباشد که سماع حرام باشد بدان سبب که خوش است، که خوشیها حرام نیست؛ وآنچه از خوشیها حرام است نه از آن حرام است که خوش است، بلکه از آن حرام است که در وی ضرری است وفسادی، چه آواز مرغان خوش است وحرام نیست، بلك سبزه وآب روان ونظاره در شکوفه وگل خوش است وحرام نیست، پس آواز خوش در حق گوش، همچون سبزه وآب روان است در حق چشم، وهمچون بوی مشك در حق بینی، وهمچون طعام خوش در حق ذوق، وهمچون حکمتهاء نیکو در حق عقل؛ وهر یکی از این حواس را نوعی لذتست، چرا باید که حرام باشد؟ ودلیل بر آنکه طیبت وبازی ونظارهٔ در آن حرام نیست آنست که عائشه -رضي الله عنها- روایت می کند که: روز عید در مسجد زنگیان بازی میکردند، رسول - علیه السّلام - مرا گفت - خواهی که بینی؟ گفتم - خواهم، بر در بایستاد ودست پیش بداشت تا زنخدان بر دست وی نهادم، وچندان نظاره کردم که چند بار بگفت که - بس نباشد؟ گفتم - نی! واین در صحاح است، وازین خبر پنج رخصت معلوم شد. **یکی** آنکه بازی ولهو ونظاره در وی -چون گاه گاه باشد- حرام نیست ودر بازی زنگیان رقص وسرود بود؛ **دوم** آنکه در مسجد میکردند؛ **سوم** آنکه در خبرست که - رسول - علیه السّلام - در آنوقت که عائشه را آنجا برد گفت - «ببازی مشغول شوید» واین فرمان باشد، پس بر آنچه حرام باشد چون فرماید؟ **چهارم** آنکه ابتدا کرد وعائشه را - رضي الله عنها گفت - خواهی که بینی؟ واین تقاضا باشد - نه چنان باشد که اگر وی نظاره کردی ووی

خاموش بودی، روا بودی که کسی گفتی که نخواست که ویرا بر نجاند که آن از بدخویی باشد! **پنجم** آنکه خود با عائشه بایستاد ساعتی دراز، با آنکه نظارهٔ بازی کار وی نباشد: وبدین معلوم شود که برای موافقت زنان وکودکان - تا دل ایشان خوش شود - چنین کارها کردن از خلق نیکو بود، واین فاضلتر بود از خویشتن فراهم گرفتن وپارسایی وقرایی کردن.

وهم در صحاح است که عائشه روایت میکند که -من کودك بودم، لعبت[١] بیاراستمی -چنین که عادت دخترانست- چند کودك دیگر بنزدیك من آمدندی، چون رسول -علیه السّلام- در آمدی کودکان باز پس گریختندی، رسول -علیه السّلام- ایشانرا بنزدیك من فرستادی؛ یك روز کودکی را گفت که -چیست این لعبتها؟ گفت -این دخترکان من اند، گفت -این چیست بر این اسب؟ گفت -پروبال است - رسول گفت -علیه السّلام- اسب را بال از کجا بود؟ گفت - نشنیدهٔ که سلیمان را اسب بود با پروبال؟ رسول - علیه السّلام تبسم کرد تا همهٔ دندانهاء وی پیدا شد. واین از بهر آن روایت می کنم تا معلوم شود که قرایی کردن وروی ترش داشتن وخویشتن از چنین کارها فراهم گرفتن از دین نیست، خاصه با کودك وبا کسی که کاری کند که اهل آن باشد واز وی زشت نبود، واین خبر دلیل آن نیست که صورت کردن روا بود، که لعبت کودکان از چوب وخرقه بود که صورت تمام ندارد، که در خبرست که بال اسب از خرقه بود.

وهم عائشه روایت میکند که: دو کنیزك من دف میزدند وسرود میگفتند، رسول - علیه السّلام - در خانه آمد وبخفت وروی از دیگر جانب کرد، ابو بکر در آمد وایشانرا زجر کرد وگفت - خانهٔ رسول ومزمار[٢] شیطان؟ رسول گفت - یا ابابکر دست ازیشان بدار که روز عیدست، پس دف زدن وسرود گفتن

---

(١) اسباب بازی - عروسك

(٢) آواز - سرود

ازین خبر معلوم شد که مباح است، وشك نیست که بگوش رسول میرسیده است آن، ومنع وی مر ابابکر را از انکار آن دلیلی صریح است بر آن که مباح است.

قسم دوم آنکه در دل صفتی مذموم بود، چنانکه کسی را در دل دوستی زنی بود یا کودکی بود، سماع کند در حضور وی تا لذت زیادت شود، یا در غیبت وی برامید وصال تا شوق زیادت شود، یا سرودی شنود که در وی حدیث زلف وخال وجمال باشد ودر اندیشهٔ خویش بر وی فرو آورد: این حرام است، وبیشتر جوانان ازین جمله باشند، برای آنکه این آتش عشق باطل را گرم تر کند، وآن آتش را فرو کشتن واجب است بر فروختن آن چون روا باشد؟ اما اگر این عشق وی با زن خویش بود یا کنیزك خویش بود، از جملهٔ تمتع دنیا بود ومباح بود، تا آنگاه که طلاق دهد یا بفروشد، آنگاه حرام شود.

قسم سیم آنکه در دل صفتی محمود باشد که سماع آنرا قوت دهد، واین از چهار نوع بود.

نوع اول سرود واشعار حاجیان بود در صفت کعبه وبادیه، که آتش شوق خانهٔ خدایرا در دل بجنباند، وازین سماع مزد بود کسیرا که روا بود که بحج شود، اما کسیراکه مادر وپدر دستوری ندهد، یا سببی دیگرکه ویرا حج نشاید، روا نبود که این سماع کند واین آرزو در دل خویش قوی گرداند، مگرکه داندکه اگر چه شوق غالب وقوی خواهد شد، وی قادر بود برآنکه نرود؛ وبدین نزدیك بود سرود غازیان وسماع ایشان که خلق را بغزا وجنك کردن با دشمنان خدای تعالی وجان بر کف نهادن بر دوستی وی آرزومند کند، واینرا نیز مزد باشد، وهمچنین اشعاری که عادتست که در مصاف بگویند تا مرد دلیر شود وجنك کند ودلاوری را زیادت کند در وی، مزد بود چون جنك با کافران بود، اما اگر با اهل حق بود این حرام بود؛

نوع دوم سرود نوحه گر بود که بگریستن آرد واندوه زیادت کند، واندرین نیز مزد بود، چون نوحه گری بر تقصیر خود کند در مسلمانی، وبر

گناهان که بر وی رفته بود وبر آنچه ویرا فوت شده است از درجات بزرگ از خشنودی حق تعالی، چنانکه نوحهٔ داود بود - علیه السّلام - که وی چندان نوحه کردی که جنازها از پیش وی بر گرفتندی ووی در آن الحان بودی وآوازی خوش بودی، اگر اندوهی حرام باشد در دل، نوحه حرام باشد: چنانکه ویرا کسی مرده باشد، که خدای تعالی میگوید: «(**لِكَيْلاَ تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ** * الحدید: ٢٣) - بر گذشته اندوه مخورید»، چون کسی قضاء خدای تعالی را کاره باشد وبدان اندوهگین بود تا آن اندوه زیادت شود، این حرام بود؛ وبسبب اینست که مزد نوحه گر حرام است، ووی عاصی بود وهر که آن بشنود عاصی بود.

نوع سوم آنکه در دل شادی باشد، وخواهد که آن زیادت کند بسماع، واین نیز مباح بود چون شادی بچیزی باشد که روا باشد که بر آن شاد شود، چنانکه در عروسی وولیمه وعقیقه ووقت آمدن فرزند ووقت ختنه کردن وباز رسیدن از سفر، چنانکه رسول - علیه السّلام - بمدینه رسید، پیش باز شدند ودف میزدند وشادی میکردند وشعر میگفتند که:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع * وجب الشکر علینا ما دعا لله داع[١]

وهمچنین بایام عید شادی کردن روا بود، وسماع بدین روا بود، وهمچنین چون دوستان بهم نشینند بموافقت وخواهند که طعام خورند وخواهند که وقتشان با یکدیگر خوش شود، سماع کردن وشادی نمودن بموافقت یکدیگر روا باشد.

نوع چهارم واصل آنکه کسیرا که دوستی حق تعالی بر دل غالب شده باشد وبحد عشق رسیده، سماع ویرا مهم بود، وباشد که اثر آن از بسیاری خیرات رسمی بیش بود، وهر چه دوستی حق تعالی بدان زیاد شود مزد آن بیش بود، وسماع صوفیان در اصل که بوده است بدین سبب بوده است، اگر چه اکنون برسم آمیخته شده

---

(١) ماه بر ما از گردنهٔ وداع (جائیست که در مدینه مسافران مکه را تا آنجا بدرقه میکرده اند) طلوع کرد. تا آنگاه که خوانندگان خدا را بخوانند، بر ما شکر واجب است.

است، بسبب گروهی که بصورت ایشانند در ظاهر ومفلس اند از معانی ایشان در باطن، وسماع در افروختن این آتش اثری عظیم دارد، وکس باشد از ایشان که در میان سماع ویرا مکاشفات پدید آید، وبا وی لطفها رود که بیرون سماع نبود.

وآن احوال لطیف که از عالم غیب بایشان پیوستن گیرد بسبب سماع، آنرا وجد گویند، وباشد که دل ایشان در سماع چنان پاك وصافی شود که نقره را چون در آتش نهی، وآن سماع آتش در دل افکند وهمه کدورتها از دل ببرد، وباشدکه ببسیاری ریاضت آن حاصل نیاید که بسماع حاصل آید، وسماع آن سرّ مناسبترا که روح آدمی را هست با عالم ارواح بجنباند تا بود که اورا بکلیت ازین عالم بستاند تا از هر چه درین عالم رود بیخبر شود، وباشد که قوت اعضاء وی نیز ساقط شود، وبیفتد واز هوش برود، وآنچه ازین احوال درست باشد ویرا اصل بود، درجهٔ آن بزرگ بود، وآن کسیراکه بدان ایمان بود وحاضر بود از برکات آن نیز محروم نبود. ولیکن غلط اندرین نیز بسیار باشد، وپندارهاء خطا بسیار افتد، ونشانی حق وباطل آن پیران پخته وراه رفته دانند؛ ومرید را مسلم نباشد که از سرخویش سماع کند بدانکه تقاضاء آن در دل وی پدید آید. وعلي حلاج یکی بود از مریدان شیخ ابوالقاسم گرگانی، دستوری خواست در سماع، گفت هیچ مخور، پس از آن طعام خوش بساز: اگر سماع اختیار کنی بر طعام، آنگاه این تقاضاء سماع بحق باشد وترا مسلم بود. اما مریدی که ویرا هنوز احوال دل پیدا نیامده باشد، وراه حق بمعاملت نداند، یا پیدا آمده باشد، ولیکن شهوت هنوز از وی تمام شکسته نشده باشد، واجب بود بپیر که ویرا از سماع منع کند، که زیان وی از سود بیش بود.

وبدانکه هر که سماع را ووجد را واحوال صوفیانرا انکار کند، از مختصری خویش انکار کند، ومعذرور بود در آن انکار، که چیزی که ویرا نباشد، بدان ایمان دشوار توان آوردن، واین همچون مخنث[1] بود که ویرا باور نبود که در

---

(١) کسی که مردی یا زنی او ناپیداست.

صحبت لذت هست، چه لذت بقوت شهوت در توان یافت، چون ویرا شهوت نیافریده اند چگونه داند؟ واگر نابینا لذت نظاره در سبزه وآب روان انکار کند چه عجب، که ویرا چشم نداده اند، وآن لذت بدان در توان یافت؛ واگر کودك لذت ریاست وسلطنت وفرمان دادن ومملکت داشتن انکار کند چه عجب، که وی راه بازی داند در مملکت داشتن چه راه برد؟ وبدانکه خلق در انکار احوال صوفیان - آنکه دانشمندست وآنکه عامی است - همه چون کودکان اند، که چیزی را که بدان هنوز نرسیده اند منکرند، وآنکسی که اندك مایهٔ زیرکی دارد، اقرار دهد وگوید که: مرا این حال نیست، ولیکن می دانم که ایشان را هست، باری بدان ایمان دارد وروا دارد؛ اما آنکه هرچه اورا نبود خود محال داند که دیگرانرا بود بغایت حمایت باشد، واز آن قوم باشد که حق تعالی می گوید: (**وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ** * الأحقاف: ١١)[١]

فصل سماع در کجا حرام بود

بدانکه آنجا که سماع مباح گفتیم، به پنج سبب حرام شود: باید که از آن حذر کند: **سبب أوّل** آنکه از زنی شنود، یا از کودکی که در محل شهوت بود، که این حرام بود، اگر چه کسی را که دل بکار حق مستغرق بود، چه: شهوت در اصل آفرینش هست، وچون صورتی - نیکو در چشم آید شیطان بمعاونت آن برخیزد وسماع بحکم شهوت شنود وسماع از کودکی که محل فتنه نباشد مباح است واز زنی که زشت رو بود مباح نیست: چه ویرا می بیند؛ ونظر بر زنان بهر صفت که باشد حرام است؛ اما اگر آواز شنود از پشت پرده، اگر بیم فتنه بود حرام بود، واگر نی مباح - بسود؛ ودلیل آنکّ: دو زن در خانهٔ عائشه - رضي الله عنها - سرود می گفتند، وبی شك رسول - علیه السّلام - آواز ایشان می شنید. پس آواز زنان عورت - نیست چون روی کودکان، ولیکن نگریستن در کودکان در

---

(١) وچون بدان راه نیافتند، میگویند که این دروغی کهنه است.

شهوت وجائی - که بیم فتنه باشد حرام است، وآواز زنان نیز همچنین است.
واین احوال - بگردد: کس باشد که بر خویشتن ایمن باشد، وکس باشد که
بترسد، واین همچنان باشد که حلال خویش را بوسه دادن در ماه رمضان: حلال
بود کسی را که از شهوت خویش ایمن بود، وحرام بود کسی را که بترسد که
شهوت ویرا در مباشرت افکند یا از انزال ترسد بمجرد بوسه دادن.

سبب دوم آنکه با سرود ورباب وچنك وبربط بود، ورودها باشد یا نای
عراقی باشد که در وی نهی آمده است، نه بسبب آنکه خوش باشد - که اگر
کسی ناخوش وناموزون زند هم حرام بود - لیکن بسبب آنکه این عادت شراب
خوارگان است، وهر چه بایشان مخصوص باشد حرام کرده اند بتبعیت شراب،
وبدان سبب که شراب بیاد دهد وآرزوی آن بجنباند، اما طبل وشاهین ودف -
اگر چه در وی جلاجل [رنگ - زنگوله] بود حرام نیست، که اندرین چیزی نیامده
است، واین چون رودها نیست: این نه شعار شراب خوارگان است، پس بر آن
قیاس نتوان کرد؛ بلکه دف خود زده اند پیش رسول - علیه السّلام - وفرموده
است زدن آن در عروسی، وبدانکه جلال در افزایند حرام نشود. وطبل حاجیانرا
وغازیانرا خود رسم است زدن، اما طبل مخنثان خود حرام بود، که آن شعار
ایشانست، وآن طبلي دراز بود، میانه باريك وهردو سر پهن، اما شاهین - اگر
بسرفرو بود واگر نه- حرام نیست،که شبانانرا عادت بوده است که می زده اند.
وشافعی میگوید: دلیل بر آنکه شاهین حلال است آنستکه: آواز آن بگوش رسول
آمد - علیه السّلام-، انگشت در گوش کرد وابن عمررا گفت: گوش دار، چون
دست بدارد مرا خبر ده، پس رخصت دادن ابن عمررا تا گوش دارد، دلیل آنست
که مباح است، اما انگشت در گوش کردن وی دلیل آنست که اورا در آن وقت
حالی بوده باشد شریف وبزرگوار، که دانسته باشد که آن آواز اورا مشغول کند:
که سماع اثری دارد در جنبانیدن شوق حق تعالی، تا نزدیکتر رساند کسی را که

در عین آن کار نباشد، واین بزرگ بود باضافت با ضعفا که ایشانرا خود این حال نبود، اما کسی که در عین کار باشد، بود که سماع اورا شاغل بود ودر حق وی نقصان بود: پس ناکردن سماع دلیل حرامی نکند،که بسیار مباح باشدکه دست بدارند؛ اما دستوری دادن دلیل مباحی کند قطعا، که آنرا وجهی دیگر نباشد.

سبب سوم آنکه در سرود فحش باشد، یا هجا باشد، یا طعن بود در اهل دین، چون شعر روافض[۱] که در صحابه گویند، یا صفت زنی باشد معروف، که صفت زنان پیش مردان گفتن روا نباشد، اینهمه شعرها گفتن وشنیدن وی حرام است؛ اما شعری که در وی صفت زلف وخال وجمال بود، وحدیث وصال وفراق، وآنچه عادت عشاق است گفتن وشنیدن آن، حرام نیست، وحرام بدان گردد که کسی در اندیشهٔ خویش آن بر زمین‌که ویرا دوست دارد یا بر کودکی فرود آرد، آنگاه اندیشهٔ وی حرام بود، اما اگر بر زن وکنیزك خویش سماع کند حرام نبود. اما صوفیان وکسانی که ایشان بدوستی حق تعالی مستغرق باشند، وسماع برآن کنند، این بیتها ایشانرا زیان ندارد،که ایشان از هر یکی معنئی فهم کنندکه در خور حال ایشان باشد: تا باشد که از زلف ظلمت کفر فهم کنند، واز نور روی نور ایمان فهم کنند، وباشدکه از زلف سلسلهٔ اشکال حضرت الهیت فهم کنند، چنانکه شاعر گوید:

گفتم بشمارم سر یك حلقهٔ زلفش * تا بوکه بتفصیل سر جمله بر آرم

خندید بمن بر سر زلفینك مشگین * یك پیچ به پیچید وغلط کرد شمارم

که ازین زلف سلسلهٔ اشکال حضرت الیهت فهم کنند، که کسی که خواهد که بتصرف عقل بوی رسد - بآنکه سر مویی از عجایب حضرت الهیت بشناسد - بیك پیچ که بر وی افتد همه شمارها غلط شود وهمه عقلها مدهوش شود. وچون حدیث شراب ومستی بود در شعر، نه آن ظاهر فهم کنند، مثلا چون شاعر گوید:

گرمی دو هزار رطل بر پیمایی * تا می نخوری نباشدت شیدایی

---

(۱) فرقه ای از مسلمین - طایفهٔ زیدیه.

آن فهم كنندكه كار دين بحديث وتعلم راست نيايد، كه بذوق راست آيد، اگر بسيارى حديث محبت وعشق وزهد وتوكل وديگر معانى بگويى ودرين[١] كتاب تصنيف كنى، وكاغذ بسيار درين سياه كنى، هيچ سودت نكند تا بدان صفت نگردى.

وآنچه از بيتهاى خرابات گويند هم چيزى ديگر فهم كنند، مثلا چون گويند:

هر كو بخرابات نشد بى دين است * زيراكه خرابات اصول دين است

ايشان ازين خرابات خرابى صفات بشريت فهم كنند، كه اصول دين آنست كه اين صفات كه آبادانست خراب شود، تا آنكه ناپيداست در گوهر آدمى پيدا آيد وآبادان شود. وشرح وفهم آن دراز بود، كه هر كسى را در خور نظر خود فهم ديگر باشد؛ وليكن سبب گفتن آنست كه گروهى از ابلهان وگروهى از مبتدعان بريشان تشنيع مى زنند كه: ايشان حديث صنم وزلف وخال ومستى وخرابات مى گويند ومى شنوند، واين حرام باشد؛ ومى پندارند كه اين خود حجتى عظيم است كه بگفتند، وطعنى عظيم بكردند، كه از حال ايشان خبر ندارند بلكه سماع ايشان خود باشد[٢] كه نه بر معنى بيت باشد، كه [بلكه] بر مجرد آواز باشد: كه از آواز شاهين خود سماع افتد، اگر چه معنى ندارد؛

وازين بود كه كسانى كه تازى [عربى] ندانند، ايشانرا بر بيتهاء تازى سماع افتد، وابلهان مى خندند كه وى اين نداند، سماع چرا ميكند؟ واين ابله اين مقدار نداند كه شتر نيز تازى نداند، وباشد كه بسبب حداء[٣] عرب بر ماندگى چندان بدود - بقوت سماع ونشاط - با آن بار گران، كه چون بمنزل رسد واز سماع دست بدارند، در حال بيفتد وهلاك شود، بايد كه اين ابله با شتر جنك ومناظره كند، كه تو تازى نميدانى اين چه نشاط است كه در تو پيدا مى آيد؟ وباشد نيز

---

(١) درين باب - درين موضوع

(٢) ممكن است - شايد.

(٣) آواز مخصوص ساربانان.

که از بیت تازی چیزی فهم کنند که آن نه معنی تازی بود، لیکن چنانکه ایشانرا خیال افتد، که نه مقصود ایشان تفسیر شعرست. یکی میگفت: «وما زارنی في النوم إلاّ خیالکم»[۱]، صوفیی حال کرد، گفتند: حال چرا کردی، که خود ندانی که وی چه میگوید؟ گفت، چرا ندانم؟ می گوید: ما زاریم! راست می گوید که همه زاریم ودر مانده ایم ودر خطریم. پس سماع ایشان باشد که چنین بود، وهر کرا کاری بر دل غلبه گرفت، هرچه شنود آن شنود، وهر چه بیند آن بیند: وکسی که آتش عشق - در حق یا در باطل ندیده باشد، این ویرا معلوم نشده باشد.

سبب چهارم آنکه شنونده جوان باشد وشهوت بر وی غالب، ودوستی حق تعالی خود نشناسد، که غالب آن بود که چون حدیث زلف وخال وصورت نیکو شنود، شیطان پای بر گردن او نهد وشهوت ویرا بجنباند، وعشق نیکوانرا در دل وی آراسته گرداند، وآن احوال عاشقان که میشنود ویرا نیز خوش آید، وآرزو کند ودر طلب آن ایستد، تا وی نیز بطریق عشق برخیزد. وبسیارند از زنان ومردان که جامهٔ صوفیان دارند، وبدین کار مشغول شده اند، وآنگاه هم بعبارت طامات این را عذرها نهند، وگویند: فلان را سودایی وشوری پدید آمده است وخاشاکی در راه او افتاده، وگویند که عشق دام حق است، ویرا در دام کشیده اند، وگویند: دل وی نگاه داشتن وجهد کردن تا وی معشوق خویش را بیند خیری بزرگست. قوادگی[۲] را ظریفی ونیکو خویی نام کنند، وفسق را ولواطت[۳] را شور وسودا نام کنند، وباشد که این عذر خویش را گویند که: فلان پیر مارا بفلان کودك نظری بود، واین همیشه در راه بزرگان افتاده است؛ واین نه لواطت است که شاهد بازی است، وباشد که گویند عین روح بازی باشد، وازین

---

(۱) در خواب جز اندیشهٔ تو هیچ کس بدیدار من نیامد.

(۲) قواد: کسیکه زنان ومردان را برای پیوند نا مشروع راهنمائی میکند.

(۳) با پسران در آمیختن.

ترهات هم باز نهند تا فضیحت خویش بچنین بیهدها بپوشند، وهرکه اعتقاد ندارد که این حرام است وفسق است، اباحتی است وخون وی مباح است.

وآنچه از پیران حکایت کنند که ایشان بکودکی نگریستند؛ یا دروغ باشد که میگویند -برای عذر خویشرا-، یا اگر نگریسته باشند شهوت - نبوده باشد، بلکه چنانکه کسی در سیب سرخ نگرد یا در شکوفه نگرد، ویا باشد که این پیررا نیز خطایی افتاده باشد -که نه معصوم باشد-، وبدانکه پیری را خطایی افتد ویا بر وی معصیتی رود آن معصیت مباح نشود، وحکایت قصهٔ داود برای آن گفته اند تا تو گمان نبری که هیچ کس از چنین صغایر ایمن شود، اگر چه بزرگ بود، وآن نوحه وگریستن وتوبهٔ وی از آن حکایت کرده اند تا آن بحجت نگیری وخودرا معذور نداری. ویك سبب دیگر هست، وآن نادر باشد، که: کسی باشد که ویرا در آن حالت که صوفیانرا باشد چیزها نمایند، وباشد که جواهر ملایکه وارواح انبیا ایشانرا کشف افتد بمثالی، وآنگاه آن کشف، باشد که بر صورت آدمی باشد بغایت جمال: که مثال لابد در خور حقیقت معنی بود، وچون آن معنی بغایت کمالست در میان معانی عالم ارواح مثال وی از عالم صورت بغایت جمال باشد، ودر عرب هیچ کس نیکوتر از دحیة الکلبی نبود، ورسول - علیه السّلام - جبرئیل را - علیه السّلام - بصورت وی دید. آنگاه باشد که چیزی از آن کشف افتد بر صورت امردی[١] نیکو، واز آن لذتی عظیم باشد، چون از آن حال باز در آید، آن معنی باز در حجاب شود، ووی در شوق وطلب آن معنی افتد که آن صورت مثال وی بود، وباشد که آن معنی باز نیابد، آنگاه اگر چشم ظاهر وی بر صورت نیکو افتد که با آن صورت مناسبت دارد، آن حالت بر وی تازه شود، وآن معنی گمشده را باز یابد، وویرا از آن وجدی وحالتی پدید آید، پس روا باشد که کسی رغبت نموده باشد در آن که صورت نیکو بیند برای باز یافتن این حالت.

---

(١) نوجوان - پسر خوشکل.

وکسی که ازین اسرار خبر ندارد، چون رغبت وی بیند، پندارد که وی هم از آن صفت مینگرد که صفت وی است: که از آن دیگر خود خبر ندارد؛

ودر جمله کار صوفیان عظیم وبا خطرست، وبغایت پوشیده است، ودر هیچ چیز چندان غلط راه نیابد که در آن، این مقدار اشارت کرده آمده، تا معلوم شود که ایشان مظلومند، که مردمان پندارند که ایشان ازین جنس بوده اند که درین روزگار پدید آمده اند، ودر حقیقت مظلوم آنکس بود که چنین پندارد: که بر خویشتن ظلم کرده باشد که دریشان تصرف کند یا بر دیگران قیاس کند.

سبب پنجم آنکه عوام که سماع بعادت کنند بر طریق عشرت وبازی، این مباح باشد، لیکن بشرط آنکه پیشه نگیرد وبر آن مواظبت نکند، که چنانکه بعضی از گناهان صغیره است، چون بسیار شود بدرجه کبیره رسد. بعضی از چیزها مباح است بشرط آنکه گاه گاه بود واندك بود، چون بسیار شود حرام شود: که زنگیان یکبار در مسجد بازی کردند رسول علیه السّلام - منع نکرد؛ اگر آن مسجدرا بازی گاه ساختندی منع کردی وعائشه رضي الله عنها - از نظاره منع نکرد، اگر همیشه عادت کردی منع کردی. اگر کسی همیشه با ایشان میگردد وپیشه گیرد روا نباشد، ومزاح - کردن گاهگاه مباح است، ولیکن اگر کسی همیشه عادت گیرد، مسخره باشد ونشاید.

باب دوم در آثار سماع وآداب آن

بدانکه در سماع سه مقام است: اول فهم، آنگاه وجد، آنگاه حرکت، ودر هر یکی سخن است: **مقام أول** در فهم است: اما کسی که سماع بطبع وغفلت شنود، یا بر اندیشهٔ مخلوق کند، خسیس تر از آن بود که در فهم وحال وی سخن - گویند، اما آنکه غالب بر وی اندیشهٔ دین باشد وحب حق تعالی بود، این بر دو درجه باشد: **درجهٔ اول** درجهٔ مرید باشد، که ویرا در طلب خویش وسلوك راه خویش احوال مختلف باشد، از قبض وبسط وآسانی ودشواری وآثار

قبول وآثار رد وهمگی دل وی آن فرو گرفته باشد، چون سخنی شنود که در وی حدیث عتاب وقبول ورد ووصل وهجر وقرب وبعد ورضا وسخط وامید ونومیدی وفراق ووصال وخوف وامن ووفا بعهد وبی عهدی وشادی وصال واندوه فراق بود - وآنچه بدین ماند -، بر احوال خویش تنزیل کند، وآنچه در باطن وی باشد افروختن گیرد، واحوال مختلف بر وی پدید آید، وویرا در آن اندیشهای مختلف بود، واگر قاعدهٔ علم واعتقاد او محکم نبود، باشد که اندیشها افتد ویرا در سماع که آن کفر باشد، که در حق حق تعالی چیزی سماع کند که آن محال باشد، چنانکه این بیت شنود مثلاً که:

زاول بمنت میل بد آن میل کجاست؟ * وامروز ملول گشتی از بهر چراست؟

هر مریدی که ویرا بدایتی تیز وروان بوده باشد، وآنگاه ضعیفتر شده باشد، پندارد که حق تعالی را بوی عنایتی ومیلی بوده است واکنون بگردیده، واین تغیر در حق حق تعالی فهم کند: این کفر بود، بلکه باید که داند که تغیر را بحق راه نبود: وی مغیرست ومتغیر نیست[١] باید که داند که صفت وی بگردیده است، تا آن معنی که گشاده بود در حجاب شد اما از آن جانب خود هرگز منع وحجاب وملال نباشد، بلکه درگاه گشاده است، بمثل چون آفتاب که نور وی مبذولست[٢] مگر کسی را که پس دیواری شود واز وی در حجاب افتد، آنگاه تغیر در وی آمده باشد نه در آفتاب، باید که گوید:

خورشید بر آمد ای نگارین دیرست * بر بنده اگر نتابد از ادبیراست[٣]

باید که حواله حجاب باد بار خویش کند، وبتقصیری که بر وی رفته باشد، نه بحق تعالی. مقصود ازین مثال آنست که باید که هرچه صفات نقص - است

---

(١) گرداننده است وگردنده نیست.

(٢) بخشیده شده است.

(٣) ادبار - بدبختی

وتغیرست در حق خویش ونفس خویش فهم کند، وهرچه جمال وجلال وجود است در حق حق تعالی فهم کند، اگر این سرمایه ندارد از علم، زود در کفر افتد ونداند: وبدین سبب است که خطر سماع بر دوستی حق تعالی عظیم است.

درجهٔ دوم آن باشد که از درجهٔ مریدان در گذشته باشد، واحوال مقامات باز پس کرده باشد، وبنهایت آنحال رسیده بود که آنرا فنا گویند ونیستی - چون اضافت کنند با هرچه جز حق است-، وتوحید گویند ویگانگی - گویند - چون بحق اضافت کنند -؛ وسماع این کس نه بر سبیل فهم معنی باشد، بلکه چون سماع بوی رسد آن حال نیستی ویگانگی بر وی تازه شود، وبکلیت از خویشتن غایب شود. واز این عالم بیخبر شود، وباشد بمثل اگر در آتش افتد خبر ندارد: چنانکه شیخ ابو الحسن نوری - رحمة الله علیه - در سماع بجایی در دو ید که نی درووده بودند، وهمه پایش می برید ووی بی خبر وسماع این تمامتر بود، اما سماع مریدان بصفات بشریت آمیخته - بود واین آن بود که ویرا از خود بکلیت بستاند، چنانکه آن زنان که یوسف را دیدند، همه خودرا فراموش کردند ودست بریدند؛

وبایدکه این نیستی را انکار نکنی وگویی: من ویرا میبینم، چگونه نیست شده است؟ که وی نه آنست که تو میبینی که آن شخص است وچون بمیرد هم میبینی ووی نیست شده، پس حقیقت وی آن معنی لطیف است که محل معرفت است، چون معرفت چیزها از وی غایب شد همه در حق وی نیست شد، وچون جز ذکر حق تعالی نماند هرچه فانی بود بشد وهر چه باقی بود بماند؛ پس معنی یگانگی این بود که چون جز حق تعالی را نبیند، گوید همه خود اوست ومن نیم وباز گوید من خود اویم وگروهی ازینجا غلط کرده اند واین معنی را بحلول[۱] عبارت کرده اند، وگروهی باتحاد عبارت کرده اند، واین همچنان باشد که کسی هرگز آینه ندیده باشد، در وی نگرد صورت خود بیند، پندارد که در آینه فرود آمد، یا پندارد که آن

---

(۱) داخل شدن وفرو رفتن - اعتقاد باینکه خداوند تعالی در بدن اشخاص واشیاء قرار میگیرد.

صورت خود صورت آینه است، که صفت آینه خود آنست که سرخ وسپید بنماید، اگر پندارد که در آینه فرود آمد این حلول بود، واگر پندارد که آینه خود صورت وی شد این اتحاد بود، وهردو غلط است، بلکه هرگز آینه صورت نشود وصورت آینه نشود، ولیکن چنان نماید، وچنان پندارد کسی که کارها تمام نشناخته بود، وشرح این در چنین کتاب دشوار توان گفت: که علم این درازست.

مقام دوم چون از فهم فارغ شد، حالی است که از فهم پدید آید، که آنرا وجد گویند؛ ووجد یافتن بود، ومعنی آن بود که حالتی یافت که پیش ازین نبود ودر حقیقت این حالت سخن بسیارست که آن چیست، ودرست آنست که آن یك نوع نبود، بلکه انواع بسیار بود، اما دو جنس باشد: یکی از جنس احوال بود ویکی از جنس مکاشفات.

اما احورال، چنان بود که صفتی از آن وی غالب شود وویرا چون مست گرداند، وآن صفت، گاه شوق بود وگاه خوف وگاه آتش عشق بود وگاه طلب بود وگاه اندوهی بود وگاه حسرتی بود، واقسام این بسیارست، اما چون آن آتش در دل غالب شد، دود آن بر دماغ شود، وحواس ویرا غلبه کند تا نبیند ونشنود - چون خفته -، یا اگر بیند وبشنود از آن غافل وغایب بود - چون مست؛

ونوع دیگر مکاشفاتست، که چیزها نمودن گیرد از آنچه صوفیان را باشد، بعضی در کسوت مثال وبعضی صریح، واثر سماع درآن از آن وجه است که دلرا صافی کند، وچون آینه باشدکه گردی بر وی نشسته باشد وپاك کنند از آن گرد، تا آنصورت در وی پدید آید. وهرچه ازین معنی عبارت توان آورد، علمی باشد وقیاسی ومثالی، وحقیقت آن جز آن کس را معلوم نبود که بدان رسیده باشد: آنگاه هر کس را قدم گاه خویش معلوم بود، اگر در دیگری تصرف کند، بقیاس قدمگاه خویش کند، وهرچه بقیاس باشد، از ورق علم بود نه از ورق ذوق. اما این مقدار گفته میآید، تا کسانی که ایشانرا ازینحال تذوّق نباشد، باری باور کنند

وانکار نکنند، که آن انکار ایشانرا زیان دارد، وسخت ابله بود کسی که پندارد که هرچه در گنجینهٔ وی نبود در خزانه ملوك نبود، وابله تر از وی کسی بود که خویشتنرا با مختصری خویش پادشاهی داند وگویدکه من خود بهمه رسیده ام وهمه مرا گشت، وهرچه مرا نیست خود نیست: وهمه انکارها ازین دو ابلهی خیزد.

وبدانکه وجد باشد که بتکلف بود، وآن عین نفاق بود، مگر آنکه بتکلف اسباب آن بدل می آرد تا باشد که حقیقت وجد پدید آید. ودر خبرست: که چون قرآن شنوی بگریی، واگر گریستن نیاید تکلف کنی، معنی آنست که بتکلف اسباب حزن بدل آوری، واین تکلف را اثرست، باشد که بحقیقت ادا کند.

سؤال: اگر کسی گوید که چون سماع ایشان حق است وبرای حق است، باید که در دعوتها مقریانرا[١] نشاندندی وقرآن خواندندی، نه قوالانرا[٢] که سرود گویند، که قرآن کلام حق است: سماع از وی اولیتر.

جواب: آنستکه سماع از آیات قرآن بسیار باشد، ووجد از آن بسیار پدید آید، وبسیار باشد که از سماع قرآن بیهوش شوند، وبسیار کس بوده است که در آنجان داده است، وحکایات آن آوردن درازست، ودر کتاب احیا بتفصیل گفته ایم؛ اما سبب آنکه بدل مقری قوال نشانند، وبدل قرآن سرود گویند پنج است: **اول** آنکه آیات قرآن همه با حال عاشقان مناسبت ندارد:که در قرآن قصهٔ کافران وحکم معاملات اهل دنیا وچیزهاء دیگر بسیار است، که قرآن شفای همه اصناف خلق راست؛ چون مقری بمثل این آیت بر خواند که: «مادررا از میراث ششیك بود وخواهررا نیمه بود» یا این که: «زنی را شوی بمیرد، چهار ماه وده روز عدت باید داشت» وامثال این، آتش عشق را نیز نگرداند، مگر کسی که بغایت عاشق بود، واز هر چیزی ویرا سماع بود، اگر چه از مقصود دور بود، وآن چنان نادر بود.

---

(١) قاری – قرآن خوان.

(٢) قوال، آواز خوان.

سبب دوم آنکه **قرآن** بیشتر یاد دارند وبسیار خوانند، وهرچه بسیار شنیده آید آگاهی بدل ندهد در بیشتر احوال، یا بیتی که کسی پیشین بار بشنود وبرآن حال کند، بار دوم بدانحال حاضر نیاید، وسرود نو بر توان گفت وقرآن نو بر نتوان خواند وچون عرب میآمدند در روزگار رسول - علیه السّلام وقرآن تازه میشنیدند ومیگریستند واحوال بریشان پدید میآمد، ابو بکر گفت - رضي الله عنه -: «کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا» گفت: ما نیز همچون شما بودیم، اکنون دل ما سخت شد، که با قرآن قرار گرفت وخو کرد: پس هر چه تازه بود اثر آن بیش بود. وبرای این بود که عمر - رضي الله عنه - حاج را فرمودی تا زودتر بشهرهای خویش روند، گفت: ترسم که چون خو کنند با کعبه، آنگاه حرمت آن از دل ایشان برخیزد.

سبب سیم آنکه بیشتر دلها حرکت نکند تا ویرا بوزنی والحانی نجنبانی، وبرای اینست که بر حدیث سماع کم افتد، بلکه بر آواز خوش افتد، چون موزون بود وبالحان بود، وآنگاه هر دستانی[١] وراهی اثر دیگر دارد، **وقرآن** نشاید که بالحان افکند وبران دستان راست کنند ودر وی تصرف کنند، وچون بی الحان بود سخن مجرد نماید، مگر آتشی گرم بود که بدان بر افروزد.

سبب چهارم آنکه الحانرا نیز مدد باید داد بآوازهاء دیگر تا اثر بیشتر کند، چون قصب [نَیْ] وطبل ودف وشاهین، واین صورت هزل دارد، وقرآن عین جدست، وی را صیانت باید کرد که با چیزی یار کنند که در چشم عوام آن صورت هزل دارد: چنان که رسول - علیه السّلام - در خانهٔ ربیع بنت مسعود - شد، آن کنیزکان دف میزدند وسرود می گفتند، چون ویرا بدیدند ثناء وی بشعر گفتن گرفتند، گفت: خاموش باشید، همان که میگفتید بگویید، که ثناء وی عین جد بود، بر دف گفتن - که صورت هزل دارد - نشاید.

سبب پنجم آنکه هر کسی را حالتی باشد که حریص بود بر آنکه بیتی شنود

---

(١) نغمه - آهنك - طرزآواز.

موافق حال خويش، چون موافق نبود آنرا كاره باشد، وباشد كه گويد: اين مگوى وديگرى گوى، ونشايد قرآن را در معرض آوردن كه از آن كراهيت آيد، وباشد كه همه آيتها موافق حال هر كسى نباشد؛ اگر بيتى موافق حال وى نباشد، وى بر وفق حال خويش تنزيل كند، كه واجب نيست كه از شعر آن فهم كنى كه شاعر خواسته است، اما **قرآن** را نشايد كه تنزيل كنى بر انديشهٔ خويش، وآن معنى قرآنى بگردانى. پس سبب اختيار مشايخ قوال را اين بوده است كه گفته آمد، وحاصل اين معانى دو سبب اند: يكى ضعف شنونده، وديگر بزرك داشت حرمت قرآن را تا در تصرف وانديشه نيفتد.

مقام سيم در سماع حركت ورقص وجامه در بدن است: وهر چه در آن مغلوب باشد وبى اختيار بود بدان مأخوذ نبود، وهر چه باختيار كند تا بمردم نمايد كه وى صاحب حالتست - ونباشد -، اين حرام بود، واين عين نفاق بود.

ابو القاسم نصرآبادى گفت: من ميگويم: اين قوم بسماع مشغول باشند بهتر از آنكه بغيبت، ابو عمرو بن نجيد گفت: اگر سى سال غيبت كند، بدان نرسد كه در سماع حالتى نمايد كه بدروغ بود وبدانكه كاملتر آن باشد كه سماع مى شنود وساكن مى باشد، كه بر ظاهر وى پيدا نيايد، وقوت وى چنان باشد كه خويشتن نگاه ميتواند باشت، كه آن حركت وبانك گريستن هم از ضعف بود، ليكن چنين قوت كمتر باشد! وهمانا معنى آنكه ابو بكر گفت: «**كنا كما كنتم ثم قست قلوبنا**» آن بود كه: «**قويت قلوبنا**» يعنى سخت وبقوت شد، كه طاقت آن داريم كه خويشتن را نگاه داريم. وآنكس كه خويشتن نگاه نتواند داشت، بايد كه تا ضرورت نرسد خويشتن نگاه مى دارد. **جوانى در صحبت جنيد** بود، چون سماع شنيد بانك كرد، جنيد گفت: اگر بيش چنين كنى در صحبت من نشايى، پس وى صبر مى كرد بجهدى عظيم تا يك روز چندان خويشتن نگاه داشت كه بآخر يك بانك كرد وشكمش بشكافت وفرمان يافت؛ اما اگر كسى كه از خويشتن حالتى

اظهار نمی کند، رقص کند یا بتکلف خویشتن بگریستن آرد، روا بود، ورقص مباح است، که زنگیان در مسجد رقص می کردند که عائشه بنظاره شد. ورسول گفت - علیه السّلام -: «**يا علي، تو از منی ومن از تو**»، از شادی این رقص کرد: چند بار پای بر زمین زد، چنانکه عادت عرب باشد که در نشاط شادی کنند؛ وبا جعفر گفت: «تو بمن مانی بخلق وخلق»، وی نیز از شادی رقص کرد؛ وزید بن حارثه را گفت: «تو برادر ومولای مایی»، رقص کرد از شادی؛ پس کسی که میگوید که این حرام است خطا می کند، بلکه غایت این آنست که بازی باشد، وبازی نیز حرام نیست؛ وکسی که بدان سبب کند تا آن حالت که در دل وی پیدا می آید قوی تر شود، آن خود محمود بود. اما جامه دریدن باختیار نشاید: که این ضایع کردن مال بود، اما چون مغلوب باشد روا بود. وهر چند که جامه باختیار درد، لیکن باشد که در آن اختیار مضطر باشد: که چنان شود که اگر خواهد که نکند نتواند، که نالهٔ بیمار اگر چه باختیار بود، لیکن اگر خواهد که نکند نتواند، ونه هر چه بارادت وقصد بود آدمی از آن دست تواند داشت بهمه وقتها: چون چنین مغلوب شده باشد مأخوذ نبود.

اما آنکه صوفیان جامه خرقه کنند باختیار، وپارها قسمت کنند گروهی اعتراض کرده اندکه این نشاید، وخطا کرده اند، که کرباس نیز نشاید که پاره کنند تا پیراهن دوزند، ولیکن چون ضایع نکنند وبرای مقصودی پاره کنند روا باشد، همچنین چون بارها چهار سو کنند برای آن غرض تا همه را نصیب بود وبر سجاده ومرقع دوزند، روا باشد، که اگر کسی جامهٔ کرباسی را بصد پاره کند وبصد درویش دمد، مباح بود چون هر پارهٔ چنان باشد که بکار آید.

آداب سماع

بدانکه در سماع سه چیز نگاه باید داشت: زمان ومکان واخوان: که هر وقت دل مشغولی باشد، یا وقت نماز بود، یا وقت طعام خوردن بود، یا وقتی بود

که دلها بیشتر پراکنده بود ومشغول باشد، سماع بی فایده بود. **اما مکان:** چون راهگذری باشد، یا جائی ناخوش وتاریك بود، یا بخانهٔ ظالمی بود همه وقت شوریده بود. اما اخوان آن بود که باید که هر که حاضر بود اهل سماع بود، وچون متکبری از اهل دنیا حاضر بود. یا قرّای منکر باشد، یا متکلفی حاضر بود که وی هر زمان بتکلف حال ورقص کند؛ یا قومی از اهل غفلت حاضر باشند که ایشان سماع بر اندیشهٔ باطل کنند یا بحدیث بیهده مشغول باشند وبهر جانبی می نگرند وبحرمت نباشند، یا قومی از زنان نظارگی باشند، ودر میان قوم جوانان باشند، اگر از اندیشهٔ یکدیگر خالی نباشند، این چنین سماع بکار نیاید معنی این که جنید گفته است که در سماع زمان ومکان واخوان شرطست اینست.

اما نشستن بجایی که زنان جوان بنظاره آیند، ومردان جوان باشند از اهل غفلت که شهوت بریشان غالب بود، حرام بود: که سماع درین وقت آتش شهوت از هردو جانب تیز کند، وهر کسی بشهوت بجانبی نگرد، وباشد نیز که دل آویخته شود، وآن تخم بسیاری فسق وفساد شود، هرگز چنین سماع نباید کرد.

پس چون کسانی که اهل سماع باشند وبسماع نشینند. ادب آنست که همه سر در پیش افکنند، ودر یکدیگر ننگرند، ودست وسر نجنبانند، وبتکلف هیچ حرکت نکنند بلکه چنانکه در تشهد نماز نشینند، وهمه دل با حق تعالی دارند، ومنتظر آن باشند که چه فتوح پدید آید از غیبت بسبب سماع، وخویشتن نگاه دارند تا باختیار بر نخیزند وحرکت نکنند، وچون کسی بسبب غلبات وجد بر خیزد با وی موافقت کنند، اگر دستارش بیفتد دستارها بنهند، واین همه اگر چه بدعت است واز صحابه وتابعین نقل نکرده اند، لیکن نه هر چه بدعت بود نشاید، که بسیار بدعت نیکو باشد، که **شافعی** میگوید – رحمة الله علیه–: جماعت در تراویح وضع عمر است – رضي الله عنه – واین بدعتی نیکوست، پس بدعت مذموم آن بود که بر مخالفت سنتی بود، اما حسن خلق ودل مردمان شاد

کردن در شرع محمود است، وهر قومی را عادتی باشد، وبا ایشان مخالفت کردن در اخلاق ایشان بدخویی باشد، ورسول - علیه السّلام گفته است: «**خالق الناس باخلاقهم** - با هر کسی زندگانی بر وفق عادت وخوی وی کن»، چون این قوم بدین موافقت شاد شوند وازین مخالفت مستوحش شوند، موافقت از سنت بود؛ وصحابه مر رسول را - علیه السّلام - بر پای نخاستندی که وی آنرا کاره بود - ولیکن چون جایی عادت بینند که بر ناخاستن موحش بود، بر خاستن بر پای دلخوشی را اولیتر: که عادت عرب دیگرست وعادت عجم دیگر، والله أعلم.

قال ابن عابدين في باب قبول الشهادة وعدمه أن اسم مغنية ومغنّ إنّما هو في العرف لمن كان الغناء حرفته التي يكتسب بها المال وهو حرام ونصوا على أنه التغني للهو أو لجمع المال حرام بلا خلاف وحينئذ فكأنّه قال لا تقبل شهادة من اتخذ التغني صناعة يأكل بها وتمامه فيه فراجعه (قوله وغيره) كابن كمال (قوله قال) أي العيني (قوله فجائز اتفاقا) اعلم أنّ التغني لاسماع الغير وايناسه حرام عند العامّة ومنهم من جوّزه في العرس والوليمة وقيل إن كان يتغني ليستفيد به نظم القوافي ويصير فصيح اللسان لا بأس أمّا التغني لإسماع نفسه قيل لا يكره وبه أخذ شمس الائمة لما روي ذلك عن أزهد الصحابة البراء بن عازب رضي الله عنه والمكروه على قوله ما يكون على سبيل اللهو ومن المشايخ من قال ذلك يكره وبه أخذ شيخ الإسلام بزازية (قوله ضرب الدف فيه) جواز ضرب الدف فيه خاص بالنساء لما في البحر عن المعراج بعد ذكره أنّه مباح في النكاح وما في معناه من حادث سرور قال وهو مكروه للرجال على كل حال للتشبه بالنساء.

مکتوب دویست وهشتاد وپنجم أز مکتوبات امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ أحمد سرهندی قدّس سرّه

بمیر سیّد محب الله مانکپوری صدور یافته در بیان احکام سماع ووجد ورقص وبعضی از معارف که بروح تعلق دارند بسم الله الرّحمن الرّحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی.

بدان ارشدك الله تعالی طریق السّداد والهمك صراط الرّشاد که سماع ووجد جماعه را نافع است که بتقلّب احوال متّصف اند وبه تبدّل اوقات متّسم وقتی حاضر اند ووقتی غائب گاهی واجد اند وگاهی فاقد ایشانند از باب قلوب که در مقام تجلّیات صفاتیه از صفتی به صفتی واز اسمی باسمی منتقل ومتحوّل اند تلوّن احوال نقدِ وقتِ ایشان است وتشتّت آمال حاصل مقام ایشان دوام حال در حق ایشان محالست واستمرار وقت در شان شان ممتنع زمانی در قبض اند وزمانی در بسط فَهُمْ ابناءُ الوقتِ ومغلوُبوُه فَمَرَّةً یعرُجُونَ واخْرَی یَهْبِطُونَ اربابِ تجلیّاتِ ذاتیه که بتمام از مقام قلب بر آمده بمقلّب قلب پیوسته اند وبکلیّت از رقیّت احوال بمحوّل احوال محرّر گشته اند محتاج بسماع ووجد نیستند چه وقتِ ایشان دائمی است وحال شان سرمدی لا بل لا وقت لهم ولا حال فهم آباء الوقت وارباب التمکین وهم الواصلون الذین لا رجوع لهم اصلا ولا فقد لهم قطعا فمن لا فقد له لا وجد له آری قسمی از منتهیان اند که سماع با وجودِ استمرارِ وقت ایشانرا نیز نافع است بیان آن بتفصیل در آخر این مبحث تحریر خواهد یافت انشا الله تعالی اگر سؤال کنند که حضرت رسالة خاتمیّت علیه وعلی آله الصلاة والتحیة فرموده است (**لي مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرّب ولا نبيّ مرسل**) ازین حدیث مفهوم میشود که وقت دائمی نمیباشد جواب گوئیم که بر تقدیر صحبت این حدیث بعضی از مشایخ ازین وقتْ وقتِ مستمر خواسته اند ای لي مع الله وقت مستمرّ فلا اشکال.

جواب دیگر گوئیم که در وقت مستمر کیفیتِ خاصه احیانا دست میدهد

تواند بود که از وقت وقت نادر مراد دارند واین کیفیت نادره خواهند این زبان نیز اشکال مرفتع میشود. اگر سؤال کنند که سماع نغمه تواند بود که در تحصیل آن کیفیت نادره مدخلی داشته باشد پس منتهی نیز برای تحصیل آن کیفیت محتاج بسماع گشت. **جواب** گوئیم که تحقّق آن کیفیت غالبا در حین اداء نماز است واگر در بیرون نماز احیانا دست دهد نیز از نتائج وثمرات آنست تواند بود که در حدیث **(قرّة عيني في الصّلاة)** اشارة باین کیفیت نادره باشد وایضا در خبر است **(اقرب ما يكون العبد من الرّب في الصلاة)** وقال تبارك وتعالى **(واسجد واقترب)** وشك نیست که در هر وقتیکه قرب الهی جلّ شانه بیشتر است گنجائش غیر دران وقت منتفی تر است پس ازین خیر وازین کریمه نیز مفهوم میشود که آن وقت در نماز است دلیل بر استمرارِ وقت ودوام وصل اتفاق مشایخ است قال ذو النون المصري ما رجع من رجع إلاّ من الطريق ومن وصل لا يرجع وياد داشت که عبارت از دوام حضور است بجناب قدس خداوندی جلّ سلطانه در طریقهٔ حضرات خاجگان قدّس الله تعالى ارواحهم امر مقرّر است بالجمله انکار از دوام وقت علامت نارسائی است وشرذمهٔ قلیله از مشایخ کابن العطاء وامثاله که بجواز رجوع واصل بصفات بشریت قائل گشته اند وازانجا عدم دوام وقت مفهوم میشود وخلاف در جواز رجوع دارند نه در وقوع چه رجوع البته واقع نیست کما لا يخفى على اربابه پس اجماع مشایخ بر عدم رجوع واصل ثابت شد وخلاف بعض راجع بجواز رجوع گشت.

هذا: طائفه از منتهیان اند که بعد از وصول بدرجه از درجات کمال وحصول مشاهدهٔ جمال لا یزال ایشان را برودت قویه دست میدهد وتسلیّهٔ تامّه حاصل میشود که از عروج بمنازل وصول باز میدار وچه منازل وصول هنوز در پیش دارند ومدارج قرب تا غایت منقطع نگشته اند با وجود این برودت میل عروج دارند وآرزوی کمال قرب مطلوب درین صورت سماع ایشان را سودمند

است وحرارت بخش هر زمان بمدد سماع ایشان را عروج بمنازل قرب میسّر می شود وبعد از تسکین ازان منازل فرود می آیند امّا رنگی ازان مقامات عروج همراه می آرند وبآن رنگ منصبغ میگردند این وجد بعد از فقد نیست چه فقد در حق ایشان مفقود است بلکه با وجود دوام وصل از برای ترقی بمنازل وصول است ازین قبیل است سماع ووجد منتهیان وواصلان آری بعد از فنا وبقا ایشان را هر چند جذبه عطا میفرمایند لیکن چون برودت قوّت وار وجذبه تنها در تحصیل ترقّیاتِ منازلِ عروج کفایة نمیکند محتاج بسماع میگردند طائفه دیگر از مشایخ اند قدّس الله تعالی اسرارهم که بعد از وصول بدرجه ولایت نفوس شان در مقام بندگی فرود می آیند وارواح ایشان بی مزاحمت نفوس در مقام اصلی خود متوجّه جناب قدس اند هر زمان از مقام نفس مطمئنّه که در مقام بندگی متمکن وراسخ گشته است مددی بروح میرسد روح را بواسطهٔ آن امداد مناسبتِ خاصه بمطلوب پیدا میگردد آرام این بزرگواران بعبادات است وتسکین در ادای حقوق بندگی وطاعات میل عروج در نهاد ایشان کم است وشوقِ صعود در بواطن شان قلیل هنوز بمتابعت ملّت جبین وقت ایشان لامع است وبکحل اتّباع سنّت دیدهٔ بصیرت شان مکتحل لا جرم حدید البصرند از دور چیزی می بینند که نزدیکان در ابصار آن عاجزند هر چند عروج کمتر دارند اما نورانی اند وبنور اصل منوّر ودر همان مقام شان عظیم دارند وجلیل القدر اند ایشان را احتیاج بسماع ووجد نیست عبادات ایشان را کار سماع میکند ونورانیّت اصل از عروج کفایت می بخشد جماعهٔ مقلّدان از اهل سماع ووجد که بر عظم شان این بزرگواران واقف نیستند خودرا از عشّاق می گیرند وایشان را از زهاد گوئیا عشق ومحبت را منحصر در رقص ووجد میدانند وطائفهٔ دیگر از منتهیان آنانند که بعد از قطع مسالك سیر الی الله وتحقّق به بقاء بالله ایشان را جذب قوی عنایت می فرمایند وبقلاّب انجذاب کشان کشان می برند برودت آنجا از سرایت ممنوع است وتسلیه

ایشان را غیر جائز در عروج محتاج بامور غریبه نیستند سماع ورقص را در تنگنائی خلوت ایشان بار نیست ووجد وتواجد را با ایشان کار نه باین عروج انجذابی بنهایة نهایت مرتبهٔ ممکن الوصول میرسدن وبواسطهٔ متابعت آنسرور علیه وعلی آله الصلوات والتّسلیمات و التّحیّات از مقامیکه مخصوص بآن سرور است علیه الصلاة والتّحیّة نصیبِی میابند این نوع وصول مخصوص طائفهٔ افراد است اقطاب نیز ازانمقام نصیب ندارند اگر بمحض فضل ایزدی جلّ سلطانه این نوع واصل نهایة النهایت را بعالم باز گردانند وتربیت مستعدّان باو حواله نمایند نفس او در مقام بندگی فرود می آید وروح او بمزج نفس متوجّه جناب مقدس است اوست که جامع کمالات فردیّه است وحاوی تکمیلات قطبیه واعني بالقطب ههنا قطب الإرشاد لا قطب الأوتاد علوم مقامات ظلّی ومعارف مدارج اصلی اورا میسّر است بلکه آنجا که اوست نه ظلّ است ونه اصل از ظلّ واصل اورا گذرانیده اند این نوع کامل مکمّل بسیار عزیز الوجود است اگر بعد از قرون متطاوله وازمنهٔ متباعده بظهور آید هم مغتنم است عالمی از وی منوّر گردد نظر او شافی امراض قلبیّه است وتوجّه او واقع اخلاق رویهٔ نا مرضیّه اوست که مدارج عروج را تمام کرده در مقام بندگی فرود آمده است وآرام دانس بعبادات گرفته بمقام عبدیة که فوق آن مقامی نیست در مقامات ولایت ازین طائفهٔ بعضی را انتخاب نموده مشرف میسازند وقابلیّت منصب محبوبیّت نیز ایشان را مسلّم است جامع جمیع کمالات مرتبهٔ ولایت است وحاوی تمام مقامات درجهٔ دعوت از ولایت خاصّه ونبوت بهره مند است بالجمله در شان او این مصراع صادق است **بیت:**

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

هذا: مبتدی را سماع ووجد مضرّ است ونافی عروج هر چند بشرائط واقع شود شمّهٔ از شرائط سماع در آخر این مکتوب تحریر خواهد یافت انشاء الله تعالی وجد او معلول است حال او وبال است حرکتِ او طبعی است تحرّك او مشوب

بهوای نفسانی واعني بالمبتدي من لا يكون من ارباب القلوب وارباب القلوب متوسّطون بين المبتدئين والمنتهين والمنتهي هو الفاني في الله والباقي بالله وهو الواصل الكامل وللإنتهاء درجات بعضها فوق بعض وللوصول مراتب لا يمكن قطعها ابد الآبدين بالجمله سماع متوسّطان را نافع است وقسمی از منتهیان را نیز چنانكه بالا گذشت لیكن باید دانست كه ارباب قلوب را نیز سماع مطلقا محتاج الیه نیست بلكه جماعه راست كه بدولت جذب مشرّف نشده اند وبریاضات ومجاهدات شاقّه میخواهند كه قطع مسافت نمایند سماع ووجد درین صورت این جماعه را ممدّ ومعاون است واگر ارباب قلوب از مجذوبان باشند قطع مسالك سیر ایشانرا بمدد جذبه است محتاج بسماع نیستند ونیز باید دانست كه سماع ارباب قلوب غیر مجذوب را نه مطلقا نافع است بلكه انتفاع ازان مشروط بشرائط است وبدونها خرط القتاد واز جملهٔ آن شرائط عدم اعتقاد است بكمال خویش واگر بتمامئ خود معتقد است محبوس است آری سماع اورا نیز نحوی از عروج می بخشد امّا بعد از تسكین ازان مقام فرود می آید وشرائط دیگر آن است كه در كتب اكابر مستقیم الاحوال كعوارف المعارف ونحوه مبیّن شده اند كه اكثر آنها در ابنای این وقت مفقود است بلكه این قسم سماع ورقص كه درین وقت شائع شده است واین نوع اجتماع كه درین أوان متعارف گشته است شك نیست كه مضرّ محض است ومنافی صِرف عروج درانجا معنی ندارد وصعود در آن صورت متصوّر نیست امداد واعانت از سماع درین محل مفقود است مضرّت ومنافات موجود.
تنبیه: سماع ورقص هر چند نسبت به بعضی منتهیان نیز در كار است لیكن ایشان چون هنوز مراتب عروج در پیش دارند از اوساط اند وتا مراتب عروج ممكن الحصول بتمام طی نكند حقیقتِ انتها ازینها مفقود است نهایت گفتن باختیار نهایت سیر الی الله است ونهایت این سیر تا اسمی است كه سالك مظهر آنست بعد ازان سیر دران اسم وما یتعلّق به است وچون از اسم وجمیع ما یتعلّق به ممّا

ینکشف علی اربابه گذشته بسمای حقیقی برسد ودرانجا فنای وبقائی پیدا کند منتهی حقیقی است وفي الحقیقت نهایت سیر الی الله درین صورت است نهایتِ اوّل را که نهایت تا اسم است نیز نهایت سیر الی الله اعتبار کرده اند وباعتبار فنای وبقائی که در آن مرتبه حاصل میشود اطلاقِ اسم ولایت نموده اند وآنکه گفته اند که سیر في الله را نهایت نیست این سیر در وقت بقا است وبعد از طیّ منازل عروج ومعنی بی نهایتی آن سیر آنست که اگر سیر دران اسم واقع شود وبتفصیل بشیوناتِ مندرجه دران متعلّق گردد هر گز بنهایتِ آن نرسد چه هر اسم مشتمل بر شیونات مندرجه بی نهایت است اما در وقت عروج اگر خواهند که اورا ازان اسم گذرانند تواند بود که بیك قدم آن اسم را طی نماید وبنهایة النهایت برسد واگر همانجا مستهلك گشت زهی شرافت واگر برای تربیت خلق بازش آوردند زهی فضیلت گمان نکنی که وصول بآن اسم امر آسان است جا نی می باید کند تا باین دولت مشرّف سازند وتا کرا ازین میان باین نعمتِ قصوای سرفراز گردانند وآنکه توان را تنزیه وتقدیس میال میکنی بسا است که حین تشبیه وتنقیص است بلکه بسیاری از مراتب که تو آنرا تنزیه خیال میکنی از مقام روح نیز پایان تر است تنزیهی که فوق العرش ترا متحمّل میشود نیز داخل دائرهٔ تشبیه است وآن مکشوفِ منزّه از عالم ارواح است چه عرش ممهّد وجهات ومنتهای ابعاد است عالم ارواح ماورای عالم جهات وابعاد است چه روح لامکانی است در مکان نمیگنجد وروح را در ماوراء عرش اثبات نمودن ترا در وهم نیندازد که روح از تو بعید است ومسافتِ دور ودراز در میان تو وروح است نه چنین است روح را نسبت با جمیع امکنه با وجودِ لامکانیّت برابر است ماورای عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا نرسی نتوانی دریافت طائفه از صوفیه که به تنزیه روحی رسیده اند وفوق العرش آنرا در یافته اند تنزیه الهی جلّ شانه تصوّر نموده اند وعلوم ومعارف آن مقام را از غوامض علوم گفته وسرّ استوارا درین مقام حلّ کرده

وحق آنست که آن نور نورِ روح است این فقیر را نیز در وقتِ حصول آن مقام این نوع اشتباهی پیدا شده بود امّا چون عنایتِ خداوندی جلّ سلطانه ازان ورطه گذرانیده دانست که آن نور نورِ روح بود نه نورِ الهی جلّ سلطانه الحمد لله الّذي هدانا لهذا وما كنّا لنهتدي لولا ان هدانا الله وچون روح لامکانی است وبصورتِ بیچونی وبچگونگی مخلوق است لاجرم محلّ اشتباه می گردد والله يحقّ الحقّ وهو يهدي السّبيل وجماعه از ایشان که آن نورِ روح فوق العرش را گرفته فرود می آیند وبآن بقاء پیدا میکنند خودرا جامع بين التشبيه والتنزيه میدانند واگر آن نور را از خود جدا می یابند مقام فرق بعد الجمع تصوّر میکنند امثال این مغالطات صوفیه را بسیار است وهو سبحانه العاصم عن مظانّ الاغلاط ومحالّ الاختباط باید دانست که روح هر چند نسبت بعالم بیچون است امّا نظر به بیچون حقیقی داخل دائرۂ چونست گوئیا برزخ است در میان عالم چون ودر میان جناب قدسِ بی چونِ حقیقی پس رنگ هردو طرف دارد وهردو اعتبار در وی صحیح است بخلاف بیچونِ حقیقی چون را بَوَی اصلا راه نیست پس تا از جمیع مقاماتِ روح عروج ننماید بآن اسم نرسد پس اوّل از جمیع طبقات سموات حتی العرش می باید گذشت وتمام از لوازم مکان می باید بر آمد بعد ازان مراتب لامکانیّت عالم ارواح را نیز طی باید نمود آن زمان تا بآن اسم رسد **بیت**:

خواجه پندارد که مردِ واصل است * حاصل خواجه بجز پندار نیست

فهو سبحانه وراء الوراء وراءِ این عالم خلق عالم امر است ووراء عالم امر مراتب اسما وشیونات است ظلاّ واصالة اجمالا وتفصیلا ووراء وراء این مراتب ظلّی واصلی وکونی والهی واجمالی وتفصیلی مطلوب حقیقی را می باید جست تا کرا باین جستُ جو بنور اند وکدام صاحب دولت را باین سعادت مشرّف سازند ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم همّت بلند باید داشت وبهر چه در راه بدست افتد قناعت نباید کرد ودر ما وراءِ وراء می باید جست **بیت**:

كيف الوصول الى سعاد ودونها * قلل الجبال ودونهنّ خيوف

تنبيه آخر: دوام وصل واستمرار وقت کسی را مسلّم است که بعد از تحقّق فناء مطلق ببقاء بالله مشرّف شده باشد وعلم حصولئ او بعلم حضوری تبدیل یافته است این مبحث را به بیان واضح ولائح گردانیم بدانکه هر علمیکه عالم را از ماوراء ذات خود حاصل میگردد طریق حصول آن حصول صورت معلوم است در ذهنِ عالم علم حصولی است وهر عملیکه محتاج بحصول صورت نباشد وآن علم ذات خود است علم حضوریست چه ذات بنفسه حاضر عالم است ودر علم حصولی تا صورت معلوم حاصل است در ذهن متوجّه معلوم است وچون آن صورت از ذهن زائل گشت آن توجّه ذهن نیز زائل گشت پس دوام توجّه در علم حصولی محال عادی است بخلاف در علم حضوری که غفلت از معلوم درانجا غیر متصوّر است چه منشإ تحقّق آن علم حضور ذات عالم است وچون این حضور دائمی است علم نیز بذات دائمی باشد پس زوالِ توجّه از ذات خود ممکن نباشد ودر بقاء بالله علمی است حضوری که زوالِ آن متصور نیست گمان نکنی که بقاء بالله عبارتست ازانکه خودرا عین حق یابی چنانکه بعضی ازین طائفه حق الیقین را باین عبارت تعبیر نموده اند نه چنین است بقاء بالله که بعد از فناء مطلق میسّر شود باین قسم علوم مناسبت ندارد این حق الیقین که بعضی گفته اند مناسب بقاء است که در جذبه دست میدهد بقای که مقصودِ ما است دیگر است ع:

ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی

پس استمرار توجّه ودوام حضور در صورت بقاء بالله ثابت شد پیش از تحقّق ببقاء بالله دوام ممکن نیست اگر چه بسیاری را پیش از رسیدن باینمقام این معنی متوهّم میشود علی الخصوص در طریقهٔ علیّهٔ نقشبندیّه قدّس الله تعالی اسرارهم والحقّ ما حقّقت والصّواب ما الهمت والله تعالی اعلم بالصّواب والیه تعالی المرجع والمآب الحمد لله ربّ العالمین اوّلا وآخرا والصّلاة والسّلام علی رسوله دائما وسرمدا.

وما امروا الاّ ليعبدوا الله مخلصين له الدين
الحمد لله الّذي وفّقنا لطبع الرّسالة النّافعة في عقائد
اهل السّنّة والجماعة على طريقة السّادات
الحنفيّة رضي الله عنهم المسمّاة

عَقِيدَةُ اَهْلِ الْمَعَالِي

من إفادات ماهر العلوم العقليّة والنقليّة كاشف
الأسرار الخفيّة والجليّة مولانا واولانا أبي محمّد
أحمد الچكوالي ثم اللاّهوري

فِي شَرْحِ
قَصِيدَةِ بَدْءِ الْأَمَالِي

من تآليف شيخ الإسلام والمسلمين سراج الملّة والدّين
ابي الحسن عليّ بن عثمان محمّد الدوسي كساه الله
جلابيب غفرانه واسكنه اعلى غرف جنانه

عقيدة أهل المعالي في شرح قصيدة بدء الأمالي

بسم الله الرّحمن الرّحيم

شروع اللہ تعالی کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ھے

١ يَقُولُ الْعَبْدُ فِي بَدْءِ الْأَمَالِي * لِتَوْحِيدٍ بِنَظْمٍ كَالَّلآلِي

بندہ[١] (مؤلف قصیدہ) امالی کے شروع میں * توحید (باری) کے (بیان کے) لیے موتیوں (کی لڑی) جیسی نظم پیش کرتا ہے

٢ اِلَهُ الْخَلْقِ مَوْلاَنَا قَدِيمٌ * وَمَوْصُوفٌ بِاَوْصَافِ الْكَمَالِ

(کہ تمام) خلقت[٢] کا معبود (برحق) ہمارا مولی قدیم ہے * اور (تمام) صفات کمال سے موصوف ہے

٣ هُوَ الْحَيُّ الْمُدَبِّرُ كُلَّ اَمْرٍ * هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُو الْجَلاَلِ

وہ زندہ[٣] ہے ہر امر کی تدبیر کرنے والا * وہ حق ہے صاحب بزرگی کا (تمام امور کی) تقدیر کرنے والا

٤ مُرِيدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيحِ * وَلَكِنْ لَيْسَ يَرْضَى بِالْمُحَالِ

بھلائی[٤] اور برائی (یعنی) قبیح (چیز) کا ارادہ کرنے والا ہے * ولیکن محال (ناجائز کام) سے خوش نہیں ہوتا

---

(١) عبد سے مراد مصنف رحمہ اللہ کی اپنی ذات ہے یعنے اللہ کا بندہ. اور اسمیں کا اشرف القاب ہی. اور اَمالی املاء کی جمع ہ. اور املاء اُسی کہتے ہیں جو آدمی زبان سے بتلا کر دوسرے سے لکھوادے. اور لآلی بفتح لام لؤلؤ کی جمع ہے. لؤلؤ کہتے میں موتی کو نظم کے لغوی معنے ہیں موتیوں کا تاگی میں پرونا

(٢) آلہ کے معنے ہیں جس کی عبادت وپرستش کیجاوے.یہاں عبادت جس کی پرستش مناسب ومعقول ہے. اور خلق سے مراد ہے مخلوق اور تمام ماسوی اللہ تعالی کے اس میں داخل ہے. اور مولی کی معنے میں مربّی اور کارساز. قدیم سے کہتے ہیں جو معدوم سے موجود نہ ہوا ہو بلکہ ہمیشہ سے موجود ہو. اور صفات کمال سے موصوف ہونے کو لازم ہی کہ صفات نقص سے منزّہ ہو

(٣) حیّ حیات سے مأخوذ ہے اور حیات اہل سنت کے نزدیک صفات ذات سے ہی اور حیات ایسی صفت ہی جسکے ہونے سے علم وغیرہ صفات کا وجود صحیح ہوتا ہے. مدبّر ہے جو کاہو نکے انجام کو بخوبی جاہل ہے اور کلّ امر مدبّر کا مفعول ہے. اور حق کے معنے ہیں ثابت اور یہہ اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سی ہے. اور مقدر وہ ہے جو اشیاء کو مخصوص اندازے پرپیدا کرتا ہے اوریہاں بہی کل شيء مقدر ہے مطلب یہ ہے کہ تمام نیک وبد اللہ تعالی کی تقدیر سے ہے. اور ذوالجلال بہی اَسماء حسنے سے ہے

(٤) مرید ارادہ سے مشتق ہی اور یہ بہی صفات ذات سے ہی اور یہ ایسی صفت ہی جو دو جائز اور ممکن چیزونمیں سی ایک کو ترجیح دیتی ہے یعنے ایک چیز کا ایک وقت میں کرتا اور نہ کرتا دونوں ممکن ہیں پس ارادہ سی ایک جان کو ترجیح دیدی مطلب یہ ہی کہ خیر اور

٥ صِفَاتُ اللهِ لَيسَتْ عَيْنَ ذَاتٍ * وَلاَ غَيْرًا سِوَاهُ ذَا انْفِصَالِ

اللہ[۱] کی صفات نہ (تو) ذات (باری) کی عین ہیں * اور نہ اسکے مغایر (و) ماسوا (یعنی) قابل انفصال ہیں

٦ صَفَاتُ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طُرًّا * قَدِيمَاتٌ مَصُونَاتُ الزَّوَالِ

صفات[۲] (باری خواہ صفات) ذاتیہ (ہوں) اور (خواہ صفات) فعلیہ * قدیم ہیں جو زوال (وفنا) سے محفوظ ہیں

٧ نُسَمِّي اللهَ شَيْئًا لاَ كَالْاَشْيَا * وَذَاتًا عَنْ جِهَاتِ السِّتِّ خَالِي

ہم[۳] (اہل سنت) اللہ کو شئ تو کہتے ہیں (لیکن) نہ مانند اور چیزوں کے * اور ذات (بھی کہہ دیتے ہیں لیکن) وہ جہات ستہ سے خالی ہے

شر دونوں اللہ تعالی کے ارادہ سے موجود ہوتے میں اور شر چونکہ ہماری طرف نسبت کہ نے سے قبیح ہی اسیلئے اُس کی صفت کاشفہ قبیح ذکر کی اور دوسرے مصرعہ میں محال سی شر اور قبیح اور ناجائز کام مراد ہیں اس کو محال سی اسواسفر تعبیر کیاہی کہ بعض معتزلہ نے کہاہے کہ قبیح اور شر اللہ تعالی کی قدرت میں داخل نہیں او. محال ہیں اسکے ردنے لئے مصنف نے کہا کہ جسکو تم محال کہتے .... اللہ کے ارادہ سے ہوتاہے ہان اللہ تعالی اس سے رضای اور خوشنود نہیں

(۱) معتزلہ اور فلاسفہ صفات باری کی منکر ہیں یعنی دو کہتے ہیں صفات کوئ دوسری چیز نہیں دہی ذات باعتبار تعلق معلومات کے علم کہلاتی ہی اور مقدورات کی تعلق کے لحاظ سے قدرت کہلاتی ہی علی ہذاالقیاس انکو یہ استی لہ پیش آیا کہ اگر صفات کوئ چیز علاوہ ذات کے مناجاوے توضرور ہے کہ ودوتریم ہوں. اور قدیم دہی چیز ہوتی ہے جو واجب بذات خود ہو. تو اس سے لازم آتاہی کہ واجب الوجود مستحق عبادت بہت مہں اور یہہ باطل ہی اور کرامیہ وغیرہ نے صفات کو غیر ذات ماناہی اسوسطی انکو حادث بھی ماننا پڑا. اور یہ مذہب بہی باطل ہے اسیلئے کہ اگر صفات حادث ہوں تو کسی وقت ذات الہی کا صفات کمال سے معرے ہوتالازم آتاہی. اور پہلی مذہب کا باطل ہوتاہی قرآن مجید اور حدیث شریف سی ظاہر ہے اسیلئے کہ ذات باری کی لئے صفات کا اثبات قرآن وحدیث میں صاف صاف کیاگیاہی اسیلئ اہل سنت وجماعت نے یہ اختیار کیاہے کہ صفات باری عین ذات ہی نہیں ورنہ نفی صفات لازم آتی ہی اور نہ غیر ذات ہیں ورنہ دوسرا استحالہ لازم آتاہی بلکہ لاعین ولاغیر ذات ہے یعنی جسکا انفصال ذات سے ممکن ہو اسواسطی صفت ذکر کر کی مصنف رحمہ اللہ نے ایکی توضیح کردی

(۲) صفات باری دو قسم ہیں صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ صفات ذاتیہ وہ ہیں جنکی نہ ہونے سے انکی نقیض لازم آوے. اور فعلیہ وہ ہیں جنکی نفی سے نقیض لازم آوے اور صفات ذاتیہ سات ہیں ١-حیوۃ ٢- علم ٣- قدرت ٤- ارادہ ٥- کلام ٦- سمع ٧- بصر. یہ ساتوں باجماع اہل سنت وجماعت قدیم ہیں. اور صفات فعلیہ جو تکوین مین داخل ہیں مثلاکسی کاپیداکرنارزق دیناوغیرہ ہورے ائمہ حنفیہ کے نزدیک قدیم ہیں اسی لئے مصنف رحمہ اللہ نے تعمیم کے طور پر کہا کہ سب صفات ذاتیہ وفعلیہ قدیم ہیں. اور اشاعرہ صفات فعلیہ کو حادث کہتی ہیں. بعض نے کہایہ نزاع لفظی ہ

(۳) یعنے اہل سنت وجماعت کے نزدیک اللہ تعالی پر لفظ شئ کا اطلاق جائز ہے کیونکہ شئ کے معنے موجود کے ہیں. اور سب موجودات سے اللہ تعالی کاوجود قوی ہے. اسیلئے اسپر شئ کا اطلاق بطریق اولی جائز ہے. اور اسی طرح ذات کا اطلاق بہی اللہ تعالی پر جائز ہے. لیکن ان دونوں اور انکے مثل کے اطلاق میں نفی مماثلت کی لازم ہے اسیلئے مصنف رحمہ اللہ نے کہالاکالاشیاء اور عن جہات الست خالی

۸ وَلَيْسَ اْلاِسْمُ غَيْرًا لِلْمُسَمَّى * لَدَى اَهْلِ الْبَصِيرَةِ خَيْرِ آلِ

(اور اہل سنت[۱] کے نزدیک) جو اہل بصیرت اور بہترین اتباع (انبیاء) ہیں * اسم مسمے کا غیر نہیں (بلکہ عین مسمی ہے)

۹ وَمَا اِنْ جَوْهَرٌ رَبِّي وَجِسْمٌ * وَلاَ كُلٌّ وَبَعْضٌ ذُو اشْتِمَالِ

اور[۲] میرا رب نہ جوہر ہے اور (نہ) جسم * اور نہ کل ہے اور (نہ) بعض جو کسی چیز کے اندر شامل ہو

۱۰ وَفِي اْلأَذْهَانِ حَقٌّ كَوْنُ جُزْءٍ * بِلاَ وَصْفِ التَّجَزِّي يَا ابْنَ خَالِ

اور[۳] اے ماموں زاد (بھائی متکلمین کے) خیالات میں ایسی جزو کا وجود * جس میں تجزی (اور انقسام) کی وصف نہ پائی جاوے حق ہے

۱۱ وَمَا اْلقُرْآنُ مَخْلوُقًا تَعَالَىٰ * كَلاَمُ الرَّبِّ عَنْ جِنْسِ الْمَقَالِ

اور[۴] قرآن (کلام اللہ) مخلوق نہیں * ربّ (تعالی شانہ) کا کلام جنس مقال سے برتر ہے

۱۲ وَرَبُّ الْعَرْشِ فَوْقَ الْعَرْشِ لَكِنْ * بِلاَ وَصْفِ التَّمَكُّنِ وَاتِّصَالِ

اور[۵] عرش کا ربّ عرش کے اوپر ہے لیکن * بدون وصف استقرار اور اتصال کے

---

(۱) اس مسئلہ میں متکلمین کے چار مذہب ہیں لیکن چونکہ اس مسئلہ میں نزاع کسی فائدہ پر مشتمل نہین اسلیئے ہم ان مذاہب کا نقل کرنا فضول سمجھ کر ترک کرتے ہیں

(۲) اس شعر میں مصنف رحمہ اللہ نے بعض صفات سلبیہ کی طرف اشارہ کیا. یعنے جن صفات سے اللہ تعالی کی تنزیہ واجب ہی اور جوہر متکلمین کے نزدیک جزو لا یتجزّی کو کہتے ہیں جس سے جسم نبتا ہے. اور جسم وہ ہی جو دو یا زیادہ جزوں سے مرکب ہو. مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی جوہر اور جسم اور کل اور جزو ہونے سے منزہ ہے کہ یہ حادث ہونے کی دلیل ہیں

(۳) مصنف رحمہ اللہ نے قافیہ کی رعایت سے مخاطب کو ابن خال سے تعبیر کیا. اور اس شعر میں جزو لا یتجزی کا اثبات کیا ہے یعنے اکثر متکلمین کے نزدیک جزو لا یتجزی حق اور ثابت ہے فلاسفہ اور بعض متکلمین جزو لا یتجزی کا وجود محال اور غیر ممکن مانتے ہیں اور اجسام کی ترکیب ہیولی اور صورت سے کہتے ہیں. اور چونکہ ہیولی کے ماتنے کو قدم عالم کا ماننا ضرور لازم آتا ہے اسلیئے اکثر متکلمین بجائے ہیولی کے جزو لا یتجزی سے اجسام کی ترکیب مانتے ہیں. ورنہ حقیقت ہیں یہ ضروریات عقائد سے نہیں. خالق اجسام تعالی شانہ خوب جانتا ہی کہ اجسام کی ترکیب اسنے کس چیزے کی ہ اور کیونکر کی ہي کما قال سبحانہ (ما اشهد تهم خلق السموات والارض ولا خلق انفسهم وما كنت متخذ المضلين عضدا *)

(۴) کلام الہی کے باری میں اہل حق کا مذہب یہ ہی کہ مخلوق نہیں یا سہ سبحانہ وتعالی کی صفت ہی اور تمام صفات الہی مخلوق نہیں. اور معتزلہ وغیرہ مبتدعین نے خلاف اہل حق غلو کیا ہے اور کلام الہی کو کلام الناس پر قیاس کر کے حروف اصوات سے مرکب نے کی دلیل سی کلام الہی کو بہی مخلوق کہہ دیا اسیلئے مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ کلام ربّ تعالی مخلوق کے کلام کی جنس سے برتر ہے

(۵) اس مسئلہ میں بہی اہل حق کا مذہب یہ ہی کہ رب سبحانہ وتعالی شانہ کا فوق العرش ہونا قرآن واحادیث صحیحہ سی ثابت ہی. لیکن بلا کیف ایسا نہیں کہ رب تعالی کا عرش پر استقرار اور تمکن ہو کیونکہ وہ سبحانہ وتعالی اپنی سب مخلوق سے مستغنی ہی

١٣ وَمَا التَّشْبِيهُ لِلرَّحْمَنِ وَجْهًا * فَصُنْ عَنْ ذَاكَ اَصْنَافَ الْاَهَالِي

اور[١] (خدائے) مہربان کی (کسی چیز سے) تشبیہ دینا (باب عقائد میں) کچھ وجہ نہیں رکھتا* سو ان (عقائد) سے (علماء) اہل سنت کے گروہوں کو نگاہ رکھ

١٤ وَلاَ يَمْضِي عَلَى الدَّيَّانِ وَقْتٌ * وَاَحْوَالٌ وَاَزْمَانٌ بِحَالِ

اور[٢] (ربّ) مالک جزاء پر کسی حال میں وقت* اور زمان اور احوال کی گردش نہیں آتی

١٥ وَمُسْتَغْنٍ اِلَهِي عَنْ نِسَاءٍ * وَاَوْلاَدٍ اِنَاثٍ اَوْ رِجَالِ

اور[٣] میرا معبود (خداوند تعالی) عورتوں* اور نرمادّہ اولاد (بچوں) سے مستغنی ہے

١٦ كَذَا عَنْ كُلِّ ذِي عَوْنٍ وَنَصْرٍ * تَفَرَّدَ ذُو الْجَلاَلِ وَذُو الْمَعَالِ

اسی[٤] طرح ہر (طرح کے) یار و مددگار سے* (میرا ربّ) بزرگی اور بلند شان والا یگانہ (و بے نیاز) ہے

١٧ يُمِيتُ الْخَلْقَ قَهْرًا ثُمَّ يُحْيِي * فَيَجْزِيهِمْ عَلَى وَفْقِ الْخِصَالِ

(صفت جلال اور) قہر سے (تمام) خلق کو مار کر پھر[٥] زندہ کرکے* (ہر ایک کے افعال و) خصال کے مطابق ان کو جزا (و سزا) دے گا

---

(١) یعنی خدا تعالی کو کسی امر میں مخلوق و مشابہت نہیں چونکہ اثبات صفات سے شائبۂ تشبیہ کا وہم ہوتا ہے اسلیئے مصنف رحمہ اللہ نے تصریح کردی کہ اہل سنت کہ نزدیک صفات ثابت ہیں مگر رب سبحانہ مشابہت خلق سے مبرا ہے. اللّٰھمّ اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیہم اجمعین آمین ثمّ آمین

(٢) وقت اور زمانہ کی عروش سے اشیا ہیں تغیر آنا مخلوق و حوادث کی شان ہے رب تعالی تغیر و تحول سے بری اور منزہ ہی یہی اہل حق کا عقیدہ ہے

(٣) اس بیت میں یہود و نصاری وغیرہ مشرکین پر رد ہی جو اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف بیٹے وغیرہ کی نسبت کرتے ہیں مطلب یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو بی بی بچوں کی کچہہ ضرورت نہیں. وہ مستغنی ہے. اولاد وغیرہ کی توسکو ضرورت ہوتی ہے جو بذات خود باقی نہ رہ سکے وہ بقاء بالواسطہ کے لئے اولاد کا طلبگار ہوتاہی. اور چونکہ اولاد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بی بی ہے اس لئی اسکو بی بی کی بہی حاجت ہوتی ہی. اور فنا کا خوف اسی کو ہوتا ہے جو وجود وغیرہ میں مستغنی نہیں ہوتا اور جب حق سبحانہ وتعالی کا وجود اسکی صفت ذاتی ہے اور وہ سب سی مستغنی ہی تو اسکا اولاد وغیرہ سے مستغنی ہونا ثابت ہوگیا

(٤) اس بیت سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو کسی مددگار کی ضرورت نہین زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے میں سب سی مستغنی ہی یگانہ و متفرد دہی ہوتاہی جس کو دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی ورنہ جو خود کس کام کے سرانجام دینے میں مستقل نہ ہو اسکو دوسرے سے استعانت کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ متفرد نہیں رہتا. تو متفرد کہنے سے مستغنی ہوتا ثابت ہوگیا

(٥) مارنا اور زندہ کرنا دو فعلی صفتیں ہیں. یعنی نفخۂ اولے سی تمام خلقت کو مار کر نفخۂ ثانیہ کے وقت سب حیوانات کے اجزاء اصلیہ جمع کر کے انمیں جان ڈالگا پہر ہر ایک کے جیسے اعمال ہونگے انکے موافق سب کو بدلہ دیگا. اصل میں جزاء مطلق بدلہ کو کہتے ہیں خواہ عذاب ہو خواہ ثواب اور یہاں یہی معنی مراد ہے. پہر عرف میں جزاء صرف ثواب کو کہنے لئے

١٨ لاَهْلِ الْخَيْرِ جَنَّاتٌ وَنُعْمَى * وَلِلْكُفَّارِ اِدْرَاكُ النَّكَالِ

(تو) اہل خیر کے[١] لئے باغ (بہشت) اور نعمتیں ہیں * اور کُفّار (نابکار) کے لیے عذاب (ونکال) کی دوزخیں (تیار) ہیں

١٩ وَلاَ يَفْنَى الْجَحِيمُ وَلاَ الْجِنَانُ * وَلاَ اَهْلوُهُمَا اَهْلُ انْتِقَالِ

اور[٢] دوزخ اور بہشت فنا نہیں ہوں گے * اور نہ اہل بہشت و دوزخ (اپنے محال سے) انتقال کرنے والے ہیں

٢٠ يَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ كَيْفٍ * وَاِدْرَاكٍ وَضَرْبٍ مِنْ مِثَالِ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ[٣] کو (قیامت میں) اہل ایمان بغیر کیف * اور (بغیر احاطہ) ادراک اور (بغیر) گونہ مثال کے دیکھیں گے

٢١ فَيَنْسَوْنَ النَّعِيمَ اِذَا رَأَوْهُ * فَيَا خُسْرَانَ اَهْلِ الاِعْتِزَالِ[٤]

توجب اس کا دیدار کریں گے (سب) نعمتوں کو بھول جائیں گے * ہائے (افسوس) معتزلی لوگوں کے ٹوٹا پانے پر

٢٢ وَمَا اِنْ فِعْلٌ اَصْلَحُ[٥] ذوُافْتِرَاضٍ * عَلَى الْهَادِي الْمُقَدَّسِ ذِي التَّعَالِي

اور[٦] امر اصلح کا کرنا * (خداوند) ہادی پاک ذات بلند شان پر فرض نہیں

---

(١) اس بیت کا مطلب ظاہر ہے. یعنی نیک اعمال والونکے وساطی اللہ تعالی نے اپنی فضل ورحمت سے بہشت ونعمتیں تیار کرر کہی ہیں اور کفار واشرار کے واسطے درکات نار تیار کرر کہی ہیں

(٢) یہ شعر بعض نسخون میں ہے بعض میں نہیں. مطلب یہ ہی کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک جنت اور اہل جنت کہتی فنانہ ہونگے اور ایسے ہی دوزخ واہل دوزخ. اور نہ رہنے والوں کو دہانے انتقال ہوگا جنت سے تو ظاہر ہے کہ جنتیوں کہ نہیں نکالا جادیگا. اور دوزخ سے جو گنہگار مسلمان اپنے گناہونکی بدسزا بہگتنے کے لئے داخل ہوں گے وہ حب سزار اعمال بہگت چکیں گے وہ نکال کر جنت میں داخل کئے جاویں گے تو وہ حقیقت میں اہل دوزخ نہیں اہل دوزخ تو کفار ہی ہیں. گنہگار مسلمانونکے دوزخ میں داخل ہونے کی ایسی مثال ہی جیسے سنار سونا صاف کرنے کے لئ آگ میں والتا ہے نہ جلانے کے لئے

(٣) ان دو شعر ونمیں اس عقیدہ کا بیان ہے کہ قیامت میں مؤمنین کو دیدار خداوند سبحانہ وتعالی کا نصیب ہوگا. مگر بغیر کیف وبدون مثال اور بدون احاطہ ادراک کے. پس یہ دیدار خداوندی ایسی جلیل القدر نعم ہوگی کہ اسکے حاصل ہونے سے بہشتی لوگ سب نعمتین بہول جاویں گے. پہر آخر میں اس امر کا اشارہ کیا کہ معتزلی لوگ جو دیدار خداوندی کے منکر ہیں وہ اگرچہ جنت میں داخل بہی ہوں تب بہی اس نعمت دیدار سے محروم رہیں گے توانکے اس خسران وزیان سے اہل ایمان کو درنا چاہیئے

(٤) ہمزہ وصلی ضرورت کے واسطے قطعی کی طرح ثابت رکہا گیا گویہ فصیح لغت کے خلاف ہی. یہ سین ضرورت شعر کے واسطے ساکن ہو گیا اصل میں مضموم ہے

(٥) یہاں حکم قاعدہ دراصلحکے ہمزہ کی حرکت نقل ہوکر ماقبل پر جونون ساکن تنوین کا تہا آگئی

(٦) اس شعر میں اس عقیدہ کا بیان ہی کہ خداوند جلّ جلالہ کے ذمے کوئی فرض نہین کہ کوئی اس سے مطالبہ کرسکے. اور اس میں معتزلہ پر رد ہی وہ کہتے ہیں امر اصلح کی رعایت خداوند سبحانہ وتعالی پر واجب ہے یعنے خداوند سبحانہ وتعالی کو اس سے چارہ نہیں کہ جو امر اصلح ہو اسکی رعایت کرے اور امکا قول مردود ہی. اگر یہہ امر خدا تعالی پر واجب ہوتا تو دنیا میں کوئی کافر وگمراہ نہ ہوتا

٢٣ وَفَرْضٌ لاَزِمٌ تَصْدِيقُ رُسْلٍ * وَاَمْلاَكٍ كِرَامٍ بِالنَّوَالِ

اور[١]پیغمبروں کی تصدیق (یعنی صدق دل سے ماننا) فرض لازم ہے * اور (اسی طرح) ملائکہ (کاماننا) جو (انواع) عطا کے ساتھ بزرگی دیئے گئے ہیں

٢٤ وَخَتْمُ الرُّسْلِ[٢] بِالصَّدْرِ الْمُعَلَّى * نَبِيٌّ هَاشِمِيٌّ ذِي جَمَالِ

اور[٣] (اسی طرح) جناب صدر معلی نبی ہاشمی * صاحب (حسن و) جمال کے ساتھ پیغمبروں کے ختم ہونے کی (تصدیق فرض ہے)

٢٥ اِمَامُ الْاَنْبِيَاءِ بِلاَ اخْتِلاَفٍ * وَتَاجُ الْاَصْفِيَاءِ بِلاَ اخْتِلاَلِ

آنحضرت[٤]صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے پیشوا ہیں اس میں کسی کا خلاف نہیں * اور بلاشبہ تمام برگزیدگان جناب الٰہی کے سر تاج ہیں

٢٦ وَبَاقٍ شَرْعُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ * اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَارْتِحَالِ

اور[٥]آپ کی شریعت (مطہرہ) روز قیامت * اور (میدان حشر میں لوگوں کے) کوچ کر جانے (کے وقت) تک باقی ہے

٢٧ وَحَقٌّ اَمْرُ مِعْرَاجٍ وَصِدْقٍ * فَفِيهِ نَصٌّ اَخْبَارٍ عَوَالِ

اور[٦]امر معراج (نبوی) حق اور سچ ہے * اس بارے میں احادیث عالیہ السند کی نص موجود ہے

---

(١) اس شعر میں اس عقیدہ کا بیان ہی کہ تمام انبیاء اور ملائکہ پر ایمان لانا فرض ہی اور یہ واضح ہی

(٢) یہ سین ضرورت شعر کے واسطے ساکن ہو کیا اصل میں مضموم ہے

(٣) یعنے یہہ اعتقاد کرنا بھی فرض ہی کہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئ پیغمبر نہیں آویگا آپ پر پیغمبری ختم ہو گئی آپ گے بعد جو نبوت کا دعوی کری وہ جھوٹا اور مردود ہے

(٤) حدیث شریف میں ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیاء کو امام بن کر نماز پڑہائی. اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے. اور تاج چونکہ سب قسم کے زیوروں سے اعلی اور اشرف ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء اور صلحا سے افضل واشرف ہیں اس واسطے کہا کہ آپ تاج ہیں اصفیاء کے

(٥) اس بیت میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کی شریعت سب شریعتوں کی ناسخ ہے اور قیامت تک کبھی منسوخ نہیں ہو گی. کیونکہ آپ خاتم النبیین تک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا تا کہ آپ کی شریعت منسوخ ہو

(٦) اس بیت میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کو معراج جسم وروح کے ساتھ بیداری کے عالم میں ہوئ یعنی معراج کی جو آپ نے خبر وی ہے وہ حق اور سچ ہے. اور معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قرآن مجید سے ثابت ہی اس کا منکر کافر ہے اور اس کے آگے اسمان تک اور آگے بہشت دوزخ تک صحیح المسند اسناد والی حدیثوں سے ثابت ہی. اسکا منکر مبتدع گمراہ ہے

۲۸ وَمَرْجُوٌّ[۱] شَفَاعَةُ اَهْلِ خَيْرٍ * لِاَصْحَابِ الْكَبَائِرِ كَالْجِبَالِ

اور[۲] پہاڑوں جیسے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے * اہل خیر کی شفاعت کی امید کی گئی ہے

۲۹ وَاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَفِي اَمَانٍ * عَنِ الْعِصْيَانِ عَمْدًا وَانْعِزَالِ

اور[۳] بیشک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام دیدہ دانستہ گناہ کرنے * اور منصب نبوت سے معزول ہونے سے امن میں ہیں

۳۰ وَمَا كَانَتْ نَبِيًّا قَطُّ اُنْثٰى * وَلَا عَبْدٌ وَشَخْصٌ ذُو افْتِعَالِ

اور[۴] کبھی کوئی عورت اور غلام * اور جھوٹا (یا جادوگر) شخص نبی نہیں ہوا

۳۱ وَذُو الْقَرْنَيْنِ لَمْ يُعْرَفْ نَبِيًّا * كَذَا لُقْمَانُ فَاحْذَرْ عَنْ جِدَالِ

اور[۵] معلوم نہیں کہ ذوالقرنین نبی ہوا ہے (یا نہیں) * ایسے ہی لقمان (حکیم) سو اس معاملہ میں بحث وجدال سے پرہیز کر

---

(۱) شعر بعض نسخوں کی تبعیت سے پہلے معراج کے ساتھ گذر چکا اکثر نسخوں میں نہیں ہی

(۲) یعنے انبیاء اور علماء صلحاء کی شفاعت قیامت کی دن ہوگی جو مؤمن لوگ کبیرے گناہ کرکے بغیر توبہ کے مرگئے ہیں وہ شفاعت سے بخشی جاویں گے مگر کبائر سے مراد ماسوائے شرک کی ہیں شرک بغیر توبہ کے نہیں بخشا جاتا. پس مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہوگی. مرجوّ سے یہ مراد نہیں کہ شفاعت کا یقین نہیں ظن سے نہیں بلکہ شفاعت تو یقینا واقع ہوگی ہاں یہ ضرور نہیں سر ہر عاصی کے حق میں شفاعت ہو جسکے حق میں اللہ تعالی کی رضا شفاعت کے واسطے ہوگی اسکے حق میں شفاعت کریں گئے اسلئے ہر ایک کو امید ہے کہ میرے بارے میں شفاعت ہو یقین نہیں اور اس میں بہی معتزلہ کا خلاف ہی اور حق اہل سنت کی طرف ہے

(۳) یعنے یہ اعتقاد کرنا بہی لازم ہی کہ انبیاء منصب نبوت سے معزول نہیں ہوتے یہہ مرتبہ سلب ہو جانا ممکن ہے اور اسی طرح انبیاء دیدہ دانستہ کبیرہ گناہ کرنے سے مامون ہیں. اور سہوا کبیرہ گناہ انبیاء سے سرزد ہونے کو اکثر ممکن اور جائز کہتے ہیں. اور صغیرے گناہ جو خست اور کمینہ پن پر دال ہوں انسے یقینا معصوم ہیں اور جو ایسا نہ ہو انکا صادر ہونا ممکن ہی بعض نے کہا کوئی گناہ انسے صادر نہیں ہوتا صغیرہ ہو یا کبیرہ دیدہ دانستہ ہو یا نادانستہ

(۴) چونکہ نبوت کے مرتبہ کے ساتھ لازم ہے احکام الہی کا پہونچانا اور خلق اللہ کو راہ راست کی طرف ہدایت کرنا اور اس کام کے لئے کمال عقل اور قوت رائ کی ضرورت ہی اور عورتیں ناقص العقل اور خلقۃً کمزور ہوئی ہیں. اور غلام چونکہ بیگانہ مملوک ہوتا ہی اور دوسرے لوگ اسکو حقیر سمجھتے ہیں اسلیئے وہ منصب نبوت کے لائق نہیں ہوتا. اور ایسا ہے جھوٹا شخص نبی معتمد علیہ نہیں ہوتا لوگ اسکی بات کا اعتبار نہیں کرتے نورہ نبوت کے لائق نہیں اسی لئے سنت اللہ اسطرح جاری ہی کہ ہمیشہ انبیاء قوم کے اعلے خاندان سے شریف النفس پاکذات نہایت عالی ہہمت رحم دل شخص ہوتے ہیں

(۵) بعض علماء نے ذوالقرنین اور لقمان کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی چونکہ یہ بات تحقیق کے خلاف ہی اس لئی مصنف رحمہ اللہ نے تنبیہ کردی کہ انکا نبی ہونا محقق نہیں پس اس بارے میں بحث اور جدال سی پرہیز کرنا چاہے مجملا تمام انبیاء پر ایمان لانا کافی ہے سب کو مفصلا جاننا ضرور نہیں پس ذوالقرنین اور لقمان کے بارہ میں نہ توزور ونبوت کا دعوی کرنا مناسب ہے اور نہ نفی نبوت میں اصرار کرنا زیبا ہی کیونکہ غیر نبی کو نبی ماننا بہی کفر ہے اور کسے نبی کی نبوت سے انکار کرنا بہی کفر ہے

٣٢ وَعِيسَى سَوْفَ يَأْتِي ثُمَّ يُتْوِي * لِدَجَّالٍ شَقِيٍّ ذِي خَبَالِ

اور[۱] قریب ہے کہ عیسے علیہ السلام آخر زمانے میں آکر * دجّال بدبخت صاحب فساد کو تباہ کریں گے

٣٣ كِرَامَاتُ الْوَلِيِّ بِدَارِ دُنْيَا * لَهَا كَوْنٌ فَهُمْ اَهْلُ النَّوَالِ

دار[۲] دنیامیں اولیاءاللہ کی کرامات * کیلئے ثبوت ہے سووہ (اللہ تعالی کے کرم و) عطاکے اہل ہیں

٣٤ وَلَمْ يَفْضُلْ وَلِيٌّ قَطُّ دَهْرًا * نَبِيًّا اَوْ رَسُولاً فِي انْتِحَالِ

اور کبھی[۳] زمانہ بھرمیں کوئی ولی (کسی مذہب کی) نسبت میں * نبی یارسول سے بہتر نہیں ہوا ہے

٣٥ وَلِلصِّدِّيقِ رُجْحَانٌ جَلِيٌّ * عَلَى الْاَصْحَابِ مِنْ غَيْرِ احْتِمَالِ

اور[۴]صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر بغیر (شک) * (اور) احتمال کے (مرتبہ میں) رجحان (اور فضیلت) ہے

٣٦ وَلِلْفَارُوقِ رُجْحَانٌ وَفَضْلٌ * عَلَى عُثْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ عَالِي

اور[۵] حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ پر * عالی شان فضیلت ورجان ہے

---

(۱) اخیر زمانہ میں عیسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا اور شریعت محمدی کی ترویج میں سعی کرنا اور دشمنان دین الہی کو ہلاک کرنا صحیح حدیثوں سی ثابت ہی اور ایسے ہی دجال کافر کا ظاہر ہو کر لوگونکو کرشمی دکہاکر گمراہ کرنا احادیث صحیحیہ سی ثابت ہے اور عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اتر کر اسکو قتل کرنا حدیثوں میں آیا ہے اسیلئے اہل حق اسکو حق مانتے ہیں. ان باتوں کی تاویل کرنا شیوۂ اہل حق نہین

(۲) اسی طرح اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق کرامات اولیاء حق اور ثابت ہیں. اور کرامت اسکو کہتے ہیں کہ خارق عادت امر ولی کے اعزاز کے لئے خدا تعالی اسکے ہاتہہ پر ظاہر کرتاہے. پس کرامات اولیاء کا اعتقاد کرنا بہی ضرور ہے اس کا انکار کرنا مراہے کی بات ہے

(۳) اور یہ بہی اعتقاد کرنا ضروری ہی کہ کوئ ولی کسی نبی سی بڑہ نہیں سکتا بلکہ مساوی بہی نہیں ہو سکتا پس کسی ولی کو بعض انبیاء سے افضل سمجہنا اسلام سی باہر نکلنا ہی اسی لئی مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ کسی مذہب کی نسبت میں یہ بات نہیں کہ ولی کسی نبی سے افضل ہو

(۴) اہل حق یعنی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ بعد انبیاء وخواص ملائکہ سب خلق اللہ سے افضل ابو بکر رضي اللہ عنہ ہیں اور یہ مضمون بہت حدیثوں سے ثابت ہی اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر عمر میں نماز کی امامت کی واسطی نہیں کو منتخب کیا تو نماز جو افضل اعمال اسلام ہی سکی امامت کے واسطے منتخب کرنا فضیلت کی اول دلیل ہے. اور اسمیں روافض اور بہت سے معتزلہ کا خلاف ہی اور صدیق اپکالقب اسواسطی ہوا کہ آپ نے بلاتردد دعوی ثبوت ومعراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی

(۵) فاروق خلیفہ ثانی امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضي اللہ عنہ کا لقب ہے اسیلئے کہ آپ فصل مقدمات میں حق وباطل کے درمیان خوب فرق کرتے تہی اور بعد حضرت ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ کے امیر المؤمنین عمر بن خطاب سب صحابہ سے افضل ہیں بہی اہل حق کا اعتقاد ہی. اور یہ امر بدہت سی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتاہی

٣٧ وَذوُ النُّورَيْنِ حقًّا كَانَ خَيْرًا * مِنَ الْكَرَّارِ فِي صَفِّ الْقِتَالِ

اور[١]حضرت ذوالنورین بالتحقیق (علی شیر خدا) * میدان جنگ میں بار بار آنے والے سے بہتر ہیں

٣٨ وَلِلْكَرَّارِ فَضْلٌ بَعْدَ هَذَا * عَلَى الْاَغْيَارِ طُرًّا لاَ تُبَالِي

اور[٢]اس کے بعد (حیدر) کرار کے لئے * تمام اپنے [اور] غیروں سے فضیلت ہے (اس تفضیل میں) پروانہ کر

٣٩ وَلِلصِّدِّيقَةِ الرُّجْحَانُ فَاعْلَمْ * عَلَى الزَّهْرَاءِ فِي بَعْضِ الْخِصَالِ

اور[٣]جان لے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیلئے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا پر * بعض خصلتوں میں فضیلت حاصل ہے

٤٠ وَلَمْ يَلْعَنْ يَزِيدًا[٤] بَعْدَ مَوْتٍ * سِوَى الْمِكْثَارِ فِي الْإِغْرَاءِ غَالِ

اور[٥]یزید کو مرنے کے بعد بڑے باتونی * فساد میں حد سے بڑھنے والے کی سوا کسی نے لعنت نہیں کی

---

(١) ذوالنورین خلیفہ ثالث امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضي اللہ عنہ کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ہوئیں پلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیّہ رضي اللہ عنہا آپ کے نکاح میں دیں اُن کی وفات کے بعد ام کلثوم رضي اللہ عنہا نکاح کر دیں اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت عثمان حضرت علي رضي اللہ عنہ سے فضل ہیں. وہ کہتے ہیں فضیلت علي ترتیب الخلافۃ ہے. اور بعض نے ان دونوں صاحبوں کی آپس میں ایکدوسرے افضل ہونے میں توقف کیاہی. بہر حال اپنی اپنے وقت میں خلافئے اربعہ کی خلافت کے علے الترتیب بر حق ہونے میں کسی کو کلام نہیں

(٢) کرار سے شیر خدا اسد اللہ الغالب حضرت علي بن ابی طالب رضي اللہ عنہ مراد ہیں. اور اس لقب کی وجہہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دشمنان دین کے مقابلہ میں بار بار میدان جنگ میں نکلا کرتے. کبھی حالت اختیار واضطرار میں آپ کو فرار کی نوبت نہیں آئی. مراد یہ ہے کہ ہمارے اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے روے بعد خلفائے ثلثہ رضي اللہ عنہم کے حضرت امیر المؤمنین علي رضي اللہ عنہ کو سب صحابہ پر فضیلت ہے. اس تفضیل میں کسی کے خلاف کی پروا نہیں کرتے. اللّٰہمّ اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیہم اجمعین آمین ثم آمین یاربّ العالمین الہ الحق آمین

(٣) صدیقہ سے مراد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا ہیں اور زہراء سے مراد سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ رضي اللہ عنہا ہیں. اور ان دونوں کی ایک دوسری سی فضیلت کسی نص میں نہیں آئی لیکن کثرت روایت اور تفقہ درایت کی لحاظ سے اور نیز اس وجہ سے کہ حضرت صدیقہ کا مقام جنت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو گا اور حضرت زہراء بتول کا مقام امیر المؤمنین علي رضي اللہ عنہما کی ساتھ ہو گا اور ان دونوں مرتبوں میں فرق بیّن صدیقہ رضي اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہی ہو اسیلئے مصنف رحمہ اللہ نے بعض خصلتومیں حضرت صدیقہ کو افضل بتایا اور بعض وجود سے حضرت زہراء افضل ہیں مثلاوہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پر فضیلت جزئی حاصل ہی

(٤) ضرورت شعری کے واسطے غیر منصرف کو منصرف کیا گیا

(٥) یزید بن معاویہ کے بارہ میں اہل علم کو اختلاف ہی کہ آیا اسپر لعنت کرنا جائز ہے یانہ سو بعض بلا تامل لعنت کرنا جائز کہتی ہیں جیسے تفتازانی شرح عقائد میں کہا. اور بعض نے کہا نہیں جائز کیونکہ جو الزام اسکی طرف نسبت کئے جاتے ہیں اگر سب صحیح ہوں تب بی زیادہ سے زیادہ فسق ثابت ہو تاہی اور فاسق پر لعنت کرنی اہل سنت کثرہم اللہ کے نزدیک جائز نہیں. پہلی کہتے ہیں اگرچہ افعال کا ارتکاب موجب فسق ہے مگر استحلال معصیت کفرہی. اور بعض اسباب میں توقف کرتے ہیں کیونکہ استحلال امر باطنی ہی اسپر اطلاع سوائے اللہ تعالی کی کسی کو نہیں. پس توقف ہی طریق اسلم ہے اور اسی کی طرف مصنف رحمہ اللہ نے اشارہ کیا

٤١ وَاِيمَانُ الْمُقَلّدِ ذوُ اعْتِبَارٍ * بِاَنْوَاعِ الدَّلاَئِلِ كَالنِّصَالِ

اور[۱]نیزوں جیسی تیز اور کارگر دلیلوں سے * ثابت ہے کہ مقلد کا ایمان معتبر ہے

٤٢ وَمَا عُذْرٌ لِذِي عَقْلٍ بِجَهْلٍ * بِخَلاَّقِ الْاَسَافِلِ وَالْاَعَالِي

اور[۲]عقل والے کے لیے جہالت (یعنے دعوت کا نہ پہنچنا) آفریدگار * (زمین) پست اور (آسمان) بلند کے نہ ماننے کا عذر نہیں بن سکتا

٤٣ وَمَا اِيمَانُ شَخْصٍ حَالَ يَأْسٍ * بِمَقْبُولٍ لِفَقْدِ الْاِمْتِثَالِ[۳]

اور[۴]عذاب دیکھنے کی حالت میں کسی شخص کا ایمان * مقبول نہیں کیونکہ اس سے فرمانبرداری نہیں پائی گئی

٤٤ وَمَا اَفْعَالُ خَيْرٍ فِي حِسَابٍ * مِنَ الْاِيمَانِ مَفْرُوضُ الْوِصَالِ

اور[۵]نیک کام (اعمالِ صالحہ) ایمان سے محسوب نہیں * حالانکہ (ایمان کے ساتھ ان کا) متصل بجالانا فرض ہے

---

(۱) یعنے جو شخص خود استدلال نہ کرے دوسرے کی بات کو بلا دلیل قبول کر کے کلمہ اسلام کا تکلم کرنے اہل حق کے نزدیک اسکا ایمان معتبر ہے ہوراس مدعا پر بہت سی دلائل کاری قائم ہیں. اور جو لوگ استدلال کو شرط قرار دیتی ہیں وہ ایمان کا دائرہ تنگ کرتے ہیں انپر لازم تاتاہی کہ بہت سی عوام ترک استدلال کی وجہ سے بے ایمان ہوں. اور یہ بڑا غضب ہے. آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اقرار شہادتین پر اکتفا کرتے تھے. یہ نہ پوچھتے تھی کہ تونے کس دلیل سے معلوم کیا اور یہ دوسرا امر ہی کہ استدلال کرنا افضل اور اعلی ہے اور ترک استدلال سی ایک درجہ کا گنہگار ہو گا

(۲) یعنی جس شخص کو خداے تعالی نے عقل سلیم دیا ہی اور حد بلوغت کو پہونچ گیا ہی اسحالت میں اگر سے دعوت اسلام نہ پہونچی تو خالق الارض والسموات نے معرفت اسپر لازم ہی. عقل کے ہوتے ہوئے جہل اور نادانی یعنے دعوت کی نہ پہونچنی کا عذر غیر مقبول ہی کیونکہ آثار قدرت صاحب عقل کو اقرار آفریدگار پر مجبور کرتے ہیں. البتہ سوائے ایمان کے اور شرائع کے واسطی جہل عذر ہی امام اعظم رحمہ اللہ سے اسی طرح نقول ہی

(۳) ضرورت کے واسطے ہمزہ وصلی کو قطعی کیا گیا

(۴) کافر جب مرنے کے قریب عذاب کا معاینہ کرے اور سکرات موت میں مبتلا ہو اسوقت ایمان لاوی تو یہ مقبول نہیں کیونکہ یہ ایمان بالغیب نہیں بعض شراح نے کہاہی کہ عاصی کی توبہ اس حال ہیں قبول ہی مگر ظاہر قرآن وحدیث سی یہ معلوم ہوتاہی کہ دونوں کا ایک حکم ہے چنانچہ ملاعلي قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس پر خوب بحث کر کے عدم فرق ثابت کیاہے

(۵) یعنی فرض عبادتیں ایمان کا جزو اور اس میں داخل نہیں. گو ایمان کے متصل ہیں یعنی بعد ایمان کی متصل آنجا بجالانا فرض ہی. اور بدون ایمان کے عبادات کا بجالانا معتبر نہیں. اور عبادات کا ایمان میں داخل نہ ہونا بہی قلوہی اکابر علماء کا جیسے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور انکے بتسعین اور اسی کو اختیار کیاہی امام الحرمین اور جمہور اشاعرہ نے. کیونکہ حقیقت ایمان کی صرف تصدیق قلبی ہے یا تصدیق قلبی مع اقرار لسانے کے اور یہ مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کا. اور جمہور اہل حدیث کی نزدیک عبادات ایمان میں دخل ہیں لیکن بعض مخالفین کے قول کے بموجب المحدثین رحمہم اللہ کے نزدیک عبادات ایمان کامل کا جزو ہیں وہ حضرات یہ نہیں کہتے کہ عبادات کی انتفاء سی ایمان منتفی ہو جاتاہی. جیسی معتزلہ اور خوارج کا مذہب ہے تو معلوم ہوا اہل سنت کثرہم اللہ کے دونوں فریق فقہاء واہل حدیث کے دربیان یہ نزاع لفظی ہی اور اسی طرح اس مسئلہ کی فرع یعنے ایمان کی کم زیادہ ہونے نہوتے میں بہی نزاع لفظی ہی. اور اگر کوی شخص ایمان لانے کے بعد پہلی اس سے کہ اسپر کوئ عبادت فرض ہو مرجاوے تو باتفاق فریقین و شخص مؤمن ہی

٤٥ وَلاَ يُقْضَى بِكُفْرٍ وَارْتِدَادٍ * بِعَهْرٍ اَوْ بِقَتْلٍ وَاخْتِزَالِ

اور[۱]زنا قتل (کسی کا مال لوٹنے) راہزنی (وغیرہ) سے * کافر اور مرتد ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا

٤٦ وَمَنْ يَنْوِ ارْتِدَادًا بَعْدَ دَهْرٍ * يَصِرْ عَنْ دِينِ حَقٍّ ذَا انْسِلاَلِ

اور[۲]جو شخص مدت کی بعد مرتد ہونے (دین چھوڑنے) کا ارادہ کرے * تو وہ فورا دین حق سے باہر (مرتد) ہو جاتا ہے

٤٧ وَلَفْظُ الْكُفْرِ مِنْ غَيْرِ اعْتِقَادٍ * بِطَوْعٍ رَدُّ دِينٍ بِاغْتِفَالِ

اور[۳]بہ سبب غفلت کے بغیر اعتقاد (کفر) کے اختیار سے * کفر کا کلمہ (زبان سے) نکالنا دین (اسلام) کو ردّ کرنا (یعنی مرتد ہونا) ہے

٤٨ وَلاَ يُحْكَمْ بِكُفْرٍ حَالَ سَكْرٍ * بِمَا يَهْذِي وَيَلْغُو بِارْتِجَالِ

اور[۴]حالت سکر (نشہ) میں (انسان) جو کچھ بے ساختہ * ہذیان بکواس کرتا ہے اس سے اس کے کفر کا حکم نہیں کیا جاتا

---

(۱) یعنی جو شخص قتل ناحق چوری زنا وغیرہ کبیرہ گناہو نکا مرتکب ہو وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا تمام اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے اور اس مسئلہ میں خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے خوارج تو کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور معتزلہ کافر تو نہیں کہتی مگر کہتے ہیں ایمان ہی نکل جاتا ہی. تو معتزلہ کے نزدیک کفر اور ایمان کے درمیان ایک واسطہ ہی پس وہ ایسی شخص کو فاسق کہتے ہیں نہ کافر. مؤمن. اور ان دونوں فریقوں کا اسپر اتفاق ہہی کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہیکا اور یہ قول الکا باطل ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء *) یعنے اللہ تعالی شرک نہیں بخشا اس سے کم درجہ کے گناہ جسکو چاہی بخشد تیاہی. اور اہل سنت کی نزدیک مطابق قرآن واحادیث کے عاصی مشیئت خداوندی میں ہے چاہی اسکو بخشی چاہی نہ بخشی اور ہم اہل سنت وجماعت یہ بہی نہہیں کہتی کہ ایمان کے ساتہ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کے ساتھ کوئی طاعت فائدہ نہیں دیتی یہ اہل بدعت مرجئہ اور ملاحدہ مباحیہ اور وجودیہ کا مذہب ہی

(۲) یعنے اگر کوئی عزم کری کہ فلان وقت مثلا سال کے بعد یا مہینہ کے بعد میں کافر ہو جاونکا تو فی الحال کافر ہو جاتا ہی اسیلئے کہ ایمان نام ہی تصدیق کا اور کفر کا عزم تصدیق کے منافی ہی اور ہمیشہ مؤمن راضی کا عزم یا مجزم کرکینا ایمان کی شرط ہی. دوسرے اسیلئی کہ کفر کا عزم کرتا اپنی کفر کے ساتہ راضی ہونا کفر ہے. البتہ اسمیں خلاف ہی کہ اپنی غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے یا نہیں

(۳) یعنے خوشی خوشی بغیر کسی کے جبر واکراہ کے زبان سے کفر کا کلمہ کہہ دنیا کفر ہے اگرچہ اسپر اعتقاد نہ کرے اور اسکو حق نہ کہی. لیکن اسکی شرط یہ ہے کہ جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہی اور اگر یہ نہ جانتا ہو تو بسبب جہل کی معذور ہو گا اور بعض کہتی ہیں جہل عذر نہیں کافر ہو جاویگار اور مخفی عذر ہی کہ جبر واکراہ بہی دہی معتبر ہے کہ قتل کردوانے یا کسی عضو کے کاٹ ڑانے یا سخت دردناک بار مارنے سی ڈرایا جاوے اور اسکے دل میں غالب ظن ہو جاوے کہ اگر کفر کا کلمہ نہ کیونگا تو یہ ضرور قتل وغیرہ کر ڈالیگا تو ایسی حالت میں زبان سے کہہ دنیا بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو جائز ہے اور اگر قید وغیرہ بیعزتی کی دہہمکی وے تو اس کو اکراہ نہیں کہا جاتا ایسی حالت میں کلمہ کفر کہیگا تو بحکم پہلے شعر کے ایمان سے نکل جاوے گا

(۴) یعنی نشے کی حالت میں اگر آدمی سے کفر کا کلمہ صادر ہو جاوے تو اس سی کافر. مرتد نہیں ہوتا. اور نشہ کی حد یہ ہی کہ زمین. آسمان. مرد عورت میں فرق نہ کرسکے. مخفی نہ رہی « کہ سکر کی دو قسمین ہیں ایک یہ کہ مباح طورے ہو مثلا کسی دوا کے پینے سے نشہ آجاوے. ایسے مست کی طلاق وغیرہ تصرفات واقع نہیں ہوتے. دوسری حرام طور پر جیسے شراب. تو ایسے مست کی تمام تصرفات نافذ ہوتے ہیں سوائے مرتد ہونے کے

۴۹ وَمَا الْمَعْدُومُ مَرْئِيًّا وَشَيْئًا * لِفِقْهٍ لاَحَ فِي يُمْنِ الْهِلاَلِ

اور بدلیل فقہ (صریح اور فہم صحیح) کی جو ہلال کی مبارکی میں ظاہر ہوا* (یہ امر ثابت ہے) کہ معدوم[۱] نہ مرئی ہے نہ اس کو شے کہا جاتا ہے

۵۰ وَغَيْرَانِ الْمُكَوَّنُ لاَ كَشَيْئٍ * مَعَ التَّكْوِينِ خُذْهُ لاكْتِحَالِ

اور مکوّن اور تکوین آپس میں غیر غیر ہیں* ایک چیز کی طرح نہیں اس مسئلہ کو سرمہ[۲] لگانے کے لیے لے لے

۵۱ وَاِنَّ السُّحْتَ رِزْقٌ مِثْلُ حِلٍّ * وَاِنْ يَكْرَهْ مَقَالِي كُلَّ قَالِ

اور[۳] حرام (بھی) حلال کی طرح رزق ہے* اگرچہ ہر دشمن میرے (اس) قول کو پسند نہ کرے

۵۲ وَدُنْيَانَا حَدِيثٌ وَالْهَيُولَى * عَدِيمُ الْكَوْنِ فَاسْمَعْ بِاجْتِذَالِ

اور[۴] ہماری دنیا حادث (نو پیدا) ہے اور ہیولی کی* کوئی حقیقت نہیں سو (اس بات کو) خوشی سے سن لے

---

(۱) یہ معتزلہ اور اہل سنت کے مابین خلافی مسئلہ ہی معتزلہ کہتے بین معدوم بہی سی ہی اور خدا تعالی اسکو دیکہتا ہی اور اہل سنت ان دوزوں باتوں ن کی نفی کرتے ہہیں محققین کی رائی ہی کہ یہ نزاع لفظی ہی. شی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہی اور لغت اہل سنت کے قول کی تایید کرتی ہی جیسے مطولات میں مذکور ہے

(۲) اس مسئلہ میں رہی معتزلہ اور اہل سنت کا خلاف ہہی معتزلہ کے نزدیک تکوین کوی چیز نہیں دہی تکوّن ہی ہے. اور اہل سنت کی نزدیک تکوین ایک صفت قدیم ہے صفات باری سے علاوہ قدرت وارادہ کے دہی صفت مقدورات کی صدور کا نشا ہی. اور اسکی تفصیل مع دلیل مطولات میں مذکور ہے یعنی یہ نکتہ بصیرت کی آنکہ روشن کرنے کے لئے سرمہ کا حکم رکہتا ہے جیسے سرمہ سی بصر کی ظلمت دور ہواتی ہے اس مسئلہ سے بصیرت کی آنکہ جہل کی ظلمت سے منور ہوتی ہی

(۳) یہ بہی معتزلہ اور اہل سنت کی مابین خلافی مسئلہ ہی. معتزلہ کہتے ہیں حرام کو رزق کہنا جائز نہیں کیونکہ رزق تو اللہ تعالی دیتا ہی پس اگر حرام بہی رزق ہو تو خدا تعالی خود دیکر بندونکو اسپر عذاب نہیں کرتا اور حرام کے کہانے پر عذاب ہونا ثابت ہی. اور اہل سنت کے نزدیک حرام بہی حلال کی طرح رزق ہی اور صحیح بہی ہی ورنہ لازم آنا ہم کہ جسنے عمر بہر حرام ہی کہایا حلال مطلق نہیں کہا یا اسکو خدا تعالی نے رزق نہیں دیا اور ایسا کوئ شخص نہیں ن جسی خدا تعالی نے رزق نہ دیا ہو

(۴) مطلب یہ ہی کہ تمام عالم حادث ہے. اور ہیولی جسکو فلاسفہ قدیم ثابت کرتے ہیں اسکا وجود ہی نہیں یعنی وہ کوئ چیز نہیں اور ہیولی یانے تحتانی کی تشدید اور تخفیف ساتہ روئی کو کہتے ہیں فلاسفہ اسکے ساتہ صورت لگ سکتی ہی ہیولی کہتے لگ اور اسکے واسطی ایسی ایسی صفتیں بیان کرتے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالی کی صفتیں ہیں اور اہل اسلام کے تمام فرقے بلکہ یہود ونصارے اور تمام انبیاء کے اتباع اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ عالم بجمیع اجزائہ حادث اور خداوند سبحانہ وتعالی کا مخلوق ہی اور ہیولی کوئ چیز نہیں صرف متقدمین فلاسفہ اس میں مخالف ہیں وہ ہیولی کو ثابت کرتے ہیں اور انکے کفر پر تمام امتونکا اتفاق ہے

٥٣ وَلِلْجَنَّاتِ وَالنِّيرَانِ كَوْنٌ * عَلَيْهَا مَرَّ اَحْوَالٌ خَوَالِ

اور[١]بہشت اور دوزخ موجود ہیں * ان کے اوپر گذشتہ سال (یا احوال) گذر رہے ہیں

٥٤ وَلِلدَّعْوَاتِ تَأْثِيرٌ بَلِيغٌ * وَقَدْ يَنْفِيهِ اَصْحَابُ الضَّلَالِ

اور[٢]دعاؤں کے لیے پوری تاثیر ہے * اور اصحاب ضلال (گمراہ لوگ) اس کا انکار کرتے ہیں

٥٥ وَفِي الْاَجْدَاثِ عَنْ تَوْحِيدِ رَبِّي * سَيُبْلَى كُلُّ شَخْصٍ بِالسُّؤَالِ

اور قبروں[٣]میں ہر شخص توحید ربی کی بابت * سوال (وجواب) کے ساتھ امتحان کیا جاوے گا

٥٦ وَلِلْكُفَّارِ وَالْفُسَّاقِ يُقْضَى * عَذَابُ الْقَبْرِ مِنْ شَرِّ الْفِعَالِ

اور کفار[٤]اور فساق کے لیے برے کاموں کی وجہ سے * عذاب قبر کا حکم کیا جاوے گا

٥٧ حَسَابُ النَّاسِ بَعْدَ الْبَعْثِ حَقٌّ * فَكُونُوا بِالتَّحَرُّزِ عَنْ وَبَالِ

اور[٥](قیامت میں) زندہ ہونے کے بعد حساب کا ہونا حق ہے * تم کو لازم ہے کہ (اس) وبال سی بچاؤ کی تدبیر میں رہو

---

(١) یعنے بہشت اور دوزخ اب مخلوق وموجود ہیں قرآن وحدیث میں اکثر جگہ انک ذکر اسی طرح آیا ہی. اور یہ اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہی اور اکثر معتزلہ اس میں مخالف ہیں

(٢) یعنی دعا قبول ہوتی ہے دعاء سے قضاء معلق جاتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا (ادعوني استجب لكم *) یعنے دعا کرد میں تمہاری دعا قبول کردنگا اور حدیث شریف میں آیا ہی لا یردّ القضاء إلاّ الدعاء یعنے قضاء (معلق) کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں ملاقی اور ایسے ہی زندوں کی دعاے مردوں کو نفع ہوتا ہے. اور ضلال سے معتزلہ مراد مین وہ اس مسئلہ میں ہی اہل سنت کے مخالف ہیں. اور بعض علماء نے آیت (وما دعاء الكفرين الاّ في ضلال *) سے یہ استنباط کیا ہی کہ کافروں کی دعا نہیں قبول ہوتی ہم نعمت مؤمنین کے ساتہ خاص ہے لیکن تحقیق یہ ہی کہ آیت کا مصداق آخرت ہی دنیا میں کفار کی دعا بہی بسا اوقات قبول ہوتی ہے کیونکہ شیطان نے قیامت تک مہلت مانگی تو اسکی دعا قبول ہوکی

(٣) سؤال قبر تمام اہل سنت کی نزدیک حق ہے جہمیہ اور بعض معتزلہ اسکے منکر ہیں اور صحیح حدیثیں انکار وکرتی ہیں کیونکہ احادیث صحیحہ میں آیا ہی کہ حب آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہی تو دو فرشتے ایک کا تام منکر ہے اور دوسرے کا نامم نکیر آکر سؤال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت بہی سؤال کرتے ہیں پہر مؤمن صحیح جواب دیتا ہے اور کافر اور منافق کہتا ہی ہائے ہائے میں نہیں جانتا الی آخر الحدیث

(٤) یعنے اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک عذاب قبر حق ہی. کفار کے لئی اور بعض گنہگاروںکی لئے جن کو اللہ تعالی عذاب کرنا چاہی اور اس مسئلہ میں بنی معتزلہ اور جہمیہ اور رافضیوں کا خلاف ہی

(٥) یعنے مرکز پہر زندہ ہونا اور اعمال کا حساب کتاب ہونا اہل سنت وجماعت کی نزدیک حق ہی. اس مسئلہ میںن بہی معتزلہ مخالف میں وہ کہتے ہیں یہ عبث ہی کیونکہ خدا تعالی کو سب معلوم ہی. گریہ انکا قول نص کے مقابلہ میں قیاس ہی قرآن وحدیث میں جابجا حساب ووزن اعمال کا ذکر ہے. پہر جب مؤاخذہ اور حساب حق اور ضرور ہونے والا ہی. تو عقائد آدمی کو لازم ہی کہ وبال اخروی سی پرہیز کرے دنیا کی زندکی ہی میں ردّ مظالم کرلے ورنہ وہ ون سخت ہی. خدا تعالی اپنے فضل سے بچادے آمین

٥٨ وَيُعْطَى الْكُتْبُ[١] بَعْضًا نَحْوَ يُمْنَىَ * وَبَعْضًا نَحْوَ ظَهْرٍ وَالشِّمَالِ

اور[٢]بعضوں کو نامہ اعمال داہنی طرف سے دیئے جاویں گے * اور بعضوں کو پشت اور بائیں ہاتھ کی طرف سے

٥٩ وَحَقٌّ وَزْنُ اَعْمَالٍ وَجَرْيٌ * عَلَى مَتْنِ الصِّرَاطِ بِلاَ اهْتِبَالِ

اور[٣]اعمال کا وزن ہونا اور (پل) صراط کی * پشت پر چلنا بلاشبہ حق ہے

٦٠ وَذُو الْاِيْمَانِ لاَ يَبْقَى مُقِيمًا * بِشُؤْمِ الذَّنْبِ فِي دَارِ اشْتِعَالِ

اور[٤]ایماندار شخص گناہوں کی شامت سے * (دوزخ) شعلوں کی گہر میں (ہمیشہ) مقیم نہ رہے گا

٦١ دُخُولُ النَّاسِ فِي الْجَنَّاتِ فَضْلٌ * مِنَ الرَّحْمنِ يَا اَهْلَ الْاَمَالِي

اے[٥]امیدوار جنت میں لوگوں کا داخل ہونا * (محض) اللہ تعالی کے فضل سے ہے

٦٢ لَقَدْ اَلْبَسْتُ لِلتَّوْحِيدِ وَشْيًا * بَدِيعَ الشَّكْلِ كَالسِّحْرِ الْحَلاَلِ

بیشک[٦]میں نے توحید کو نظم کا خوب صورت * لباس پہنا دیا ہے جیسے سحر حلال

---

(١) ضرورت شعری کے لئے تاء فوقانی کو ساکن کیا گیا

(٢) یعنی دنیا میں آدمی جو نیک وبد عمل کرتا ہی وہ فرشتے لکہ یعنی ہیں اور قیامت کے دن وہی صحیفے ہر ایک کے ہاتہہ میں دے ي جاتے ہیں جنکے نیک اعمال غالب ہونکے انکو دہنے ہاتہہ میں اور جنکی پرے اعمال غالب ہونکر انکو بائیں ہاتہہ میں پشت کے پیچہی سے دلے جاویں کے معتزلہ اسکے بہی منکر ہیں کہ یہ عبث ہی خدا تعالی کو سب معلوم ہے. لیکن یہ انکا استبعاد غلط نص کے مقابلہ میں قیاس ہی. قرآن اور صحیح حدیثوں میں اس کا ثبوت موجود ہی

(٣) اس شعر میں معتزلہ کا رد ہی جو واہیات شبہات سی استدلال کرکے میزان اور صراط کا انکار کرتے ہیں. مطلب یہ ہی کہ اہل سنت کی نزدیک وزن اعمال حق ہی قیامت کی دن اعمال بندوں کے توے جاویں گے اسلئی کہ قرآن اور حدیث میں اسکا اثبات ہے اللہ تعالی نے فرمایا. (الوزن یومئذ الحق *). اس لئے ہہم اسکی حقیّت کا اعتقاد کرتے ہیں اگرچہ اسکی کیفیت ہماری مجہ میں نہ آسکے ایسے ہی صراط کا ثبوت بہی قرآن وحدیث میں ہے اسلئے ہم اسکو جیسی صحیح احادیث میں آیا ہی مانتے اور اعتقاد کرتے ہیں اس میں کچہہ شک اور جہوٹ نہیں

(٤) یہ بہی اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے کہ مسلمان گنہگار مرتکب کبیر واگرچہ باماتوبہ مرجاوی ہمیشہ دوزخ میں نہیں. ہیگا اس مسئلہ میں معتزلہ اور خوارج کا خلاف ہی وہ کہتے میں مرتکب کبیرہ ایمان سی خارج ہو جاتا ہی. اور ہمیشہ جہنم میں. ہیگا. اور انکا قول قرآن وحدیث سے مردود ہے وچانچہ اور پر بہی ضمنا بیان ہو چکا ہے

(٥) یعنے نیکوکار مؤمنونکا جنت میں داخل ہونا محض اللہ تعالی کے فضل ہی ہے. اعمال صالحہ دخول جنت کی علّت تاسہ نہیں اگرچہ تفاوت درجات اعمال کے اعتبار سے ہو گا اور اس مسئلہ میں ہیی معتزلہ کا خلاف ہی وہ کہتی ہیں اللہ تعالی کے ذمے اعمل کا بدلہ دنیا واجب ہی اور ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ذمے کوئ چیز واجب نہیں

(٦) اب مصنف رحمہ اللہ عقائد ختم کرکے اس نظم کے حفظ اور ضبط کی ترغیب وترہیں مطلب یہ ہی کہ منے مسائل توحید کو نظم کا بلباس پہنایا. نظم بہی کیسی جو نہایت عجیب وغریب ہے اور سحر کی مدح سامع اور قاری کو اپنی طرف کہینچتی ہے مگر یہ ایسا سحر نہیں جسکا عمل حرام وناجائز ہی بلکہ یہ سحر حلال ہی. چونکہ سحر میں بوجہ غرابت ایسی دلچسپی ہوتی ہے کہ دلوں کو اپنی طرف کہینچتا ہے اور نظم میں بہی یہ صفت پائی جاتی ہی اسلئے نظم کو سحر کے ساتھ تشبیہ وی اور اعتراض کا موقعہ نہ دینے کے لئے اسکو حلال سے موصوف کیا. اللّٰہمّ اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیہم اجمعین

٦٣ يُسَلِّي الْقَلْبَ كَالْبُشْرَى بِرَوحٍ * وَيُحْيِي الرُّوحَ كَالْمَاءِ الزُّلَالِ

بشارت[۱] (خبر خوش) کی طرح دل کو راحت کے ساتھ تسلی دیتی ہے * اور روح کو زندہ کر دیتی ہے جیسے میٹھا پانی

٦٤ فَخُوضُوا فِيهِ حِفْظًا وَاعْتِقَادًا * تَنَالُوا حُسْنَ اَصْنَافِ الْمَنَالِ

پس اس[۲] میں خوض کرو یاد کرنے سے اور اعتقاد کر کے * طرح طرح کی عطا (ومتاع) کی جنس پاؤ گے

٦٥ وَكُونُوا عَوْنَ هَذَا الْعَبْدِ دَهْرًا * بِذِكْرِ الْخَيْرِ فِي حَالِ ابْتِهَالِ

اور[۳] زاری کے حال میں ذکر خیر سے * اس بندہ (مؤلف) کے عمر بھر مددگار رہو

٦٦ لَعَلَّ اللهَ يَعْفُوهُ بِفَضْلٍ * وَيَرْزُقُهُ السَّعَادَةَ فِي الْمَآلِ

امید ہے (کہ بہ برکت دعا) اللہ اس کو اپنے فضل سے بخشے * اور انجام کار میں اسے سعادت عطا کرے

٦٧ وَاِنِّي الدَّهْرَ اَدْعُو كُنْهَ وُسْعِي * لِمَنْ بِالْخَيْرِ يَوْمًا قَدْ دَعَا لِي

اور میں (بھی ان شاء اللہ) حتی الوسع عمر بھر دعائے خیر کرتا رہوں گا * اس شخص کے لئے جس نے ایک دن (بھی) میرے حق میں دعائے خیر کی ہو

.... * ....

---

(۱) یعنی دلچسپ نظم ہوتے کی وجہ سی دل کو خوشی پہونچاتی ہی کہبراہت اور دلگیری کا باعث نہین. بلکہ خوشخبری کی طرح دل کو تسلی دیتی ہے اور جیسے میٹہا پانی جسم کو تازگی بخشتا ہے یہ نظم روح کو تر و تازہ کرتی ہے. بشرے بالضم خوشخبری کیونکہ اس کے ستے سے بشرہ یعنے چہرہ رونق پذیر ہو جاتا ہے. اور روح بالفتح خوشی. اوح بالضم جان. زلال میٹہا پانی

(۲) یعنے جب اس نظم میں اتنی خوبیاں ہیں تو اس کو خوب یاد کرد اور اعتقاد سے اسمیں غور و خوض کرد تا کہ طرح طرح کے فوائد وعطایانے دنیوی واخروی تمہیں حاصل ہوں

(۳) پہلے مسائل عقائد میں ثابت ہو چکاہی کہ دعا. کی تاثیر بلیغ ہوتی ہی. اور یہ بہی ظاہر امر ہے کہ ہر شخص میں کچہہ نہ کچہہ قصور اور کوتاہیاں ہوتی ہیں. خصوصا صالحین اپنے آپ کو سب سے زیادہ مبتلاء گناہان سمجھتی ہیں اسلئے مصنف نے سب اس نظم کے پڑہنے سننے والوں سے اپنے حق میں دعائے خیر کی درخواست کی. تا کہ اللہ تعالی مسلمانوں کی دعاء کی برکت سے رحمت فرماوے اور گناہ بخشے. اور پہر اخیر کے شعر میں یہہ وعدہ کیا کہ مجہہ سے بہی جہانتک ہو سکا جس تے میرے حق میں دعائی خیر کہی ایک ون بہی کی اسکے حق میں حتی الوسع دعاء کرتا رہونگا. تو اس میں سامعین کے لئے ترغیب ہی کہ جو ایک مرتبہ دعائے خیر کریگا مصنف رحمہ اللہ اسکے حق میں عمر بہر دعا گو رہے. سو ہم بہی مصنف رحمہ اللہ کی دعائے خیر کے طمع اور حق گذاری کی نیت سی اپنی اور اسکے حق میں دعاء کرتے ہیں ربّنا اغفر لنا ولِاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل في قلوبنا غلاّ للّذین آمنوا ربّنا انّک رؤف رحیم * ربّ اغفرلي وللناظم ولآبائنا ومشایخنا ولجمیع المسلمین برحمتک یا أرحم الرّاحمین. تمّت قصیدة اللامیة المعروفة بقصیدة بدء الأمالي مع شرحه عقیدة اہل المعالي ای اہل السنة

الرّد على كتاب ابن تيمية الحراني

هذا كتاب من عبد الله الحق القاضي حبيب الحق الفرمولوى عفي عنه إلى حضرت مولانا حسين حلمى ايشيق أطال الله حياته وأطابها

السّلام عليكم وعلى من لديكم من المسلمين المخلصين.

أمّا بعد فيا ايّها المجاهد والقائد اني وجدت كتابا اسمه حقيق عبوديت وهو ترجمة الكتاب المسمى بالعبودية اصل الكتاب باللغة العربية صنفه الشيخ ابن تيمية الحراني في ذلك الكتاب عنوان ومضمون ذكر كى غير مشروع طريقى (طرق الذكر الغير المشروعة) قال فيه ما قال قد تعدى وتجاوز حتى انسب إلى أصحاب الطرق الصوفية أي ذاكري الله وذاكريه باسمه الله وتعالى نسبة قبيحة من الزيغ والضلال والإنحراف والإلحاد.

أقول نوّر الله مرقد الإمام السبكي رحمة الله عليه حيث ردّ على معتقداته في عصره بكتابه (شفاء السقام) ولكن ما وجدت فيه هذه المسألة والله اعلم اظن انّ هذا الكتاب (العبودية) صنفه بعده والله أعلم فلما رأيت ذلك العنوان نقلته وكتبت عليه ردا مختصرا بلغة اردو ثم عرضته إلى العلماء الكبار فكتبوا عليه تقريظات وتصديقات ثم طبعته ونشرته وهذا ما أرسلت اليكم أنموذجا أن تطبعوه ثانيا يكون عاما وتاما والأمر اليكم كيف ما شئتم والله المستعان والحنان المنان كتبه القاضي حبيب الحق قرية فرمولى من باكستان المرقوم «١٩٨١/١٢/٢٨» مطابق ٣٠ صفر المظفر سنة ١٤٠٢ هـ. ق.

ثم أقول في خدمتكم أيها المجاهد والقائد إنّك إن أردت طباعة هذه الرسالة ذكر الله جلّ جلاله فينبغي أن تكتب عليها تصديقا كما تفعل بسائر الكتب فينبغي أن تضيف في تقريظك حديثا رواه مسلم عن أنس وهو هذا عن أنس أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال (**لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض الله الله**) وفي رواية (**لا تقوم الساعة على احد يقول الله**) رواه مسلم مشكاة باب لا تقوم الساعة إلاّ على شرار الناس (**فائدة**) علامات العبارات والنصوص في ذكر الله جلّ جلاله.

ق: علامة قول الله القرآن، ح: علامة الحديث، ش: علامة الشرح، ت: علامة التفسير، د: علامة الدعاء الخ.

بسم الله الرّحمن الرّحيم

بحضور فيضگنجور حضرة مولانا حسين حلمى ايشيق استانبولى طال وطاب حياتكم.

السّلام عليكم ورحمة الله وبركاته **أمّا بعد:**

در حضور عرض پردازم كه مكتوب شما كه ذيل عنوان مراسله نوشته اى كه از كتاب ذكر الله عبارات عربيه را خواندم بسيار پسنديدم چاب خواهم كرد اين مژده متقدمه را خواندم خوشنود شدم ما شاء الله لا حول ولا قوّة إلاّ بالله عاليجاها درين باب التماس ديگر دارم اينكه من مزيد چند عبارات عربيه مشوب بفارسى بطور حواشى اضافى فراهم كرده نوشتم وهمراه نار اينك فرستاده آنرا منظور نظر خوشتر كبريت احمر گردانيد اگر براى الحاق وپيوستگى رساله ذكر الله پسنديده آيد ملحق وپيوست گردانيد انشاء الله مفيد تر گردد واگر مانع حايل باشد بگذاريد الأمر بيدكم كيفما شئتم وحيثما شئتم أطال الله حياتكم وأفاض علينا فيوضاتكم.

فرستادم بآن دلگش لالى * اگر افتد قبول رأى عالى

عرض بندهٔ حق قاضى حبيب الحق سكنهٔ پرمولى ضلع مردان باكستان عفي عنه. ١٩٨٣/٢/٢٣

(حاشية رسالة ذكر الله جلّ جلاله)

أقول ما قال الشيخ ابن تيمية في تصنيفه العبودية ما نقله صدر الدين اصلاحى إلى لغة اردو ان ذكر الله باسمه الله واسمه هو مفردا مفردا غير مركبين غير مشروع الخ هذا قول باطل باطل لأنّه ثبت ذكر الاسمين المذكورين مفردا بلا تركيب أيضا بالكتاب والسنّة وعمل الأمّة كما ذكرته في رسالتي ذكر الله جلّ جلاله وأيضا ورد السنة به فعن أنس أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال (**لا تقوم السّاعة حتى لا يقال الله الله**) وفي رواية (**لا تقوم السّاعة على احد يقال الله الله**) رواه مسلم (مشكاة باب لا تقوم الساعة إلاّ على اشرار الناس) ثم قال الشارح الشيخ عبد الحق الدهلوي وازينجا معلوم گردد كه بقاى عالم ببركت ذكر خدا وذاكران وصالحان ونيكوكارانست وچون ايشان از عالم بردارند عالم نيز دير نپايد الخ (أشعّة اللّمعات

باب لا تقوم الساعة إلاّ على الخ):

لولا الذين لهم ودر يقومونا * وآخرون لهم سرد يصومونا

تدكدكت أرضكم من تحتكم سجدا * لأنّكم قوم سوء ما تستطيعونا

الله قل وذر الوجود وما هوى * إن كنت مرتادا بلوغ كمال

ومال حق طلى همنشين نامش باش * ببين وصال خدا در وصال نام خدا

السؤال: فإن قيل إنّما قال بعدم المشروعية لأنّ لفظ الله اذا كان غير مركب فهو غير مفيد فلا يجوز ذكره.

الجواب: لا بل ذكره جائز مفردا ايضا كما جاز مركبا بوجوه: اولا: ذكر اسم الله مفردا منصوص عليه كما في ما رواه أنس المذكور آنفا فصار مأمورا به فالسؤال باطل وثانيا: أنّ حرف النداد يكون مقدرا في ذكر اسم الله واسم هو بل في سائر اسمائه تعالى كما ثبت وقرر في كتب الأوراد وجاء في القرآن مثل (**يُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا** * يوسف: ٢٩) و (**طه مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى** * طه: ١-٢) (**وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا** * طه: ١١٤) الآيات اي يا يوسف ويا طه الخ. وثالثا: قد جرى بذكر اسماء الله اي الله وهو ورحمن إلى آخره عمل الأمة كما هو المنقول في السلاسل المنقولة كلها فهذا اجماع فالإعراض عنه باطل ورابعا: قال الله (**اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا** * الزحزاب: ٤١) واسمه تعالى اذا كان مفردا يكون ذكره كثيرا كما هو المتبادر الخ.

ذكر هو جلّ جلاله

قوله هو ليس من الأسماء الحسنى بل هو عند اهل الظاهر ضمير شأن يفسره ما بعده وعند اهل الله اسم ظاهر يتعبدون بذكره وعلى كل قول زائد على التسعة والتسعين (الصاوي حاشية الجلالين جزء: ١٥، ج: ٢، ص: ٣٦٧).

وأيضا هو فاتحة الأسماء (شمس المعارف الكبرى ج: ٢، ص: ١٢). وإنّما هو فاتحة الأسماء كما هو الظاهر من الآيات الكثيرة منها هذه (**هُوَ اللهُ الَّذِي لاَ اِلَهَ اِلاَّ هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ * هُوَ اللهُ الَّذِي لاَ اِلَهَ اِلاَّ هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ**

السّلام الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ * هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ ٱلاَسْمَآءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَٱلاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ * الحشر: ٢٢-٢٤) (**وَهُوَ الَّذِي اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ** * الحج: ٦٦) (**هُوَ الْحَيُّ لاَ اِلَهَ اِلاَّ هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** * المؤمن: ٦٥) ففي هذه المواضع وأمثالها لفظ هو فاتحة الأسماء كما أنّ الفاتحة فاتحة الكتاب فله فضيلة الذكر أيضا كما في العوارف وأيضا أقول لفظ الله تعالى ولفظ هو كل واحد منهما زائد على حرف واحد وبذكر حرف واحد حسنة والحسنة بعشر أمثالها كما في الحديث (**من قرأ...**) الخ.

الذكر القلبي

أقول فضلا عما ذكرنا الذكر القلبي وهو أيضا ثابت من السلف والخلف وكان ذكر النبي صلّى الله عليه وسلّم في انحار الحرى اولا ذكرا قلبيا وجرى به عمل اهل الذكر قال الإمام النووي في كتابه الأذكار الذكر يكون بالقلب ويكون باللسان والأفضل ما كان بالقلب واللسان جميعا فإن اقتصر على احدهما فالقلب أفضل (البهجة السنية ص: ٣٧) وفي الحديث القدسي (**يقول الله تعالى أنا عند ظنّ عبدي بي وأنا معه إذا ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي**) الحديث رواه الشيخان وقال الله تعالى (**وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَٱلآصَالِ وَلاَ تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ** * الأعراف: ٢٠٥). **فائدة:** اس آية مين ذكر قلبى اور دوام ذكر كا حكم هى اور دوام ذكر بى ذكر قلبى هو هى نهين سكتا جو اهل ايمان ظاهرى ذكر قلبى كى قايل اور معتقد نهين اور باطنى ذكر كرنى والون كو بدعتى كهتى هين نهين جايتى كه يه آية كريمه پترهكر اپنى **عقيده:** سى توبه كرين (**وَتُوبُوا اِلَى اللهِ جَمِيعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** * النور: ٣١) (حاشية تفسير قادرى سورة الأعراف) قال بعض العارفين:

فخاطبت موجودا بغير تكلّم * ولاحظت معلوما بغير عيان

وشيخ عبد الحق دهلوى در مزرع الحسنات فرموده است:

بگذر اى غافل زذكر اين وآن * تا فراموشت نگردد غير حق

چون فراموشت شود ما دون حق * ياد حق كن تا بمانى جاودان

در حقیقة نیستی ذاکر بدان * ذاکری گر چه نه جنبانی زبان

نیز داکتر اقبال سیالکوتی فرموده است:

مصطفی اندر حری خلوت گزین * گر چه داری جان روشن چون کلیم

صاحب تحقیق را جلوت عزیز * مدتی جز خوشتن کس را ندید

هست افکار تو بی خلوت عقیم * صاحب تخلیق[۱] را خلوت عزیز

حاصل الحواشي

حاصل ما نقلت أنّ ذكر اسم ذاته تعالى الله واسمه هو فاتحة الأسماء وسائر اسمائه فرادا اي غير مركب بفعل واسم وحرف جائز منقول بلا ريب وقول القائل بعدم الجواز مردود لا يعبأ به في الشرع المبين (**اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ** * يوسف ٩٤) وما أحسن ما قال بعض العلماء في عدم الإلتفات إلى أقوال المخالفين:

أخاف أن يروا مد الزمان * الصحف والصحة في القرآن

لا تلتفت أخي إلى ما سطروا * من الحنا مقررا بل تنكروا

واكرمن صحائف السنى * فانها من انفع المحوى

برادران اسلام از مطالعهٔ کتاب ذکر الله وحواشی آن که اندکی از آیات قرآنی واحادیث نبوی وأقوال امت مرحومه است خوب ظاهر شد که ذکر الله وذکر هو وذکر دیگر اسماء خداوند کریم مفردا ومرکبا بلکه لفظا وقلبا بزبان ودل جایز است وموجب خیر وبرکت واجر آخرت است پس از گفتار مخالف قول شاذ در شك وشبهه نه افتید وبر ذاکران وصالحان ومراقبان گمان بد نکنید مسلمان بھائیو نام خدا وصفات خداوندی کا وظیفه کرنا بصورت مفردات ومرکبات طریقه نبویه اهل سنة وجماعت هی سعادت دارین کا سبب هی اسلئی کسی کی مخالفت پر شبهه مین مت پزو بلکه استقلال اور استقامت رکھو (**اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ** * يوسف: ٩٤).

المحشّي قاضي حبيب الحق پرمولی ضلع مردان پاکستان

---

(١) مراقبه وتفکر

رسالة تَذْكِرَة اْلأَوْلِيَاءْ فَارِسِى

از تصانيف كاشف دقائق طريقت وواقف حقائق معرفت

حضرت مولانا فريد الدين عطار قدسّ سرّه

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلاَّ الْمُتَّقُونْ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الجواد بافضل انواع النّعماء المنّان باشرف اصناف العطاء المحمود في أعالي ذوق العزّة والكبرياء المعبود باحسن أجناس العبادات في أعماق الأرض وأطباق السّماء ذي العزة والجبروت والبهاء ذي الجلال والملكوت والثناء الذي علاه واحتجب بانوار المجد والقدس والثناء عن أعين الناظرين وأبصار البصراء ودنا فاقترب من بصائر المتحرقين طرف في وهج العناء وربط طرف بقاء المغتمسين في لجج بحار توحيده بالفناء وخلط شرف فناء المتعمقين في قعر قربة البهاء بمحض البقاء واغناهم بعزة الفقراء اليه عن ذل الرّكون إلى الأشياء اولاهم والتوفيق المحمّد عمّا هو في خزائنه الآلآء واغناهم بالفناء عن البقاء وبالبقاء عن الفناء فصاروا بنور فناء الفناء مخلصين عن هواء الأهواء وخطور آجال الانس بغناء القدس مودعين بفناء الفناء وانقطعوا بالنور الحقيقي التّامّ عن تخايل الاظلال وتماثيل الافياء التي هي اعيان الدهماء واشخاص الانشاء نحمده على ان كفانا كيد من عادانا فيه ودفع عنا شر من نادانا بقلبه واذانا نفيه وشغله عنا كل شاغل عنه والّف بيننا وبين كلّ مؤلف بيننا وبينه وجعلنا خدما وعبادا له واكرمنا بشريف خطابه وكريم كتابه وجعلنا متبعين لحبيبه ثم من جملة احبابه ونشهد أن لا إله إلاّ الله وحده لا شريك له يوازيه ولا نظير له يضاهيه فإن نظرنا إلى الأوصاف الألوهية فلا إله إلاّ هو وإن تأمّلنا الوجود فلا هو إلاّ هو ونشهد أنّ محمّدا عبده ورسوله ونبيّه وصفيّه أرسله بالحقّ إلى كافة الخلق فجعل برفع محلّه عقد اهل الرفع والضّلال وقل يجد عدد بزمر الخزي والنكال واطفأ بنوره نار الغواية وتبوّأ

انصاره دار الهداية واضاء قلوب المهتدين بهداية انوار جواهر الدين وفقهم الاقتناء مفاخر ذخائر اليقين وبصّرهم بغوامض سرائر النبيّين وخصّ الأتقياء والأصفياء من اتباعهم الذين نقضوا أيديهم عن الكونين ورفضوا عن قلوبهم الإلتفات إلى نعيم الدارين من شواهد الغيب المكنون بما لا يبصره لواحظ العيون ولا يستشرب له طوالع العقول ويواجب الظنون وبلغ قلوبهم بما كاشفها به من نهايات المطالب وغايات الهمّ واقشع عن اسرارهم هما طالعها به من اقاصى المقاصد وغايات الغمّ واستصفى ارواحهم بما يستحلله من انوار الجلايا القدسيّة عن شوائب الأنوار وكدورات الظلم صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ما ذر شارق لطف من مشرق فضل وما وقب غاسق بعد ما ابتلى بالبعد عاشق وما اومض بارق هداية من سحاب عنايته وما لفظ ناطق صدق بكلمة عشق وما تقلقل شوق في بادية ذوق وتسلم تسليما كثيرا.

أمّا بعد: چون بعد از قرآن واحاديث هيچ سخن بالاى سخن مشايخ طريقت نيست رحمهم الله كه سخن ايشان نتيجهٔ كارها وحال است نه ثمرهٔ حفظ وقال واز عيان است نه از بيان واز اسرار است نه از تكرار واز جوشيدن است نه از كوشيدن واز علم لدنى است نه از علم كسبى واز عالم (أدّبني ربي) است نه از جهان «علّمني أبي» كه ايشان ورثهٔ انبيا اند صلوات الرّحمن عليهم وجماعتى را از دوستان ما رغبتى تمام ميديدم بسخن آن قوم ومرا نيز ميلى عظيم بود بمطالعهٔ سخنان ايشان وسخن بسيار بود اگر همه را جمع ميكردم دراز ميشدى التقاطى كردم از براى خويش واز براى دوستان واگر تو نيز ازين بودهٔ براى تو واگر كسى زياده ازين خواهد در كتب متقدمان ومتأخران اين طائفه بسيار يافته شود وازانجا طلب ميكند واگر طالبى شرح كلمات اين قوم طلب كند در كتاب شرح القلب وكتاب كشف الأسرار وكتاب معرفة النفس والرّب بر آيد وبدان معانى شود محيط هر كه اين سه كتاب را معلوم كرد گمان آنست كه هيچ سخن اين طائفه الاّ ما شاء الله پوشيده نماند واگر اينجا شرح اين كلمات دادى هزار كاغذ بر آمدى

اما طریق ایجاز واختصار سپردن سنت است کما فخر رسول الله صلّی الله علیه وسلّم فقال (**اوتیت بجوامع الکلم واختصر لي الکلام**) اختصار آنرا انبار نیفگندم وسخن بود که در یك کتاب نقل از شیخی بود ودر کتابی دیگر نقل از شیخی بخلاف آن واضافات حکایات وحالك مختلف نیز هم بود آنقدر احتیاط که توانستم بجای آوردم اما سبب شرح نادادن آن بود که خودرا در میان سخن ایشان آوردن ادب ندیدم وذوق نیافتم وسخن خودرا در میان چنین سخنان خوش ندیدم مگر جای چند اندك اشارت کرده آمد برای دفع خیال نامحرمان ونااهلان ودیگر سبب آن بود که هر کرا در سخن ایشان بشرحی حاجت خواهد بود اولی تر که به سخن ایشان بنگرد وباز شرح دهد دیگر سبب آن بودکه اولیاء مختلف اند بعضی اهل معرفت اند وبعضی اهل معاملت وبعضی اهل محبت وبعضی اهل توحید وبعضی همه وبعضی بصفتی دون صفتی وبعضی بی صفت واگر یك یك را شرح جدا میدادم کتاب از شرط اختصار بیرون میشد واگر ذکر انبیاء وصحابه رضي الله عنهم واهل بیت میکردم یك کتاب دیگری بایست جداگانه وشرح قومی چگونه در زبان میگنجد که ایشان خودند کور خدای تعالی اند ورسول اند ومحمود قرآن واخبار وآن عالم عالمی دیگر است وجهانی دیگر انبیاء وصحابه واهل بیت سه قوم اند انشاء الله تعالی که در ذکر ایشان کتابی جمع کرده آید مارا ازان قوم مثلثی از عطار یادگار بماند ومرا در جمع کردن این کتاب چند چیز باعث بود تا از من یادگار بماند یا هر که بر خواند ازینجا کشایشی یابد ومرا بدعای خیر یاد آرد وبود که بسبب کشایش او مرا در خاك کشایشی دهند چنانکه یحیی عمّار که امام هری بود واستاد شیخ عبد الله انصاری رحمة الله علیه چون وفات کرد اورا بخواب دیدند پرسیدند که خدای تعالی با تو چه کرد گفت خطاب فرمود که یحیی با تو کارها داشتم سخت لیکن روزی در مجلسی مارا می ستودی دوستی از دوستان ما آنجا میگذشت آن بشنید وقتش خوش شد ترا در کار او کردم واگر نه آن بودی دیدی که با تو چه کردندی دیگر باعث آن بود که

شیخ بوعلی دقاق را گفتند که در سخن مردان شنیدن هیچ فایده هست چون بر آن کار نتوانیم کردن گفت بلی در وی دو فایده است اوّل آنکه اگر مرد طالب بود قوی همت گردد وطلبش زیاده شود دوم آنکه اگر کسي در خود دماغی دارد آن دماغ فرو شکند ودعوی آن از سر بیرون کند ونیك اورا بد نماید واگر کور نبود خود مشاهده کند کما قال الشیخ المحفوظ رحمة الله علیه لا تزن الخلق بمیزانك وزِنْ نفسك بمیزان الموقنین لتعلم فضلهم وافلاسك گفت خلقرا بترازوی خود وزن مکن اما خودرا بترازوی مردان راه بسنج تا بدانی فضل ایشان وافلاس خود دیگر باعث آن بود که جنید رحمه الله را گفتند که مریدرا چه فایده بود درین حکایات وروایات گفت سخن ایشان لشکریست از لشکرهای خدای تعالی که بدان مریدیرا اگر دل شکسته بود قوی گردد وازان لشکر مدد یا بدو حجت این سخن آنست که حق تعالی میفرماید (**وَكُلاًّ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ** * هود: ۱۲۰) ما ای محمّد قصهٔ گذشتگان با تو میگوئیم تا دل تو بدان آرام گیرد وقوی تر گردد دیگر باعث آن بود که خواجهٔ انبیاء محمّد صلّی الله علیه وسلّم میفرماید (**عند ذکر الصالحین تنزل الرّحمة**) اگر کسی مایده نهد که بران مایده رحمت بار وتواند بود که اورا ازان مایده بیفایده باز نگردانند دیگر باعث آن بود که از ارواح مقدسهٔ ایشان مددی بدین شوریدهٔ روزگار رسد وپیش از اجل اورا در سایهٔ دولتی فرود آرد. دیگر باعث آن بود که چون بعد از قرآن واحادیث نبوی بهترین سخنهای سخن ایشان دیدم وجمله سخن ایشان احادیث وقرآن دیدم خودرا درین شغل افگندم تا اگر ازیشان نیستم باری خودرا تشبیه جسته باشم که (**من تشبّه بقوم فهو منهم**) چنانکه جنید رحمة الله علیه گفت مدعیانرا نیکو دارید که ایشان محقق نمایند وپای ایشانرا بوسه دهید که اگر همتی بلند نداشتندی بچیزی دیگر دعوی کردندی. دیگر باعث آن بود که چون قرآن واخباررا لغت وصرف ونحو میبایست وبیشتر خلق از معانی آن بهره نمیتوانستند گرفت این سخنان که شرح آنست خاص وعامرا در وی نصیب است

اگر چه بیشتر بتازی بود بزبان پارسی نوشته آمد تا همه را شامل بود دیگر باعث آن بود که ظاهر میبینم که اگر سخن بخلاف تو میگویند بخون آنکس سعی میکنی وسالها بدان یك سخن کنیه میگیری چون سخن ناشایست باطلرا در نفس تو چندین اثر است که سخن شایستهٔ حقرا هم در دل تو اثر تواند بود بل هزار چندان اگر چه تو ازان خبر نیابی چنانکه از شیخ عبد الرّحمن اسکاف پرسیدندکه کسی قرآن میخواند ونمیداند که چه میخواند آنرا هیچ اثری بود گفت کسیکه دارد میخورد ونمیداند که چه میخورد واثری کند قرآن اثر نکند بلکه اثرها کند فکیف اگر خود داندکه چه میخواند اثر آن بسیارتر بود دیگر باعث آن بودکه دلی داشتم که جز این سخن نمیتوانستم گفت ونمیتوانستم شنید مگر بکره وضرورت وما لابد لا جرم از سخن ایشان وظیفه ساختم اهل روزگار را تا بود که برین مایده همکاسه یابیم چنانکه شیخ بوعلی سینا رحمة الله علیه میگوید که مراد وآرزوست یکی آنکه تا سخن از سخنهای او میشنوم یا کسی از کسان او میبینم پس من مرد امّی ام نه چیزی توانم نوشت ونه چیزی توانم خواند یا کسی بایدم که سخن او میگوید ومن میشنوم یا من میگویم او میشنود واگر در بهشت گفتگوی او نخواهد بود بوعلی‌را در بهشت باید دیگر باعث آن بود که امام یوسف همدانی را رحمة الله علیه برسیدند که چون این روزگار بگذرد واین طائفه روی در نقاب تواری آرند چکنیم تا بسلامت ما نیم گفت هرروز هشت ورق از سخن ایشان میخوانید پس در وی ساختن اهل غفلترا فرض عین دیدم دیگر باعث آن بودکه بی سببی از کودکی باز دوستی این طایفه در جانم موج میزد وهمه وقتی مفرح دل من از سخن ایشان بود برای آنکه (**المرء مع من احبّ**) بقدر وسع خویش سخن ایشانرا جلوه کردم که این عهدیست که این شیوهٔ سخن بکلی روی در نقاب آورده است ومدعیان بلباس اهل این معانی بیرون آمده اند واهل دل چون کبریت احمر عزیز شده اند کما قال الجنید للشبلي رحمهما الله اذا وجدت من یوافقك علی کلمة ممّا تقول فتمسّك به جنید شبلی را گفت اگر در

همه عالم کسی‌را یابی که در یك کلمه ازانچه میگوئی موافق تو بود دامنش بگیر. دیگر باعث آن بودکه چون میدیدم که روزگاری پدید آمده است که اشرار الناس اخیار الناس‌را فراموش کرده اند تذکره ساختم اولیاءرا واین کتابرا تذکرة الأولیاء گفتم تا اهل خسران روزگار اهل دولترا فراموش نکنند وگوشه نشینان وخلوت گرفتگانرا طلب کنند وبدیشان رغبت نمایند تا در نسیم دولت ایشان بسعادت ابدی پیوسته گردند **دیگر باعث آن بود** که سخنی که بهترین سخنها بود از چند وجه **اوّل آنکه** دنیا را بر دل مردم سرد کند **دوم آنکه** آخرت با یاد آرد **سوم آنکه** دوستی حق در دل مرد پدید آید **چهارم آنکه** مرد چون این سخنرا بشنود زاد راه بی پایان ساختن گیرد جمع کردن چنین سخنها از واجبات بود وتوان گفتن که در آفرینش به ازین کتابی نیست از بهر آنکه سخن ایشان شرح قرآن واخبار است که بهترین سخنها است وتوان گفتن که این کتابی است که مخنثانرا مرد کند وشیرمردانرا مرد فرد کند وفردانرا عین درد کند وچگونه عین درد نگرداند که هر که این کتاب را چنانکه شرط بود بر خواند ونیکو آگاه گردد که آن چه درد بوده است در جانهای ایشان که از چنین کارها وازین شیوه سخنها از دل ایشان بصحرا آمده است ومن یك روز پیش امام مجد الدین خوارزمی در آمده اورا دیدم که میگریست گفتم خیر هست گفت زهی سپاه سالاران که درین امت بوده اند بمثابت انبیاء علیهم السّلام که **(علماءُ امّتي كأنبياء بني اسرائيل)** پس گفتا ازان میگویم که دوش گفته بودم که خداوندا کار تو هیچ بعلت نیست مرا ازین قوم گردان یا از نظارگیان این قوم گردان که قسمی دیگر را طاقت ندارم میگویم که بود که مستجاب شده باشد **دیگر باعث آن بود** که تا فردارا نظر شفاعتی در کار این عاجز کنند ومرا چون سگ اصحاب کهف اگر همه باستخوان بود نومید نگردانند. **نقل است** که جمال موصلی عمری خون خورد وجان کند ومال وجاه بذل کرد تا در محاذات جوار روضهٔ محمّد مصطفی صلّی الله علیه وسلّم یك کور جای یافت آنگاه وصیت کرد که بر سر

خاکم نویسید که (**وکلبهم باسط ذراعیه بالوصید**) خداوندا سگی قدمی چند برابر دوستان تو زد اورا در کار ایشان کردی من نیز دعوی دوستی دوستان تو میکنم بحق جان پاك انبیاء واولیاء وعلمای تو که من غریب عاجز را ازین قوم محجوب مگردان وازان نظر خاص که با ایشان میرسد محروم مکن واین کتاب را سبب درجهٔ قرب گردان نه سبب درکه بعد انّك وليّ الاجابة واکنون اسامی این بزرگان که درین کتاب اند مجموع یاد کنیم در نود وشش باب بمنّه وکرمه.

باب أوّل در ذکر امام جعفر صادق رضي الله عنه

آن سلطان ملت مصطفوی آن برهان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوهٔ دل اولیاء آن جگر گوشهٔ سیّد انبیاء آن ناقد علي آن وارث نبي علیه الصّلاة والسّلام آن عارف عاشق ابومحمّد امام جعفر صادق رضي الله عنه گفته بودیم که اگر ذکر انبیاء وصحابه واهل بیت کنیم کتابی جداگانه باید وکتاب آن شرح حال اولیاء است خواهد که بعد از ایشان بوده اند اما به سبب تبرك بصادق ابتدا کنیم که او نیز بعد از ایشان بوده است وچون از اهل بیت بود سخن طریقت بیشتر او گفته است وروایت بیشتر ازو آمده است کلمهٔ چند ازان او بیاوریم که ایشان همه یکی اند چون ذکر او کرده آمد ذکر همه بود نه بینی که قومی مذهب او دارند مذهب دوازده امام دارند یعنی یکی دوازده است ودوازده یکی واگر تنها صفت او گویم بزبان وعبارات من راست نیاید که در جملهٔ علوم واشارات بی تکلف بکمال بود وقدوهٔ جملهٔ مشائخ بود واعتماد همه بر وی بود ومقتدای مطلق بود هم الهیانرا شیخ بود وهم محمّدیانرا امام وهم اهل ذوقرا پیشرو بود وهم اهل عشقرا پیشوا وهم عُبّاد را مقدم بود وهم زُهادرا مکرم وهم صاحب تصنیف حقایق بود ودر لطائف تفسیر واسرار تنزیل بینظیر بوده از باقر رضي الله عنه بسیار سخن نقل کرده است وعجب میدارم ازان قوم که ایشانرا خیال بندد که اهل سنت وجماعت را با اهل بیت چیزی در راهست که اهل سنت وجماعت اهل بیت اند به حقیقت

ومن آن نمیدانم که در خیال باطل مانده است آن میدانم که بمحمّد صلّی الله علیه وسلّم ایمان دارد وبفرزندان او ندارد تا بحدیکه شافعی‌را رضي الله عنه در دوستی اهل بیت برفض نسبت کردند واورا محبوس گردانیدند واو هم درین معنی شعری گفته است ویك بیت اورا معنی این است که اگر دوستی آل محمّد صلّی الله علیه وسلّم رفض است گو جمله جن وانس گواهی دهید برفض من واگر آل واصحاب رسول دانستن از اصول ایمان نیست بسی فضول که بکار نمی آید میدانی اگر این نیز بدانی زبان ندارد بلکه انصاف آنست که چون بادشاه دُنیا وآخرت محمّد صلّی الله علیه وسلّم میدانی وزرای اورا بجای خود باید شناخت وصحابه را بجای خود باید دانست وفرزندان اورا همچنین تا سُنی پاك باشی وبا هیچکس از پیوستگان باو شامت انکار نباید چنانکه ابوحنیفه‌را رضي الله عنه سؤال کردند از پیوستگان پیغمبر خدا صلّی الله علیه وسلّم که کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق وفاروق واز جوانان عثمان وعلي مرتضی واز زنان عائشه واز دختران فاطمه رضوان الله علیهم.

نقل است که منصور خلیفه شبی وزیررا گفت برو وصادق را بیار تا بکشم وزیر گفت کسیکه در گوشه نشسته است وعزلت گرفته وبعبادت مشغول شده ودست از ملك کوتاه کرده خلیفه از وی رنجیده گشت وگفت البته اورا بیار تا بکشم وزیر هر چند منع کرد سود نداشت عاقبت وزیر بطلب برفت خلیفه غلامانرا گفت که چون صادق در آید ومن کلاه از سریر دارم شما اورا بکشید چون صادقرا بیاوردند زود منصور بر خاست وبتواضع پیش صادق بدومد ودر صدرش بنشاند وبا ادب در پیش او بنشست غلامانرا عجب آمد منصور گفت چه حاجت صادق گفت آنکه مرا دیگر پیش خود نخوانی وبگذاری تا بطاعت خدای تعالی مشغول باشم پس دستوری دادش وبا عز از تمام روا نه کرد ودر حال لرزه بر منصور افتاد وبیهوش گشت تا سه روز وبعضی گفته اند تا سه نماز از وی فوت شد وچون بهوش باز آمد وزیر پرسید این چه حال بود گفت که چون صادق از در آمد دیدم که

اژدهائی با وی بودکه لبی بر زبر صفه نهاده بود ولبی بزیر صفه ومرا بزبان حال میگفت که تو اورا بیازاری ترا باین صفه فرو برم من از بیم آن اژدها ندانستم که چه میگویم ازو عذر خواستم وچنین بیهوش گشتم. **نقل است** که یکبار داود طائی رحمة الله علیه در پیش صادق آمد وگفت ای پسر رسول خدا تبارك وتعالی مرا پندی ده که دلم سیاه شده است گفت یا ابا سلیمان تو زاهد زمانهٔ ترا به پند من چه حاجت است داود گفت ای فرزند پیغمبر خدا شمارا بر همه فضل داده است وپند دادن تو بر همه واجب گفت یا ابا سلیمان من ازین میترسم که بقیامت جدّ من در من دست زند که چرا حق متابعت من در نگذاردی این کار به نسب صحیح نیست این کار بمعاملهٔ شایسته است در حضرت حق تعالی داود بگریست وگفت بار خدایا آنکه معجون طینت او از آب نبوت است وترکیب طبیعت او از اهل برهان وحجت جدش رسول است ومادرش بتول او بدین حیرانیست داود که باشد که بمعاملهٔ خود معجب شود. **نقل است** که روزی نشسته بود با مولاهای خود گفت بیائید تا بیعت کنیم وعهد بندیم که هرکه از میان ما بقیامت رستگاری یابد همه را شفاعت کند ایشان گفتند یا ابن رسول الله ترا بشفاعت ما چه احتیاج است که جدّ تو شفیع جمله خلایق است صادق گفت من بدین افعال خود شرم دارم که بقیامت در روی جد خود بنگرم. **نقل است** که چون جعفر صادق رضي الله عنه خلوت گرفت وبیرون نیامد سفیان ثوری رحمة الله علیه در پیش وی آمد وگفت یا ابن رسول الله مردمان از نفایس تو محروم مانده اند چرا عزلت گفتهٔ صادق گفت که اکنون روی چنین دارم واین دو بیت را بر خود خواند **شعر**:

ذهب الوفاء ذهاب انس الذاهب * والناس بین مخایل ومآرب

یفشون بینهم المودة والوفا * وقلوبهم محشوة بعقارب

نقل است که جعفر صادق رضي الله عنه را دیدند که زیّ اهل گرانمایه پوشیده بود گفتند یا ابن رسول الله لیس هذا من بیتك دست آنکس را بگرفت

ودر آستین کشید پلاسی پوشیده بود که دسترا میخراشید وگفت هذا للخلق وهذا للحق. **نقل است** که صادق از ابوحنیفه رحمة الله علیه پرسیدکه عاقل کیست گفت آنکه تمیز کند میان خیر وشر صادق گفت بهایم نیز تواند کرد میان آنکه اورا زنند یا نوا زند ابو حنیفه رحمه الله گفت میان شما عاقل کیست گفت آنکه تمیز کند میان دو خیر ودو شر تا از دو خیر خیر الخیرین اختیار کند واز دو شر خیر الشرین بر گزیند. **نقل است** که صادقرا گفتند همه هنرها داری زهادت وکرم باطن وقرة العین خاندانی اما بس متکبری گفت من متکبر نیم لیکن مرا کبریائی هست که چون از سر کبر خود برخاستم کبریائی او بیامد وبجای کبر من بنشست بکبر خود کبر نشاید کردن از کبرهای او کبر شاید کردن. **نقل است** که همیان زر از کسی برده بودند آنکس در صادق آویخت که تو بردی واورا نشناخت صادق گفت چند بود گفت هزار دینار پس اورا بخانه برد وهزار دینارش بداد وبعد ازان مرد زر خودرا جای دیگر بیافت زر صادق را باز برد وگفت من غلط کرده بودم صادق گفت ما هر چه دادیم باز نمیگیریم بعد ازان از یکی پرسید که او کیست گفتند جعفر صادق رضي الله عنه مرد ازان خجل شده وبرفت. **نقل است** که روزی تنها در راه میرفت والله الله میگفت سوخته بر عقب او میرفت والله میگفت صادق میگفت الله جامه ندارم الله جبه ندارم در حال وسه جامه پاکیزه پدید آمد صادق در پوشید آن سوخته پیش آمد وگفت ای خواجه در الله گفتن با تو شریك بودم اکنون آن کهنه خویش بمن ده صادق را این سخن خوش آمد آن کهنه را بدو داد. **نقل است** که کسی پیش صادق آمد وگفت خدایرا بمن نمای گفت آخر تو نشنیدهٔ که موسی را گفتند **(لن ترانی)** گفت آری اما این ملت ملت محمّد است صلّی الله علیه وسلّم که یکی فریاد میکند که رأی قلبی ربّي دیگری نعره که لم اعهد ربا لم اره صادق گفت که اورا به بندید ودر دجله اندازید به بستند ودر دجله انداختند آب اورا فرو برد باز بر انداخت گفت یا ابن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم الغیاث الغیاث صادق گفت ای آب فرو برش فرو

برد وديگر بار بر آورد چند كرت همچنين فرو ميبرد وبر مى آورد واو پناه بصادق مى آورد تا از همه در ماند وچون در دجله غرق شد اميد از خلق منقطع كرد اين نوبت كه آب اورا بر انداخت گفت الهى الغياث الغياث صادق گفت اورا بياريد بياوردند وساعتى بگذاشتند تا باقرار آمد پس گفت حق تعالى را ديدى گفت تا دست در غير ميزدم حجاب ميبود چون بكلى پناه بدو بردم ومضطر شدم روز نه در روزن دلم كشاده شد آنجا فرو نگريستم بديدم وتا از اضطرار نبود آن نبود كه (**اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ** * النمل: ٦٢) صادق گفت تا صادق را ميخواندى كاذب بودى اكنون آن روز نه را نگاه ميدار وگفت هر كه گويد خداى بر چيز است يا از چيز است او كافر بود گفت هر آن معصيت كه اول او ترس بود وآخر او عذر بنده را بحق نزديك گرداند وهر آن طاعت كه اول آن من بود وآخر عجب آن طاعت بنده را از خداى باز دارد مطيع با عجب عاصى است وعاصى با عذر مطيع واز وى پرسيدند كه درويش صابر فاضلتر بود يا توانگر شاكر گفت درويش صابر كه توانگررا دل با كيسه بود ودرويش را با خداى تعالى وگفت عبادت جز بتوبه راست نيايد كه خداى تعالى توبه را مقدم گردانيد بر عبادت كما قال الله تعالى (**اَلتَّآئِبُونَ الْعَابِدُونَ** * التوبة: ١١٢) وگفت ذكر توبه در وقت ذكر خداى تعالى ماندنست از ذكر وخدايرا بحقيقت ياد كردن آن بود كه فراموش كند در جنب خداى تعالى جمله اشياء را از جهت آنكه خداى اورا عوض بود از جمله اشياء وگفت در معنى اين آية (**وَاللهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَآءُ** * البقرة: ١٠٥) خاص گردانم برحمت خويش هر كرا خواهم واسطه وعلل واسباب از ميان برداشته است تا بدانند كه عطا محض است وگفت مؤمن آنست كه ايستاده است با نفس خويش وعارف آنست كه او ايستاده است با خداوند خويش وگفت هر كه مجاهده كند بنفس براى نفس برسد بكرامات خداوند وهر كه مجاهده كند به نفس براى خداى تعالى برسد بخداى وگفت الهام از اوصاف مقبولانست واستدلال ساختن كه بى الهام بود از علامت

زندگانست وگفت مگر خدای تعالی در بنده نهان ترست از رفتن مورچه بر سنگ سیاه در شب تاریك وگفت عشق الهی است نه مذموم ونه محمود وگفت سر معاینه مرا آنگاه مسلم شد که رقم دیوانگی بر من کشیدند وگفت از نیکبختی مرد یکی آنست که خَصْم او خردمند است وگفت از صحبت پنج کس حذر کن یکی از دروغگوی که همیشه با وی در غرور باشی دوم احمق که هر چند سود تو خواهد زیان تو بود ونداند سوم بخیل که بهترین وقتی از تو ببرد چهارم بد دل که در وقت حاجت ترا ضایع گذارد پنجم فاسق که ترا بیك لقمه بفروشد وبکمتر لقمه طمع کند وگفت حق تعالی را در دنیا بهشت است ودوزخ بهشت عافیت است ودوزخ بلا عافیت بهشت آنست که کار خود بخدا گذاری ودوزخ آنکه کار خود بنفس خویش باز گذاری وگفت من لم یکن به ستر فهو مضر اگر صحبت اعدا مضر بودی اولیارا آسیه را ضرر بودی از فرعون واگر صحبت اولیا نفاع بودی اعدارا منفعتی بودی زن لوط ونوح را ولیکن پیش از قبضی وبسطی نبود وسخن او بسیار است تأسیس را کلمهٔ چند گفتم وختم کردم.

باب هیژدهم در ذکر امام اعظم ابو حنیفه کوفی رحمة الله علیه

آن چراغ شرع وملت آن شمع دین ودولت آن نعمان ثابت حقایق آن عمان جواهر معانی ودقایق آن عارف عالم صوفی امام جهان ابوحنیفه کوفی رحمة الله علیه صفت کسیکه بهمه زبانها ستوده باشد وبهمه ملتها مقبول که تواند گفت ریاضت ومجاهدهٔ او وخلوت ومشاهدهٔ او نهایت نداشت ودر اصول طریقت وفروع شریعت درجه رفیع ونظری ناقد داشت وبسیار صحابهٔ مشایخ را دیده بود وچون انس بن مالك وجابر بن عبد الله وعبد الله بن ابی اوفی وواثلة بن الاسقع وعبد الله الزبعری رضي الله عنهم وبا صادق رضي الله عنه صحبت داشت واستاد علم فضیل وابراهیم ادهم وبشر حافی وداود طائی بود وآنگاه بسر روضهٔ سید المرسلین رفت صلوات الله وسلامه علیه گفت السّلام علیك یا سید المرسلین صلّی الله علیه وسلّم جواب آمد

وعليك السّلام يا امام المسلمين ودر اول كار عزيمت عزلت كرد. **نقل است** كه توجه بقبلهٔ حقيقى داشت در وى از خلق بگردانيد صوفى پوشيد تا شبى بخواب ديد كه استخوانهاى پيغامبر عليه السّلام از لحد گرد ميكرد وبعضى را از بعضى اختيار ميكرد از هيبت آن بيدار شد يكى را از اصحاب ابن سيرين پرسيد گفت تو در علم پيغامبر عليه السّلام وحفظ سنت او بدرجهٔ رسى چنانكه دران متصرف شوى صحيح از سقيم جدا كنى ويكبار ديگر پيغامبررا عليه السّلام بخواب ديد گفت يا اباحنيفه ترا سبب آن زنده گردانيدند تا سنت من ظاهر گردانى قصد عزلت مكن واز بركت احتياط او بود شعبى كه اوستاد او بود پير شده بود خليفه مجمعى ساخت وشعبى را بخواند وعلماء بغدادرا حاضر كرده شرطى‌را فرمود تا بنام هر خادمى ضياعى نويسند بعضى باقرار وبعضى بملك وبعضى بوقف پس خادمى آن خط را پيش شعبى آورد كه قاضى بود وگفت امير المؤمنين ميفرمايد كه گواهى برانجا نويس بنوشت جمله فقها بنوشتند پيش ابوحنيفه رحمه الله آورد وگفت امير المؤمنين ميفرمايد كه گواهى بنويس گفت كجا است گفتند در سراى گفت امير المؤمنين اينجا آيد يا من آنجا روم تا شهادت درست آيد خادم با وى درشتى كرد كه قاضى وفقها نوشتند تو فضولى ميكنى ابوحنيفه رحمه الله گفت «لها ما كسبت» اين سخن سبع خليفه رسيد شعبى را حاضر گردانيد وگفت در شهادت ديدار شرط است گفت بلى گفت تو پس مرا كى ديدى كه گواهى نوشتى گفت دانستم كه بعرفان تست ليكن ديدار تو نتوانستم خواست خليفه گفت اين سخن از حق دورست واين جواب را قضا از تو باز ستدن اولى تر بعد ازان منصور كه خليفه بود انديشه كرد تا قضا بيكى دهد ومشاورت كرد بر يكى از چهار كس كه فحول علماء بودند اتفاق كردند يكى ابوحنيفه رحمه الله ودوم سفيان رحمه الله وسوم شريك وچهارم مسعر بن خرام هر چهاررا طلب كردند در راه كه مى آمدند ابوحنيفه رحمه الله گفت من در هر يكى از شما فراستى گويم گفتند صواب باشد گفت من بيملتى قضا از خود دور كنم سفيان

بگریزد ومسعر خودرا دیوانه وشریك قاضي شود پس سفیان در راه بگریخت ودر کشتی پنهان شد وگفت مرا پنهان دارید که سرم خواهند برید بتأویل این خبر که رسول صلّی الله علیه وسلّم فرمود که **(من جُعل قاضیا فقد ذُبح بغیر سکین)** هر کرا قاضی گردانیدند بی کاردش بکشتند ملاح اورا پنهان کرد این هر سه پیش منصور شدند ابوحنیفه رحمه اللهرا گفت که قضا باید کرد گفت ایها الامیر من مردی ام نه از عرب بلکه از موالی ایشان سادات عرب بحکم من راضی نشوند جعفر گفت این کار به نسب تعلق ندارد این را علم باید ابوحنیفه رحمه الله گفت من آن کاررا نشایم ودرین که گفتم نشایم اگر راست میگویم نشایم واگر دروغ میگویم دروغگوی قضای مسلمانانرا نشاید وتو خلیفهٔ خدائی روا مدارکه دروغگوئی را خلیفهٔ خود کنی واعتماد خون مسلمانان بر وی کنی این بگفت ونجات یافت ومسعر پیش رفت دست خلیفه بگرفت وگفت چگونهٔ فرزندانت چگونه اند منصور گفت اورا بیرون کنید که دیوانه است پس شریکرا گفتند ترا قضا باید کرد گفت من مردی سودائی ام وما غم ضعیف است منصور گفت معالجت کن تا عقلت کامل شود پس قضاء شریك دادند وابوحنیفه رحمه الله اورا مهجور کرد وهرگز با وی سخن نگفت.
نقل است که جمعی کودکان گوی میزدند گوئی ایشان میان جمع ابوحنیفه رحمه الله افتاد هیچ کودك نمیتوانست که بیرون آرد کودکی گفت من بروم وبیرون آرم پس گستاخ وار در رفت وبیرون آورد ابوحنیفه رحمه الله گفت مگر این کودك حلال زاده نیست تفحص کردند چنان بود گفتند ای امام مسلمانان از چه دانستی گفت اگر حلال زاده بودی حیا اورا مانع آمدی. **نقل است** که اورا بر کسی مالی بود ودر محلت آن شخص شاگردی ازان امام وفات کرد امام بنماز جنازهٔ او رفت آفتابی عظیم بود ودرانجا هیچ سایه نبود إلاّ دیواری ازانِ آن مرد که مال بامام میبایست ازو مردمان گفتند درین سایه ساعتی بنشین گفت مرا بر صاحب این دیوار مال است روا نبود از دیوار او تمتعی حاصل کردن که پیغامبر علیه السّلام فرموده است

(کل قرض جرّ منفعة فهو ربوا) اگر منفعتی گیرم ربوا باشد. **نقل است** که اورا یکبار مجوسی محبوس کرد یکی از ظلمه بیامد وگفت مرا قلمی تراش گفت نتراشم هرچند که گفت سود نداشت گفت چرا نمتراشی گفت ترسم که ازان قوم باشم که حق تعالی فرموده است (**اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَاَزْوَاجَهُمْ** * الصافات: ۲۲) وهر شب سه صد رکعت نماز کردی روزی میگذشت زنی باز نی میگفت این مرد هر شب پانصد رکعت نماز میکند امام آن بشنید نیت کرد بعد ازین پانصد رکعت نماز هر شبی کنم تا ظن ایشان راست باشد روزی دیگر میگذشت کودکان گفتند با همدیگر که این مرد که میرود هرشب هزار رکعت نماز میکند ابوحنیفه رحمه الله گفت نیت کردم که بعد ازین هزار رکعت نماز کنم روزی شاگردی با امام گفت مردمان میگویند که ابوحنیفه رحمه الله شب نمیخسپد گفت نیت کردم که دیگر شب نخسپم گفت چرا گفت خدای تعالی میفرماید (**وَيُحِبُّونَ اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا** * آل عمران: ۱۸۸) بندگانند که دوست دارند ایشان را بچیزیکه نکرده یاد کنند اکنون من پهلوی بر زمین ننهم تا ازان قوم نباشم وبعد ازان سی سال نماز بامداد بطهارت نماز خفتن گذاردی. **نقل است** که سر زانوی ابوحنیفه رحمه الله چون زانوی شتر بود از بسیاری که در سجده بودی. **نقل است** که توانگریرا تواضع کرده از بهر مال او گفت کفارت آنرا هزار ختم کردم وگفتند گاه بودی که چهل بار قرآن ختم کردی تا مسئلهٔ که اورا مشکل بودی کشف شدی. **نقل است** که محمّد بن حسن رحمة الله علیه عظیم صاحب جمال بود چون یکبار اورا بدید بعد ازان دیگر اورا ندید وچون درس او گفتی اورا در پس ستونی نشاندی که نباید که چشمش بر وی افتد. **نقل است** که داود طائی گفت بیست سال پیش ابوحنیفه رحمه الله بودم ودرین مدت اورا نگاه داشتم در خلا وملا سر برهنه نه نشست واز برای استراحت پای دراز نکرد اورا گفتم ای امام دین در حال خلوت اگر پای دراز کنی چه باشد گفت با خدای ادب گوش داشتن در خلوت اولی تر. **نقل است** که روزی میگذشت

کودکی‌را دید که در گل بمانده گفت گوش دار نیفتی کودك گفت افتادن من سهل
است اگر بیفتم تنها باشم اما تو گوش دار اگر پایت بلغزد همه مسلمانان که از پس
تو آیند بلغزند وبر خاستن همه دشوار بود امام را از حذاقت آن کودك عجب آمد
بگریست واصحاب را گفت زینهار اگر شمارا در مسئله چیزی ظاهر شود ودلیلی
روشنتر نماید دران متابعت من مکنید وبتقلید من تحقیق خودرا نمانید واین نشان کمال
اتصاف است تا لاجرم ابویوسف ومحمّد رحمهما الله بسی اقوال دارند در مسایل مختلفه.
نقل است که مردی مالدار بود وامیر المؤمنین عثمان را رضي الله عنه دشمن داشتی تا
حدیکه اورا جهود خواندی این سخن بابوحنیفه رحمه الله رسید اورا بخواند وگفت
دختر تو بفلان جهود خواهم داد او گفت تو امام مسلمانان باشی روا داری که دختر
مسلمان بجهود دهی ومن خود هرگز ندهم ابوحنیفه گفت سبحان الله روا نمیداری
دختر خودرا بجهود دادن چون روا باشد که محمّد رسول الله دو دختر خود بجهودی
دهد آن مرد در حال بدانست که سخن از کجاست ازان اعتقاد بر گشت وتوبه
کرد از برکات امام ابوحنیفه. **نقل است** که روزی در گرمایه بود یکی‌را دید بی ازار
بعضی گفتند فاسقی است وبعضی گفتند دهری است ابو حنیفه چشم بر هم نهاد آن
مرد گفت ای امام روشنائی چشم از تو کی باز گرفتند گفت آنگاه که ستر از تو
برداشتند وگفت چون با قدری مناظره کنی دو سخن است یا کافر شود یا از مذهب
خود بگذرد اورا بگوی که خدا خواست که علم او در ایشان راست شود ومعلوم
او با علم برابر آید اگر گوید نه کافر باشد ازانکه چون گوید که نه خواست که
علم او راست شود وعلم ومعلوم برابر آید این بود واگر گوید که خواست تسلیم
کرد واز مذهب بیزار شود وگفت من بخیل را تعدیل نکنم وگواهی نشنوم که بخل
اوررا بران دارد که استقضاء کند وزیادت از حق خویش ستاند. **نقل است** که
مسجدی عمارت میکردند از بهر تبرك از ابوحنیفه رحمه الله چیزی خواستند بر امام
گران آمد مردمان گفتند مارا غرض تبرك است آنچه خواهد بدهد درمی زر بداد

بکراهیتی تمام شاگردان گفتند ای امام تو کریمی وعالمی در سخا همتا نداری اینقدر زر دادن بر تو چرا گران آمد گفت نه از جهت مال بود لیکن من یقین میدانم که مال حلال هرگز باب وگل خرج نشود ومن مال خودرا حلال میدانم چون از من چیزی خواستند کراهیت من ازینجا بود که در مال حلال من شبهتی پدید می آید وازان سبب عظیم میرنجیدم چون روزی چند بر آمد آن درم درست باز آوردند وگفتند ناسره است امام اعظم رحمه الله شاد شد. **نقل است** که روزی در بازار میگذشت مقدار ناخنی گل بر جامهٔ او چکید بلب دجله رفت ومیشست گفتند ای امام مقدار معین نجاست بر جامه رخصت میدهی واین قدر گل را میشوئی گفت آری آن فتوی است واین تقوی چنانکه رسول علیه السّلام هم کرده بلالرا اجازت نداده بود که ذخیره کند ویکساله زنان را قوت نهاده وگویند چون دواد طائی رحمه الله مقتدا شد ابوحنیفه رحمة الله علیه‌را گفت اکنون چکنم گفت بر تو باد بر کار بستن علم که هر علمی که آنرا کار نه بندی چون جسدی بود بی روح گویند که خلیفهٔ عهد بخواب دید ملك الموترا ازو پرسید که عمر من چند مانده است ملك الموت به پنج انگشت اشارت کرد تعبیر این خواب را از بسیار کس پرسید معلوم نمیشد ابوحنیفه رحمه الله را بخواند وازو پرسید گفت به پنج علم اشارت کرده است یعنی این پنج علم کس نداند وآن پنج درین آیت است که حق تعالی میفرماید (**إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوتُ** * لقمان: ٣٤) شیخ بوعلي بن عثمان الجلالی گفت که بشام بودم بر سر خاك بلال مؤذن رضي الله عنه خفته بودم خودرا در مکه دیدم که پیغامبر علیه السّلام از باب بنی شیبه در آمد وپیری را در برگرفته چنانکه اطفال را در برگیرند به شفقتی تمام من پیش دویدم وبر پایش بوسه دادم ودر عجب آن بودم که این پیر کیست پیغامبر علیه السّلام بحکم معجزه در باطن من مشرف شد گفت این امام مسلمانان واهل دیار تست ابوحنیفه رحمه الله. **نقل است**

که نوفل بن حیان گفت که چون ابوحنیفه وفات کرد قیامترا بخواب دیدم که جمله خلایق در حسابگاه ایستاده بودند وپیغامبر علیه السّلام را دیدم بر لب حوض کوثر ایستاده وبر جانب او از راست وچپ مشایخرا دیدم ایستاده وپیری دیدم نیکو روی وسرو روی سپید وروی بر روی پیغامبر علیه السّلام نهاده وامام ابوحنیفه رحمه اللهرا دیدم در برابر پیغامبر علیه السّلام ایستاده سلام کردم وگفتم مرا آب ده گفت تا پیغامبر علیه السّلام اجازت ندهد ندهم پس پیغامبر علیه السّلام فرمود که اورا آب ده جامی آب بمن داد من واصحاب ازان جام آب خوردیم که هیچ کم نشد پس گفتم بر راست پیغامبر علیه السّلام آن پیر کیست گفت ابراهیم خلیل الله وبر جانب چپ ابو بکر صدیق رضي الله عنه همچنین میپرسیدم وبانگشت عقد میگرفتم تا هفده کس پرسیدم چون بیدار شدم هفده عقد گرفته بودم یحیی معاذ رازی گفت پیغامبر علیه السّلام را در خواب دیدم گفتم این اطلبك قال عند علم ابي حنیفة ومناقب او بسیار است ومجاهدهٔ بی شمار وپوشیده نیست برین ختم کردیم.

باب نوزدهم در ذکر امام شافعی رحمة الله علیه

آن سلطان شریعت وطریقت آن برهان محبت وحقیقت آن مفتی اسرار الهی آن مهدی انوار نامتناهی آن وارث دین نبی شافعی مطلبی رضي الله عنه شرح دادن او حاجت نیست که همه عالم پر نور از شرح صدر اوست وفضائل وشمائل ومناقب او بسیار است وصف او این تمام است که شعبهٔ درخت نبوی است ومیوهٔ شجرهٔ مصطفوی ودر فراست وکیاست یگانه بود ودر مروت وفتوت عجوبه بود که هم کریم جهان بود وهم جواد زمان هم افضل وقت وهم اعمل عهد هم حجة الائمة من قریش وهم مقدم قدموا القریش ریاضات وکرامات او نه چندانست که این کتاب حمل آن تواند کرد در سیزده سالگی در حرم میگفت «سلوني ما شئتم» ودر پانزده سالگی فتوی میداد أحمد حنبل که امام جهان بود وسه صد هزار حدیث یاد داشت بشاگردی او آمدی ودر غاشیه داری سر برهنه کردی قومی بر وی اعتراض کردند

که مردی بدین درجه در پیش پسری بیست وپنجساله می نشنید وصحبت مشایخ
واستادان عالی ترك میکند احمد گفت هر چه ما یاد داریم معانی آن او میداند اگر او
بما نیفتادی ما بر در خواستیم ماند که حقایق اخبار وآیات وآنچه خوانده فهم کرده
است ما حدیث بیش ندانستیم گفت اما چون او آفتابی است جهانرا وچون عافیتی
است خلقرا وهم احمد گفت که درِ فقه بر خلق بسته بود حق تعالی آن در بسبب
او بکشاد وهم احمد گفت نمیدانم کسی را که منت او بزرگتر است بر اسلام از
شافعی رحمه الله در عهد شافعی وهم احمد رحمه الله گفت شافعی فیلسوف است در
چهار علم در لغت واختلاف الناس وعلم فقه وعلم معانی وهم احمد رحمه الله گفت
در معنی این حدیث که مصطفی علیه السّلام فرمود که بر سر صد سال مردی را
برانگیزانند تا دین من بنَزد او خلق آموزند وآن شافعی است رحمه الله وثوری رحمه
الله گفت که اگر عقل شافعی رحمه الله را وزن کردندی با عقل يك نیمهٔ خلق عقل
او راجح آمدی وبلال خواص گوید که خضر علیه السّلام را پرسیدم که در شافعی
رحمه الله چگوئی گفت او از اوتاد است ودر ابتدا هیچ عرسی ودعوتی نرفتی وپیوسته
گریان وسوزان بودی وهنوز طفل بود که خلعت هزار ساله در سر او افگندند پس
بسلیم راعی افتاد ودر صحبت او بسی بود تا در تصرف بر همه سابق شد چنانکه
عبد الله انصاری گوید که من مذهب او ندارم اما امام شافعی رحمه الله را دوست
دارم ازانکه در هر مقامی که نگرم اورا در پیش می بینم. **نقل است** که شافعی گوید
رضي الله عنه رسولرا علیه السّلام بخواب دیدم مرا گفت ای پسر تو کیستی گفتم
یا رسول الله یکی از گروه تو گفت نزدیك آی نزدیك شدم آب دهن خود بگرفت
تا من دهن باز کردم بدهن من انداخت چنانکه بلب ودهان وزبان من رسید پس
گفت اکنون برو که برکات خدای بر تو باد وهمدران ساعت علي مرتضی رضي
الله عنه را بخواب دیدم که انگشترین خود بیرون کرد ودر انگشت من کرد تا علم
مرتضی رضي الله عنه نیز در من سرایت کرد چنانکه گویند شافعی رحمه الله شش

ساله بود بدبیرستان میرفت ومادرش زاهده بود از بنی هاشم ومردمان امانت بدو سپردندی روزی دو کس بیامدند وجامه دانی بدو سپردند بعد ازان یکی ازان دو کس بیامد وجامه دان خواست بوی داد بعد ازان یك چند آن دیگر بیامد وجامه دان طلبید گفت بیار تو دادم گفت نه قرار داده بودیم که تا هردو حاضر نباشیم ندهی گفت بلی گفت اکنون چرا دادی مادر شافعی رحمه الله ملول شد شافعی در آمد وگفت جامه دان بر جاست برو یار خودرا بیار وجامه دان بستان آن مردرا عجب آمد وموکل قاضی که آورده بود متحیر شد از سخن او برفتند بعد ازان بشاگردی مالك افتاد ومالك هفتاد ساله بود بر در سرای مالك بایستادی وهر فتوی که بیرون آمدی بدیدی واگر نه چنان بودی مستفتی را بگفتی که باز کرد وبگو که احتیاط کن چون تفحص کردندی حق بدست شافعی رحمه الله بودی ومالك بدو نازیدی ودران وقت خلیفه هارون الرشید بود. **نقل است** که هارون شبی با زبیده مناظره میکرد زبیده هارون را بگفت ای دوزخی هارون گفت اگر من دوزخیم فانتِ طالق از یکدیگر جدا شدند وهارون زبیده‌را عظیم دوست بود نفیر از جان او برآمد منادی بفرمود وعلمای بغدادرا حاضر کردند واین مسئله را فتوی کردند هیچکس جواب ننوشت گفتند خدای تعالی داند که هارون دوزخی است یا بهشتی کودکی از میان جمع بر خاست وگفت من جواب دهم خلق تعجب کردند گفتند مگر دیوانه است جای که چندین علمای فحول عاجز باشند اورا چه مجال سخن بود هارون اورا بخواند وگفت جواب گوی شافعی رحمه الله گفت حاجت تر است بمن یا مرا بتو گفت مرا بتو شافعی گفت پس از تخت فرود آی که جای علما بلند تر است خلیفه اورا بر تخت نشاند وخود بزیر آمد پس شافعی رحمه الله گفت اول تو مسئله مرا جواب گوی تا آنگه من مسئلهٔ ترا جواب دهم هارون گفت سؤال تو چیست شافعی رحمه الله گفت هرگز بر هیچ معصیتی قادر شده از بیم خدای باز ایستادهٔ ازان هارون گفت بلی بخدای که چنین است شافعی رحمه الله گفت من حکم کردم که

تو از اهل بهشتی علما آواز بر آوردند که بچه دلیل وحجت گفت بقرآن که حق تعالی میفرماید (**وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى * فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوَى** * النازعات: ٤٠-٤١) هر که او قصد معصیتی کرد وبیم خدای اورا ازان باز داشت بهشت جای اوست همه فریاد بر آوردند وگفتند هر که در حال طفولیت چنین بود در شباب چون بود. **نقل است** که در همه عمر خویش لقمهٔ حرام در دهن ننهاد ویکبار در پیش لشکری قیام کرد کفارت آنرا چهل شب تا بامداد نماز کرد. **نقل است** که یکبار در میان درس ده بار بر خاست وبنشست گفتند چه حال است گفت علوی زادهٔ بر در بازی میکند هر بار که او در برابر من میآید حرمت اورا بر خیزم که روا نبود که فرزند رسول فراز آید وبر نخیزم. **نقل است** که وقتی کسی مال فرستاد تا بر مجاوران مکه صرف کنند وشافعی رحمه الله آنجا بود بعضی ازان بنزدیك او بردند گفت خداوند مال چه گفته است گفتند که او وصیت کرده است که این مال بدرویشان متقی دهید شافعی رحمه الله گفت مرا ازین مال نشاید گرفت که نه من متقی ام. **نقل است** که وقتی از صنعا بمکه آمد وده هزار دینار با وی بود گفتند بدین ضیاعی باید خرید یا گوسفندان از بیرون مکه خیمه بزد وآن زر فرو ریخت هر که میآمد مشتی بوی میداد تا نماز پیشین هیچ نماند. **نقل است** که از روم هر سال مال به هارون الرشید میفرستادند یکسال رهبانی چند فرستادند وگفتند خلیفه بفرماید تا دانشمندان بحث کنند اگر ایشان بهتر دانند مال بدهم والاّ از ما دیگر مال مطلبید چهار صد مرد ترسا بیامدند خلیفه فرمود تا منادی کردند وجمله علمای بغداد بر لب دجله حاضر شدند پس هارون الرشید شافعی رحمه الله را طلبید وگفت جواب ایشان ترا میباید داد چون همه بر لب دجله حاضر شدند شافعی رحمه الله سجاده بر دوش انداخت وبر روی آب رفت وسجاده بر آب انداخت وگفت هرکه با ما بحث میکند اینجا بیاید ترسایان چون این بدیدند جمله مسلمان شدند وخبر بقیصر روم رسید که ایشان مسلمان شدند بر دست شافعی رضي الله عنه گفت الحمد لله که آن مرد اینجا

نیامد که اگر اینجا آمدی در همه روم زنار داری نماندی. **نقل است** که در ابتدای جوانی در مکه بوده است مدتی عظیم درویش بوده است وقتی دیدند که اندر حرم بماهتاب نشسته بود وجز وی کتاب مطالعه میکرد ونزدیك کعبه شمع میسوختند اورا گفتند چرا بروشنائی شمع مطالعه نکنی گفت آن شمع از برای کعبه در گیرانیده اند من بدان مطالعه نتوانم کرد. **نقل است** که جماعتی با هارون گفتندکه شافعی قرآن حفظ ندارد وچنان بود لیکن قوت حافظهٔ او چنان بودکه هارون خواست که امتحان کند ماه رمضان امامتش فرمود شافعی هر روز جزوی قرآن مطالعه میکرد وهر شب در تراویح میخواند تا در ماه رمضان همه قرآن حفظ کرد ودر عهد او زنی بود دور وی داشت شافعی رحمه الله خواست که اورا بیند بصد دینار عقد کرد وبدید پس طلاق داد ومهر پیش او نهاد وبمذهب احمد حنبل هر که یك نماز عمدا ترك کند کافر شود وبمذهب امام جهان شافعی رحمه الله نشود اما اورا چنان عذابی کنند که کفاررا نکنند شافعی احمدرا گفت چون کسی یك نماز عمدا ترك کند کافر شود چه کنند تا مسلمان شود گفت نماز کند شافعی گفت نماز کافر چون درست شود احمد خاموش شد وازین جنس سخن در اسرار فقه است وسؤال وجواب بسیار است اما این کتاب جای آن سخن نیست وگفت اگر عالمیرا بینی که برخصت وتأویلات مشغول گردد بدانکه ازو هیچ نیاید وگفت من بندهٔ کسی ام که مرا یك حرف از ادب تعلیم کرده است. **نقل است** که گفت هر که علم در جهان کسی ناشایسته را آموز وحق علم ضایع کرده باشد وهر که علم از کسی که شایستهٔ علم باشد باز دارد ظلم کرده است. **نقل است** که گفت اگر دنیارا بگروهٔ بمن فروشند نخرم وگفت هر کرا همت آن بود که چیزی در شکم او شود قیمت او آن بود که از شکم او بیرون آید نیافت وقتی یکی اورا گفت مرا پندی ده گفت چندان غبطه بر کزندگان میبیرند یعنی هرگز نگوئی که دریغا که من نیز چندان سیم جمع نکردم که او کرد بگذاشت بحسرت بلکه غبطه بران بری که چند طاعت که او کرد باری من

کردمی دیگر هیچکس بر مرده حسد نبرد بر زنده نیز باید که نبرد که این زنده نیز خواهد مرد. **نقل است** که شافعی روزی وقت خود گم کرده بود وبهمه مقامها بگردید وبخرابات برگذشت وبمسجد بازار ومدرسه بر گذشت نیافت وبخانقاه برگذشت جمعی صوفیانرا دید نشسته بودند یکی گفت وقترا عزیز دارید که وقت نباید از دست بشود شافعی روی بخادم کرد وگفت وقت باز یافتم بشنو که چه میگویند شیخ بوسعید رحمه الله نقل میکرد شافعی گفت که علم همه عالم در علم من نرسید علم من در علم صوفیان نرسید وعلم ایشان در علم یك سخن پیر ایشان نرسید که گفت الوقت سیف قاطع وربیع خیثم گفت در خواب دیدم پیش از چند روز از مرگ شافعی که آدم علیه السّلام وفات کرده بود وخلق خواستند که جنازه بیرون آرند چون بیدار شدم از معبری پرسیدم گفت کسیکه عالم ترین زمانه باشد وفات کند که علم خاصیت آدم است وعلّم آدم الأسماء کلّها پس دران نزدیکی شافعی رحمه الله وفات کرد. **نقل است** که وقت وفات وصیت کرد که فلان کس را بگوئید تا مرا بشوید وآن شخص بمصر بود چون باز آمد با وی گفتند که شافعی چنین وصیتی کرده است گفت تذکرهٔ او بیارید بیاوردند هفتاد هزار درم وام داشت آن مرد بگذارد وگفت شستن من اورا این بود ورفیع بن سلیمان گفت شافعی را بخواب دیدم گفتم خدای با تو چه کرد گفت مرا بر کرسی نشاند وزر ومروارید بر من فشاند وهفصد هزار با چند دینار بمن داد ورحمت کرد.

باب بیستم در ذکر امام أحمد حنبل رحمة الله علیه

آن امام دین وسنت آن مقتدای مذهب وهمت آن جهان دراست وعمل آن مکان کفایت بی بدل آن صاحب تیغ زمانه آن صاحب ورع یگانه آن سنی آخر واول امام بحق احمد حنبل قدس الله روحه العزیز شیخ سنت وجماعت بود وامام دین ودولت هیچکس را در علم احادیث آن حق نیست که اورا در ورع وتقوی وریاضت وکرامت شانی عظیم داشت وصاحب فراست بود ومستجاب الدعوات

وجمله فرق اورا مبارك داشته اند از غایت رشد وانصاف وازانچه مشبه بر وی افترا کردند مقدس ومبراست تا حدیکه پسرش یکروز معنی این حدیث میگفت خمّرتُ طینة آدم بیده ودرین معنی گفتن دست از آستین بیرون کرده بود احمد گفت چون سخن ید الله گوئی بدست اشارت مکن وبسی مشایخ را دیده بود چون ذو النون وبشر حافی وسری سقطی ومعروف کرخی ومانند ایشان وبشر حافی گفت احمد حنبل را سه خصلت است که مرا نیست حلال طلب کردن برای خود وهم برای عیال ومن برای خود طلب کنم پس سری سقطی گفت او پیوسته مضطر بودی در حال حیاة از طعن معتزله ودر حال وفات از خیال مشبه داد از همه بریست. **نقل است** که چون در بغداد معتزله غلبه کردند گفتند اورا تکلیف باید کردن تا قرآن را مخلوق گوید اورا بسرای خلیفه بردند سرهنگی بر در سرای خلیفه بود گفت ای امام زینهار تا مردانه باشی که وقتی من دزدی کردم هزار چوب بزدند مقر نشدم تا عاقبت راهی یافتم بر باطل چنین صبر کردم تو که بر حقی اولاتر باشی احمد رحمه الله گفت این سخن او یادی بود مرا پس اورا ببردند او پیر ضعیف بود بر عقابین کشیدند وهزار تا زیانه بزدند که قرآن را مخلوق گوئی نگفت ودران میانه بند ازارش کشاده شد ودستهای او بسته بودند دو دست از غیب پدید آمد وازارش به بست چون این برهان بدیدند رها کردند وهمدران وفات کرد ودر آخر کارش قوی پیش او آمدند گفتند درین قوم که ترا رنجانیدند چه گوئی گفت از برای خدا مرا میزدند پنداشتند که من بر باطلم بمجرد زخم چوب بقیامت با ایشان هیچ خصومت ندارم. **نقل است** که جوانی ما دری بیمار داشت وزمن شده بود روزی گفت ای فرزند اگر خشنودی من میخواهی پیش امام احمد رحمه الله رو وبگوی تا دعا کند برای من مگر حق تعالی صحت دهد که مرا دل ازین بیماری بگرفت چون بدرخانه احمد رحمه الله شد آواز داد گفتند کیست گفت محتاجی وحال باز گفت که ما دری بیمار دارم از تو دُعا می طلبد

امام عظیم کراهیت داشت ازان یعنی مرا چه می شناسد بر خاست وغسل کرد وبنماز مشغول شد خادم شیخ گفت ای جوان تو باز گرد که امام در کار تو مشغول است چون بدرخانه رسید مادرش برخاست ودر بکشاد وصحت کلی یافت بفرمان خدای تعالی. **نقل است** که بر لب آبی وضو میساخت ودیگری بالای او وضو میساخت حرمت امام را برخاست وبزیر امام شد ووضو ساخت چون آن مرد وفات کرد اورا بخواب دیدند گفتند خدای با تو چه کرد گفت رحمت کرد بدان حرمت داشت که امام را کردم در وضو ساختن واحمد گفت ببادیه فرو شدم به تنها راه گم کردم اعرابی را دیدم بگوشهٔ نشسته بود گفتم بروم واز وی راه پرسم برفتم وپرسیدم بنالید وگفتم گرسنه است پارهٔ نان داشتم بدو دادم او در شورید وگفت ای احمد رحمه الله تو کئی که بخانهٔ خدای روی بروزی رسانیدن از خدای راضی نباشی لاجرم راه گم کنی احمد گفت آتش غیرت در من افتاد گفتم الهی ترا در گوشها چندین بندگانند پوشیده آن مرد گفت چه می اندیشی ای احمد اورا بندگانند که اگر بخدای تعالی سوگند دهند جمله زمین وکوهها زر گردد برای ایشان احمد رحمه الله گفت نگاه کردم جمله زمین وکوه زر دیدم از خود بشدم هاتفی آواز داد که چرا دل نگاه نداری ای احمد که او بنده است مارا که اگر خواهد از برای او آسمان را بر زمین زنیم وزمین را بر آسمان اورا بتو نمودیم اما دیگر بارش نه بینی. **نقل است** که احمد رحمه الله در بغداد بودی اما هرگز نان بغداد نخوردی گفتی این زمین را امیر المؤمنین عمر رضي الله عنه وقف کرده است بر غازیان وزر بموصل فرستادی تا از آنجا آرد آوردندی ازان نان خوردی پسرش صالح بن احمد یکسال در اصفهان قاضی بود وصائم الدهر وقائم اللیل بود ودر شب دو ساعت بیش نخفتی وبر در سرای خود خانهٔ ساخته بود شب وروز آنجا نشستی که نباید در شب کسی را مهمی بود ودر بسته یابد آنچنین قاضی بود روزی از برای امام احمد نان می پختند خمیر مایه ازان صالح

بستدند چون نان پیش احمد آوردند گفت این نان را چه بوده است گفتند خمیر مایه ازان صالح است گفت آخر او یکسال قضای اصفهان کرده است نان او حلق مارا نشاید گفتند این نان را چه کنیم گفت بنهید چون سائلی در آید بگوئید که خمیر مایه ازان صالح است وآرد ازان احمد اگر میخواهی بستان چهل روز در خانه بود سائلی نیامد که بستاند آن نان بوی بگرفت بدجله انداختند احمد بعد ازان هرگز ماهی دجله نخورد ودر تقوی تا حدی بود که گفت در جمعی از همه یکی را سرمه دانی سیمین بود نباید نشست. **نقل است** که یکبار بمکه رفته بود پیش سفیان عیینه تا اخبار سماع کند یکروز نرفت کس فرستاد تا بدانند که چرا نیامده است چون برفت احمد جامه بگازر داده بود وبرهنه نشسته بود رسول گفت من چند دینار بدهم در وجه خود صرف کنی گفت نه گفت جامهٔ خود عاریت دهم گفت نه گفت باز نگردم تا تدبیر این نکنی گفت کتابی مینویسم از مزد آن کرباس بخر برای من گفت کتان بخرم گفت نه استر بستان ده گز تا پنج گز پیرهن کنم وپنج گز ازاری. **نقل است** که احمد را شاگردی بود ومهمان او آمد آن شب کوزهٔ آب پیش او آورده همچنان بامداد بدید احمد گفت چرا کوزه همچنان است گفت چه کرد می گفت طهارت ونماز شب والاّ این علم چرا آموزی. **نقل است** که احمد مزدوری داشت نماز شام شاگرد را گفت تا زیادت از مزد چیزی بوی دهد مزدور نگرفت چون برفت امام احمد رحمه الله فرمود که بر عقب او ببرکه بستاند شاگرد گفت چگونه گفت آن وقت در باطن خود طمع ندیده بود این ساعت چون بیند بستاند. **نقل است** که وقتی شاگردی قدیمی داشت مهجور گردانید ببسب آنکه در خانه گل اندوده بود گفت يك ناخن از شاه راه مسلمانان گرفتی ترا نشاید علم آموختن وقتی سَطِلی بگرو نهاده بود چون باز میگرفت بقال دو سطل آورد گفت ازان خود بر دار که من نمیشناسم که ازان تو کدام است امام احمد رحمه الله سطل بوی رها کرد وبرفت. **نقل است** که مدتی

احمد را آرزوی عبد الله مبارك بود تا عبد الله آنجا آمد پس صالح گفت ای پدر عبد الله بدرخانه ایستاده است بدیدن تو آمده است امام احمد رحمه الله راه نداد پسرش گفت درین چه حکمت است که سالهاست در آرزوی او میسوختی اکنون که دولتی چنین بدرخانه آمده است راه نمیدهی احمد رحمه الله گفت چنین است که تو میگوئی اما میترسم که اورا بینم خو کردهٔ لطف او شوم بعد ازان طاقت فراق او ندارم همچنین بر بوی او عمر میگذارم تا آنجا بینم که فراق در پی نباشد اورا کلماتی عالی است در معاملات وهر که ازو مسئله برسیدی اگر معاملتی بودی جواب دادی واگر از حقایق بودی حواله به بشر حافی رحمه الله کردی گفت از خدای تعالی خواستم تا دری از خوف بر من بکشاید تا چنان شدم که بیم آن بود که خرد از من زائل شود دعا کردم گفتم الهی تقرب من بتو بچه فاضلتر گفت بکلام من یعنی قرآن پرسیدند که اخلاص چیست گفت آنکه از آفات اعمال خلاص یابی وگفتند توکل چیست گفت الثقة بالله گفتند رضا چیست گفت آنکه کارهای خود بخدا سپاری گفتند محبت چیست گفت این از بشر باید پرسید که تا او زنده باشد من این را جواب نگویم گفتند زهد چیست گفت زهد سه است ترك حرام واین زهد عوام است وترك افزونی از حلال واین زهد خواص است وترك آنچه ترا از حق مشغول کند واین زهد عارفان است گفتند این صوفیان در مسجد نشسته اند بر توکل بیعلم گفت غلط میکنید ایشانرا علم نشانده است گفتند همه همت ایشان در نانی شکسته بسته اند گفت من ندانم قومی را بر روی زمین بزرگ همت تر ازین قوم که همت ایشان در دنیا پارهٔ نان بیش نبود وچون وفاتش نزدیك رسید ازان زخم که گفتیم ودر درجهٔ شهدا بود دران حالت بدست اشارت میکرد وبزبان میگفت نه هنوز پس پسرش گفت ای پدر اینچه حالست گفت وقتی با خطر است چه جای جواب است بدعا مدد میکن که آن حاضران بر بالین اند عن الیمین وعن الشمال قعید یکی ابلیس است

در برابر ایستاده وخاك بر سر میریزد ومیگوید ای احمد جان بردی از دست من ومن میگویم نه هنوز که یك نفس مانده است جای خطر است نه جای امن وچون وفات کرد وجنازهٔ او برداشتند مرغان می آمدند وخودرا بر جنازهٔ او میزدند تا دو هزار جهود وگبر وترسا مسلمان شدند وزنارها می بریدند ونعره میزدند ولا إله إلاّ الله محمّد رسول الله میگفتند وسبب آن بود که حق تعالی گریه بر چهار قوم انداخت دران روز یکی بر مرغان ودیگر بر جهودان وسوم بر ترسایان وچهارم بر مسلمانان اما از بزرگی پرسیدند که نظر او در حیاة بیشتر یا در ممات گفت اورا دو دعا مستجاب بود یکی آنکه بارخدایا هر کرا دادی باز مستان ازین دو دعا یکی در حال حیاة اجابت افتاد تا هر کرا ایمان داده بود باز نگرفت ودیگر در حال مرگ تا ایشانرا ایمان روزی کرد ومحمّد بن خزیمه گفت احمد رحمه الله را در خواب دیدم بعد از وفات که می لنگیدی گفتم اینچه رفتار است گفت رفتن بدار السّلام گفتم خدای تعالی با تو چه کرد گفت بیامرزید وتاج بر سر من نهاد ونعلین در پای من کرد وگفت یا احمد این از برای آنست که قرآن را مخلوق نگفتی پس فرمود مرا که بخوان بدان دعاهای که بتو رسیده است از سفیان ثوری من بخواندم که یا ربّ کلّ شيء بقدرتك علی کلّ شيء اغفر لي کل شيء ولا تسألني عن شيء فقال تعالی وتقدّس یا احمد هذه الجنة ادخلها فدخلتها. رحمة الله علیه رحمة واسعة.

تاریخ وفات:

آنکه او بود احمد حنبل * شد ازو فخر علم وزیب عمل

سال ترحیل آن خدا آگاه * شد رقم صاحبِ جنان اله

٢٤١ هجری

للذين احسنوا الحسنى وزيادة

مَنَاقِبِ أَئِمَّهٔ أَرْبَعَه

إمام أعظم، إمام شافعى، إمام مالك وإمام أحمد (رحمهم الله تعالى)

تأليف

أحقر الورى خادم المشائخ والعلماء مولوى سكندر «حيات» الحنفي النقشبندي الچشتي القادري السهروردي الأفغانستانى السهنكانى التاتاري المدركي عفى الله عنه الباري قدّس الله سرّه العزيز ١٤٠٤ قمرى - ١٣٦٣ شمسى

بسم الله الرّحمن الرّحيم

الحمد لله ربّ العالمين والعاقبة للمتّقين والصّلاة والسّلام على رسوله محمّد وآله واصحابه وأتباعه أجمعين. پس ميگويد بندهٔ مفتقر الى الله تعالى سكندر حنفى مذهبا ونقشبندى مشربا وسيفى قائدا چونكه باجماع امت محمّديه پيروى ومتابعت طريقهٔ مسلوكهٔ ومطهرهٔ مذاهب اربعه المستنبطة من مشكاة النبويّة موافق قوله صلّى الله عليه وسلّم **(اتّبعوا سواد الأعظم)** الحديث وارشادات وى صلّى الله عليه وسلّم **(ما أنا عليه واصحابي)** الحديث واجب وضرورى آمد وچنين روش عالى ومقبول بدون متابعت سلف صالحين كه در خير القرون داخل هستند محال بود وحالانكه همهٔ آنها آمين ترين واكمل ترين همه بودند اتباع ايشان موافق قوله تعالى **(وَأُولِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ** * النساء: ٥٩) الآية واجب شد لانهم كاملون ولا يخرج من الكامل إلاّ الكمال طرح واجتهاد ايشان اكمل واثبت واقرب بلكه مقبول بود لهذا به جهت عمل به حديث شريف **(من لم يوقّر كبيرنا)** نبذى از حالات وعلم وورع وتقوى وادراك بهمراى اسماى اوطان ومواضع پيدايش ائمهٔ اربعه از كتب معتبره ومعتمده نقل نموده بدستور برادران مسلمان سپرده شد اميد آنكه مورد قبول افتد علاوه اگر بعضى خطائى كمى وزياد شده باشد آرزو اينكه در اصلاح آن بپردازد واسأل الله أن ينفعنا به وسائر الإخوان وعليه التكلان وهو حسبى ونعم الوكيل.

تقليد

تقليد در لغت آويزان كردن قلاده وحميلة گردنرا ميگويند ودر اصطلاح شريعت تقليد قبول كردن قول غير بدون دانستن حقيقت آنرا ميگويند چنانكه پيغمبر خدا صلّى الله عليه وسلّم به مناسبت معناى تقليد فرموده است **(من خرج من الجماعة قدر شبر فقد خلع ربقة الإسلام عن عنقه)** الحديث يعنى كسيكه از جماعة مسلمانان به قدر يك بلست بيرون شود به درستيكه كشيد آن شخص از گردن خود ريسمان إسلامرا الحديث.

تقليد بر دوقسم است: اول قسم تقليد ناروا وشرك است چنانچه تقليد كردن كفار مر پدران وپيشوايان گمراهان خودرا مثليكه خداوند عزّ وجلّ فرموده است (**وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ اَنْزَلَ الله قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَآ اَوَلَوْ كَانَ اَبَآؤُهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلاَ يَهْتَدُونَ** * البقرة: ۱۷۰) يعنى وقتيكه گفته شود مقلدين كفاررا پيروى كنيد آن كتابى را كه خداى تعالى نازل كرده است اورا ميگويند در جواب بلكه ما پيروى ميكنيم آن طريقى را كه يافته ايم رهروان به آن پدران وپيشوايان خود را آيا ميروند به آن راه پدران وپيشوايان بى عقل وبى راه خود يعنى بايد كه تقليد رسومات كفرى شان را نكنند چنانچه عارفى ميفرمايد **بيت:**

خلق را تقليد شان برباد داد * صد هزاران لعنت بر آن تقليد باد

دوقسم تقليد جائز بلكه واجب آمد چنانچه قاضى بيضاوى به دو قسم اين تقليد را اشارت نموده مى فرمايد حيث قال في تفسير قوله تعالى (**وَإِنْ تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ**) كاتّخاذ الانداد وتحليل المحرّمات وتحريم الطيبات وفيه دليل على المنع من اتّباع الظن رأسا واما اتّباع المجتهد لما ادى اليه ظن مستند إلى مدرك شرعي فوجوبه قطعيّ انتهى. معلوم شد اتباع وتقليد ائمهٔ اربعه كه شرائط اجتهاد را دارا بودند واجب قطعى آمد وايضا قال القاضي بيضاوى[۱] في تفسير قوله تعالى (**اَوَلَوْ كَانَ**) إلى (**وَلاَ يَهْتَدُونَ**) وهو دليل على المنع من التقليد لمن قدر على النظر والإجتهاد واما اتّباع

(۱) عبد الله بن عمر ابوالخير البيضاوى القاضي الشافعي المتوفى سنة ٦٨٥ ه.

الغير في الدين اذا علم بدليل ما انّه محق كالأنبياء والمجتهدين في الأحكام فهو في الحقيقة ليس بتقليد بل اتباع لِما انزل الله انتهى. ونيز فهميده شد كه تقليد كردن از چنان اشخاص عالِم في الأحكام حقيقةً متابعت ما انزل الله است كه عبارت از تقليد كردن امامان چهار مذاهب است كه هر امام فقيه ومجتهد كامل بودند ومراد از امامان چهار مذاهب امام اعظم صاحب ابو حنيفه رحمه الله تعالى وامام مالك صاحب رحمه الله تعالى واما شافعى صاحب رحمه الله تعالى وامام أحمد بن حنبل صاحب رحمه الله تعالى ميباشد كه تقليد ايشان بدلائل مستندهٔ عقليه ونقليه ثابت ميباشد چنانچه علامه شيخ سليمان[١] در تفسير جمل در جلد اول ص: ٤١٤ اشاره كرده است وگفته آيهٔ ذيل را كه خداوند تعالى فرموده است (**يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَطِيعُوا اللهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ** * النساء: ٥٩) الآية يعنى اى مؤمنان اطاعت كنيد خدارا ورسول خدارا واولي الأمر را كه از شما باشد پس اگر تنازع كرديد در ما بين خود در كدام چيزى پس راجع كنيد فيصله اش را به آن احكاميكه از علت مشتركهٔ آيات واحاديث امامان چهار مذاهب استنباط كرده اند آيت متلوه به چهار دلائل شرع شريف قوى دليل است اعنى كتاب الله وسنت رسول الله واجماع امّت وقياس كه همين چهار ادلهٔ شرع شريف معمول امامان چهار مذاهب ميباشد وعمل كردن به آيت شريف فوق تقليد امامان چهار مذاهب را بصورت واضح تثبيت داشته است **فائده:** چونكه كتاب الله وسنت رسول الله بلا خلاف از دلائل شرع شريف است اما كسانيكه از دليل قياس واجماع منكر اند نيستند مگر منكر از كتاب الله وسنت رسول الله عاقلان را اشاره كافى است **بيت:**

بس كنم خود زيركان را اين بس است * بانك دو كردم اگر در ده كس است

برويم بمقصد ديگر كه اجماع وقياس نيز از ادلهٔ شرع شريف است لهذا به

---

(١) سليمان بن عمر بن منصور المصري الشافعي

تثبیت حجتیت اجماع وقیاس از آیت واز حدیث واز اقوال سلف صالح دلائلی چند آورده میشود منجمله در تفسیر کبیر جلد ثالث ص: ٣٧٢ چنین نوشته است إنّ الشافعي سئل من آية في كتاب الله تعالى تدل على أنّ الإجماع حجة فقرأ القرآن ثلاث مائة مرة حتى وجد هذه الآية (**وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا** * النساء: ١١٥) یعنی بدرستیکه از امام شافعی پرسیده شد از آن آیتی که دال باشد بر حجت بودن اجماع در کتاب الله پس امام شافعی غرض پیدا کردن همچون آیت قرآن شریف را سه صد (٣٠٠) مرتبه تلاوت کرد تا که این آیت متبرکه را نشان داد که خداوند فرموده است کسیکه غیر راه مؤمنان کامل را پیروی میکند متوجه میکنم آن را بسویکه گشته از راه مؤمنان کاملین که در آخرت اورا به جهنم داخل میکنم وبسیار مرجع بد است جهنم ومراد از مؤمنان کاملین در آیت فوق اشاره است به اجماع امّت ودلیل بودن آن پیغمبر خدا نیز چنین فرموده است (**العلم آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة**) الحديث یعنی علم ومعلومات شریعت سه چیز است یکی آیت محکم ظاهر المعنی غیر منسوخ دوم سنت پیغمبری که درست وصحیح باشد سوم اجماع مستنبطهٔ آیات واحادیث است. گفته است این را شیخ عبد الحق دهلوی رحمه الله تعالی وتفسیر مدارك در تحت آیهٔ فوق الذکر نیز چنین نوشته است وهو دليل على أنّ الإجماع حجة لا يجوز مخالفتها كما لا يجوز مخالفة الكتاب والسنة یعني آیت فوق الذکر که دلیل است بر آنچه که اجماع حجت است وجائز نیست مخالفتش چنانچه مخالفت کتب الله وسنت رسول الله جائز نیست وهمچنان دارمی نوشته است «كان ابو بكر الصدّيق رضي الله عنه اذا اورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فإن وجد ما فيه يقضي بينهم قضى به وإن لم يكن في كتاب الله وعلم من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في ذلك الأمر سنة قضى به» الحديث یعنی وقتیك میآمد قضیهٔ خصم پیش ابوبکر رضي الله عنه اول میدید کتاب اللهرا اگر حکمشرا

در موضوع مییافت به همان حکم میکرد واگر در کتاب الله نمییافت حکمش وسنت رسولشرا میدانست پس به سنت رسولش حکم میکرد پس اگر یافت میتوانست در سنت رسولش بیرون میرفت در موضوع از مسلمانان پرسان میکرد الحدیث. نیز در (ص: ۳۳ إلی ص: ۳٤) کتاب دارمی نوشته است کان عبد الله بن عباس رضي الله عنهما لما سئل من الأمر فإن کان في القرآن اخرج فإن لم یکن في القرآن وکان عَنْ رسول الله صلّی الله علیه وسلّم اخرج فإن لم یکن فعن ابي بکر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه فإن لم یکن نظر برأیه وفي روایة نظر ما اجتمع علیه الناس اخذ به الحدیث یعني وقتیکه از حضرت عبد الله بن عباس رضي الله عنهما در کدام امری پرسان میشد اگر در قرآن حکم آنرا میدید به همان حکم میکرد واگر در قرآن حکمشرا نمی یافت در سنت پیغمبرش حکم آنرا میکشید اگر در سنت پیغمبرش نمی یافت از روی قضایای ابوبکر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه در آن حکم میفرموده اگر در قضای آنها حکمشرا نمی یافت به یك روایت نظر به رأی وقیاس خویش وبه روایت دیگر به آنچه میفرمود که برآن اجماع مسلمانان صورت میگرفت الحدیث. نظر به دلائل یکی نوشته شد بصورت قطعی معلوم وثابت شده که اجماع مؤمنان کامل یك دلیلی قاطعه از ادلهٔ شریفه میباشد لذا منکرش منکر دین است.

(حجّتیّت قیاس)

امام ترمذي، ابوداود، دارمی آورده اند عن معاذر بن جبل رضي الله عنهم انّ رسول الله صلّی الله علیه وسلّم لّما بعثه إلی الیمن قال (**کیف تقضي اذا عرض لك قضاء**) قال اقضي بکتاب الله قال (**وإن لم تجد في کتاب الله**) قال اقضي بسنة رسول الله قال (**فإن لم تجد في سنة رسول الله**) قال اجتهد برأیي ولا آلو فضرب رسول الله علی صدره وقال (**الحمد لله الّذي وافق رسول رسوله بما یرضی به رسول الله**) صلّی الله علیه وسلّم الحدیث. یعنی معاذ بن جبل روایت کرده است وقتیکه رسول علیه السّلام معاذرا به طرف یمن بفرست بدو گفت چون قضائی پیش تو آید چه طور

حکم خواهید کرد بجوابش گفت که بکتاب الله قضا خواهم کرد باز پیغمبر خدا عز وجل برایش گفت اگر در کتاب الله حکمشرا یافت نکردید چه خواهید کرد معاذ بن جبل رضي الله عنه برایش جواب گفت که به سنت رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قضاء خواهم کرد باز برایش گفت اگر در مورد سنت رسول الله صلّی الله علیه وسلّم را یافت نکردید چه خواهید کرد معاذ رضي الله عنه بجوابش گفت که بدون کدام سستی به رأی وقیاس خود قضاء خواهم کرد معاذ رضي الله عنه گفت که پیغمبر خدا عزّ وجلّ در سینهٔ من دست مبارك خود را نهاد وگفت الحمد لله آن ذاتی‌را که موافق نمود بسوی حق مقرر شدهٔ پیغمبر خودرا به آنچه که پیغمبرش به آن راضی میباشد الحدیث. وایضا بیهقی آورده است «إنّ عمر بن الخطاب لمّا ولّی شریحا للقضاء قال له انظر فیما تبین لك في كتاب الله صریحا فلا تسأل عنه احدا وما لم یتبین في كتاب الله فاتّبع ما فیه سنة محمّد صلّی الله علیه وسلّم وان لم یتبین لك في السنة فاجتهد برأیك» یعنی بدرستی که حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه وقتیکه شریح‌را برای قضاء مقرر کرد برایش چنین هدایت فرمود که در قضایایی خویش اول در کتاب الله نظر کن اگر قضاء آنرا صراحةً یافتید از هیچ کس مپرسید به همان قضاء نمائید وحکم آنرا اگر در کتاب الله نیافتید پس پیروی کنید آن حکم‌را که در سنت رسولش یافتید واگر حکمشرا در سنت رسولش نیافتید باز در مورد از رأی وقیاس خود قضائت کنید الحدیث. از دلیل متذکره بهتر میدانیدکه رأی وقیاس عالم مجتهد نیز از ادلهٔ شرع شریف میباشدکه منکر آن البته از جملهٔ گمراهان است باید دانست که مراد از قیاس درینجا قیاسی است که مقیس علیه اش آن علت باشد که در کتاب الله ویا در سنت رسول الله موجود باشد یعنی علتی که در مقیس است همین علت در نص هم باشد که آنرا علماء علت مشترکه میگویند زیرا در غیر این قیاس هرکس وناکس قابل قبول نیست وعلل النصوص را غیر از عالم مجتهد وفقیه دیگر اشخاص نمیداند عالم مجتهد وفقیه کسی را گفته میشود که در او پنج شرائط اجتهاد

موجود باشد چنانچه امام ترمذی در باب جنائز وابن حجر در قلائد وابن قیم در اعلام الموقنین نوشته اند لا یجوز لاحد أن یأخذ من الکتاب والسنة ما لم یجتمع فیه شروط الإجتهاد یعنی جائز نیست احدی را که خود سرانه عمل کند به کتاب الله وسنت رسول الله تا در او شرائط اجتهاد به کلی موجود نباشد وآن پنج شرائط اجتهادرا انوار التنزیل چنین ذکر نموده است: اول علم بکتاب الله دوم علم به سنت رسول الله سوم علم به اقوال واجماع واختلاف همه سلف چهارم علم به لغات پنجم علم به علل قیاس با کمال تقوی والهامات الهی به مثل امامان چهار مذاهب اگر چه در سابق شرائط اجتهاد در بسیاری علماء موجود بود ولی بدون امامان چهار مذاهب دیگر علماء مجتهدرا مذاهب قرار نگرفت لهذا همین چهار مذاهب مصیر همه کافهٔ امت مسلمانان تعین وباقی مانده است وهر جائیکه علماء فقه ذکر شود همین امامان چهار مذاهب مراد میباشد. ابن جریر، منذر، ابن ابی حاتم، حاکم آورده اند عن ابن عباس ومجاهد رضي الله عنهم انّ اولي الأمر اهل الفقه والدین. یعنی در کتاب الله که اولي الأمر ذکر کرده است مراد از آن علماء فقه ودین میباشد در سنن دارمی آورده است عن یعلی حدثنا عبد الملك عن عطاء قال اولي الأمر ای اولي العلم والفقه - یعنی حضرت یعلی رضي الله عنه گفته است که به ما عبد الملك از حضرت عطاء حدیث بیان کرد وگفت که مراد از اولي الأمر در کتاب الله اهل علم وفقهاء است در تفسیر کبیر جلد ثالث ص: ۳۷۵ وامام نووی در شرح مسلم جلد ثانی ص: ۱۲٤ ودر تفسیر معالم ونیشاپوری نیز روایت فوق را تصحیح وتأیید داشته اند.

تقلید أئمهٔ أربعه لازم است

کتاب مسلم الثبوت آورده است اجمع المحققون علی منع العوام عن تقلید الصحابة رضوان الله علیهم اجمعین بل علیهم اتّباع الذین سرّدوا وبوّبوا وهذّبوا ونقحوا وفرّقوا وعلّلوا وفصّلوا قال ابن صلاح[۱] کأئمّة الأربعة. یعنی محققین علماء از تقلید

---

(۱) عثمان بن عبد الرّحمن ابو عمرو ابن صلاح الشافعي المتوفی سنة ٦٤٣ ه.

صحابه رضي الله عنهم مردمان را که به درجهٔ اجتهاد نرسیده باشد به اجماع منع فرموده اند وگفته اند که لازم است عوام را که تقلید آن علماء مجتهدین را بکنند که احکام ومسائل شرعیه را کرّه وباب باب تهذیب وتنقیح نموده وهم جدا جدا معلل ومفصل نموده اند ابن صلاح گفته است به مثل امامان چهار مذاهب ودر کتاب منهاج الأصول آورده است. اجمع المحققون على أنّ العوام ليس لهم أن يعملوا مذاهب الصحابة بل عليهم أن يتبعوا مذاهب الائمة الأربعة. یعنی اجماع کرده است محققین از علماء برین سخن که نیست جائز مردم عوام را که مذاهب صحابه را تقلید کنند بلکه لازم است ایشان را متابعت کردن وتقلید امامان چهار مذاهب. سید سمهودی در کتاب عقد فرید آورده است. قال المحقق الكمال بن همام نقل عن امام الرازي رحمة الله عليه اجمع المحققون على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة بل يقلدون من بعد الذين سرّدوا ووضعوا ودوّنوا. یعنی محقق ابن همام رحمة الله علیه از امام رازی چنین نقل کرده است که علماء محققین اجماع نموده اند به این سخن که مردم عوام را جائز نیست که خود صحابه را تقلید نمایند بلکه بر ایشان لازم است که تقلید کنند آن علماء ومجتهدین را که مسائل شرع شریف را بجاهای خود بعد از تدوین وکرّه کردن نهاده اند. از تشریحات فوق الذکر صحیح وثابت شد که کدام اشخاصیکه بدرجهٔ اجتهاد نرسیده باشد نسبةً به مجتهدین به منزلهٔ عوام اند آنهارا بدون تقلید امامان چهار مذاهب دیگر چاره نیست تا به منزل مقصود خویش که فوز دارین است برسند زیراکه مصیر ومذهب امامان مذکور نیز کتاب الله وسنت رسول الله میباشد چنانچه از مرویاتشان معلوم میشود.

(نسب امام اعظم رحمه الله تعالى)

اسم کنیه اش ابوحنیفه رحمه الله تعالی اسم لقبی اش امام اعظم اسم محض اش نعمان بن ثابت بن زوطی - یا نعمان بن ثابت بن ماه یا نعمان بن ثابت بن طاؤس ابن هرمز - یا نعمان بن ثابت بن میرزبان است.

(وطن آبای امام اعظم رحمه الله تعالی)

اول جد امام اعظم رحمه الله تعالی یعنی زوطی از انباء که نام یك قریهٔ در حوالی بلخ ویا نام شهریست در عراق دوم از مردم ترمذ یك شهر قدیمه بر طرف جیحون نهر بلخ میباشد سوم از مردم بابل چهارم از مردم کابل از قریهٔ استرغج که مربوط ولایت پروان است.

(ولادت امام اعظم رحمه الله تعالی)

بنابر اختلاف روایت پدر امام صاحب در حالیکه مسلمان بود به کوفه رفت ودر انجا با یك بی بی عفیفه وشریفه نکاح کرد مولد با سعادت ایشان سنة (۸۰) شد وپدرش ثابت به نزد حضرت علي بن ابي طالب رضي الله عنه رفت پس حضرت علي رضي الله تعالی عنه دعاء برکت برو وبذریهٔ او نمود. در مفتاح السعادة در حالیکه امام اعظم رحمه الله تعالی به بلوغ نرسیده بود پدرش وفات شد ومادرش را حضرت امام جعفر صادق رضي الله عنه به نکاح گرفت وتربیهاشرا او نموده است.

(نبذهٔ از تقوای امام اعظم رحمه الله تعالی)

عبد الله بن المبارك گفته است که امام اعظم صاحب بسیار خاشع ومتواضع بود حتی همسایه گان وی گریهٔ اورا در نماز میشنویدند امام اعظم رحمة الله علیه در عمر خود تقریبا پنجاه وپنج (۵۵) مرتبه حج نموده است امام اعظم در طول چهل سال به وضوء نماز حفتن نماز صبح را ادا نموده است وچهل مراتب شب لیلة القدر را درك کرده است در دو رکعت نماز نفل دو ختم قرآن را میکرد حضرت حماد گفته که امام اعظم رحمة الله علیه بکدام جائیکه روح خود را بحق سپرده است در آنجا هفتاد هزار مراتب ختم قرآن پاك را کرده است حضرت حسن بن عماره به وقت غسل دادن امام اعظم را میگفت خدا شمارا بیآمرزد ورحم کند که مدت سی سال از روی روز روزه می بودید ومدت چهل سال از روی شب سر خود را به تکیه غرض استراحت نه نهاده اید. امام اعظم رحمه الله تعالی بسیار شخص حقوق شناس

وسخی بود چنانچه آمده است که امام اعظم وقتیکه نفقه برای عیال خود مینمود همان اندازه نفقه‌را برای علماء ومشایخ آنوقت صدقه میکرد حضرت شقیق بن ابراهیم بخلی روایت کرده است که یك روز براه بهمرای امام اعظم یکجا روان بودیم که اتفاقا یك شخص در پیش روی ما هنوز مسافه بسیار مانده بود مارا دید زود خودرا پنهان کرد تا ما از او بگذریم مگر وقتیکه با او محاذی وبرابر شدیم حضرت امام اعظم آن شخص را آواز کرد وبرایش گفت که چرا وقتیکه مارا دیدی خودرا از راه یك طرف کردی وچرا خجالت معلوم میشوی علت چه است آن شخص بجواب امام اعظم گفت غرض اینکه وقت من از شما مبلغ ده هزار روپیه قرض گرفته بودم وآن قرض را هنوز برای تان اداء نکردم لذا وقتیکه شمارا دیدم از خجالت پنهان شدم که شما مارا نه بینید حضرت امام اعظم رحمه الله تعالی برایش گفت که من آن مبلغ قرضهٔ خودرا برای تان بخشیش کردم دیگر هیچ خجالت مشوید؛ حضرت شقیق گفت بدل گفتم که بس همین شخص در حقیقت زاهد وبا مروت میباشد بود امام اعظم نمی نهاد یك مسأله را در کتاب خود تا که جمع میکرد اصحاب خود را ومنعقد میکرد مجلس را چون امام اعظم رحمه الله تعالی در مسجد کوفه بر مسند تعلیم وتدریس وفیض رسانی می نشست هزار شاگردان گرداگرد او نشسته می بودند چهل کس از شاگردان او که مجتهد جیّد بودند نزد او حاضر بودند چون مسألهٔ را استخراج میکردند به حاضران مشورة ومناظره وگفتگو می نمودند وبقرآن وحدیث واقوال صحابه استدلال میگرفتند چون به اصابت مسأله همه اتفاق میکردند امام المسلمین امام اعظم از غایت فرحت الحمد لله والله اکبر میگفت وحاضرین مجلس بموافقتش نیز الله اکبر میگفتند وحکم بدرج آن مسأله می نمودند «ارشاد الطالبین وفتاوی برهنه». شقیق بلخی رحمه الله تعالی[١] مي فرماید امام اعظم رحمه الله تعالی نمی نشسته در سایهٔ دیوار مدیون خود وگفت از ما بالای این شخص قرض است

---

(١) المتوفی سنة ١٧٤ هـ.

وهر قرضی که مفضی شود بسوی نفع پس او ربوا است ونشستن من در سایهٔ دیوار او نفع است فهذا به سایهٔ او نه نشینم. ابو جعفر شیزاباذی روایت می کند که امام اعظم وکیل گرفت کسی را به فروختن جامه وبود در بین جامها یك جامهٔ معیوب وگفت امام اعظم رحمه الله تعالی مفروش این جامه را مگر که عیبش را بیان نمائی وکیل جامهٔ معیوبرا فروخت وفراموش کرد که عیبش بگوید وپول جامهٔ را همان دیگر جامه ها مخلوط کرد بعد ازآن ازین قضیه امامرا خبر داد امام از جهت کمال احتیاط شان همه پول هارا به فقراء ومساکین ومحتاجین اهل ذمه صدقه کرد. اباجعفر منصور حاکم الوقت پیش از شناختن او امام را از فتوی دادن منع نموده بود اتفاقا شبی دختر امام اعظم رحمه الله تعالی استفتاء نمود وگفت خونیکه از گوشت دندان بیرون آید ناقض وضوء هست یا نه امام اعظم فرمود استفتاء کن از حماد فردا اول نهار زیرا که منع کرده است مرا خلیفة الوقت از فتوی دادن ونیستم از آنانیکه در غیاب خیانت بکنم. علامه حافظ النجم گفته است که امام اعظم برایم گفت که من در عمر خود نود ونه (۹۹) مراتب خدای بی چونرا در خواب دیدم بدل گفتم که اگر بعد ازین بار خدارا در خواب بینم پرسان میکنم که ای بارخدایا کدام عمل است که انسان آن عمل را بکند از عذاب روز قیامت نجات می یابد همین بود بار دیگر ذات بی چونرا در خواب دیدم وهمان عرض خودرا تقدیم نمودم وبجواب من گفت کسیکه کلمات ذیل را بعد از فجر وبعد از خفتن بلا ترك بخواند از عذاب روز قیامت نجات مییابد هي هذه: سبحان الأبدي الأبد * سبحان الواحد الأحد * سبحان الفرد الصمد * سبحان رافع السماء بغير عمد * سبحان من بسط الأرض على الماء الجمد (ماء جمد) * سبحان من خلق الخلق فاحصاهم عددا * سبحان من قسم الأرزاق و لم ينس احدا * سبحان الذي لم يتخذ صاحبة ولا ولدا * سبحان الذي لم يلد و لم يولد و لم يكن له كفوا احد * گفته است اسماعیل بن رجاء دیدم امام محمّد صاحب را که یکی از شاگردان امام اعظم بود بعد از وفاتش وگفتم چه معامله کرد خدای

پاك فرمود آمرزيد مرا خداى پاك وگفت اگر اراده ميكردم من كه ترا عذاب نمايم اينقدر علم نميدادم باز اسماعيل ميگويد وگفتم كه امام يوسف صاحب كجاست گفته بالاى ما است بدو درجه باز گفتم امام اعظم رحمه الله تعالى كجاست گفت هيهات ذاك في اعلى علّيين چگونه نباشد به تحقيق گذاريده است نماز فجر را بوضوء عشاء چهل سال وپنجاه پنج مراتب حج كرده ودر خواب ديده است خداى خود را صد مرتبه در آخر حج خود گفت براى دربانان بگذاريد امشب مرا كه داخل شوم كعبه را دربانان اجازه داد وامام داخل كعبه شد در بين دوستون پاى چپ خودرا بالاى پاى راست خود نهاده شروع به نماز كرد نصف قرآن كريم را قراءت كرده بعده ركوع وسجده كرده به ركعت دوم پاى راست خود را بالاى پاى چپ خود نهاد قرآن كريم را ختم كرد وقتيكه سلام ميداد گريه ميكرد ومناجات ميكرد ربّ خود را ومى گفت الهى عبادت نكرد ترا اين بندهٔ ضعيف به عبادتيكه مستحق هستى لكن شناخته است ترا به صفاتيكه دلالت ميكند به كبريايت تو وبزرگى تو يعنى به شناختن حقيقت وكنه ذات وصفات زيراكه معرفت كنه ذات وصفات محال است پس آواز كرد هاتف از جانب كعبه به تحقيق شناختهٔ ربّ خودرا بحق شناختن وعبادت كردهٔ ربّ خودرا به حق عبادت به تحقيق بخشيدم ترا وكسى را كه متابعت ميكند مذهب ترا الى يوم القيامة. شقيق بلخى رحمه الله تعالى ميفرمايد كه امام اعظم متقى ترين مردم وعالم ترين مردم ومكرم ترين مردم وعابد ترين مردم واحتياط كننده ترين مردم بود واز ابوجعفر شيزاباذى روايت ميكند كه عبد الله بن المبارك ميگفت كه داخل شدم در شهر كوفه وپرسان كردم از علماء كوفه كه كيست زياده تر از روى علم در كوفه همه علماء گفتند امام اعظم وگفتم از روى زهد گفتند امام اعظم گفتم از روى عبادة گفتند امام اعظم وهيچ اخلاقى پرسان نكردم مگر امام اعظم را پيش نشان دادند وممّا قال فيه ابن المبارك:

لقد زان البلاد ومن عليها * امام المسلمين ابو حنيفة

بأحكام وآثار وفقه * كآيات الزبور على صحيفة

فما في المشرقين له نظير * ولا في المغربين ولا بكوفة

اماما صار في الإسلام نورا * أمينا للرسول وللخليفة

يبيت مشمّرا سهر الليالي * وصام نهاره لله خيفة

وصان لسانه عن كل افك * وما زالت جوارحه عفيفة

يعف عن المحارم والملاهي * ومرضاة الالهي له وخليقه

فمن كأبي حنيفة في علاه * إمام للخليفة والخليفة

رأيت العائبين له شفاها * خلاف الحق مع حجج ضعيفة

وكيف يحلّ أن يؤذى فقيه * له في الأرض آثار شريفة

وقد قال ابن ادريس مقالا * صحيح النقل في حكم لطيفة

بأنّ الناس في فقه عيال * على فقه الإمام أبي حنيفة

فلعنة ربّنا اعداد رمل * على من ردّ قول ابي حنيفة

میر سید شریف در شرح خلاصۂ گیدانی که محقق ومدقق بود فروع واصول میگویدکه والسّلام على أبي حنيفة رحمه الله تعالى الذي جاهد في دين الله تعالى فاخلص اجتهاده وجاده وعلى اصحابه الفائقين على غيرهم بفضل الإصابة وزيادته. حسن بن سلیمان در تفسیرحدیث **(لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم)** گفته است وهو علم ابي‌حنيفة رحمه الله تعالى من الأحكام انتهى. روایت کرده جرجانی رحمه الله تعالى في مناقبه از سهل بن عبد الله التستری رحمه الله تعالى -انه لو كان في امة موسى عليه السّلام وعيسى عليه السّلام مثل ابى حنيفة رحمه الله تعالى لما تهودوا ولما تنصروا- یعني اگر مثل ابي حنيفة رحمه الله تعالى عالم در امت موسی وعیسی بودی هر آئینه یهودی ونصرانی نمیشدندی.

(فقاهت امام اعظم رحمه الله تعالى)

گفته است امام شافعی رحمه الله تعالى «النّاس عيال ابي حنيفة رحمه الله تعالى في الفقه» انتهى. ونیز فرموده «من اراد ان يتبحر في الفقه فلينظر الى كتب ابى حنيفة رحمه

الله تعالى» كما نقله ابن وهبان عن حُرملة انتهى. وگفته است حموى در شرح اشباه وذكر كرده حافظ ذهبى در كتاب خود مسمّى بالصحيفة في مناقب ابى حنيفة رحمه الله تعالى انّ الْمُزني روى عن الإمام الشافعي هذا الذي رواه حُرْملة وقال ايضا في كتابه المذكور قال عبد الله بن المبارك: ان الأثر قد عرف وان احتيج الى الرأي فرأى مالك رحمه الله تعالى وسفيان رحمه الله تعالى وابي حنيفة رحمه الله تعالى. وابو حنيفة احسنهم وادقّهم فطنة واغوصهم على الفقه وهو افقه الثلاثة انتهى. وگفته است ابن حجر مكى شافعى رحمه الله تعالى در كتاب مذكور قال عبد الله بن المبارك رحمه الله تعالى وناهيك ما رأيت في الفقه مثله ورأيت مسعرا في حلقة جالسا بين يديه يسأله ويستفيد منه ما رأيت احدا قط تكلم في الفقه احسن منه وايضا قال ابن المبارك كان ابو حنيفة افقه من اهل زمانه ولقيت الف رجل من العلماء فلولا اني لقيت ابا حنيفة رحمه الله تعالى لكنت من الفاسقين. قال علي بن عاصم رحمه الله تعالى لو وزن علم ابي حنيفة رحمه الله تعالى بعلم اهل زمانه لرجح على علمهم. قال يزيد بن هارون كتبت على الف شيخ حملت عنهم العلم فما رأيت والله فيهم اشدّ ورعا من ابي حنيفة رحمه الله تعالى ولا احفظ لسانا منه ولا في عظم عقله. وكان ابومطيع يقول كنت يوما عند الإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالى في جامع الكوفة داخل شد سفيان الثورى رحمه الله تعالى ومقاتل بن سليمان رحمه الله تعالى وحماد بن سلمة رحمه الله تعالى وجعفر الصادق رحمه الله تعالى وديگر فقهاء وسخن گفتند بهمراى امام اعظم رحمه الله تعالى وگفتند شنيديم كه شما اكثر مسائل را قياس ميكنيد پس مناظره كرد از اول نهار الى وقت الزوال وپيش كرد مذهب خودرا وگفت اولا عمل بكتاب الله ميكنم بعدا به سنة رسول الله وبعدا به فيصله‌هاى صحابهٔ كرام كه همه اتفاق كرده باشند وبعدا قياس ميكنم پس آنها دست وپاى امام اعظم را بوسه كردند وگفتند شما سيد علماء هستيد عفو كنيد از ما گذشتهاى مارا كه از علميت شما كافى خبردار نبوديم امام اعظم گفت غفر الله لنا ولكم اجمعين. امام شافعى صاحب رحمه الله تعالى از جهت مراعات آداب به نزديك

قبر امام اعظم نماز فجررا بدون قنوت ادا کرد ومذهب خودرا ترك کرد وبه مذهب امام اعظم رفتار کرد. امام شافعی رحمه الله تعالی به حضرت امام مالك صاحب یکروز گفت آیا شما امام اعظم را دیده بودید؟ وی گفت بلی دیده بودم چنان عالم بزرگوار بود اگر در بارهٔ چوب از نزدش دلائل خواسته میشد آن چوب را با ادلهٔ معقولهٔ خویش طلا وزر سرخ وا نمود میکرد. ونیز امام بخاری وامام مسلم رحمهم الله تعالی از ابی هریرة رضي الله عنه نقل کرده است که نبی علیه الصّلاة والسّلام دست مبارك خود را بالای حضرت سلمان رضي الله عنه نهاد وگفت فرضا اگر ایمان به نزد ثریا (ستاره در آسمان) باشد ذریة واولاد او ایمان را خواهد یافت. علاّمهٔ شامی[۱] واما سیوطی رحمهم الله تعالی گفته اند که در حدیث مذکور به اولاد سلمان رضي الله عنه اشاره کرده است نبی علیه الصّلاة والسّلام به حضرت امام اعظم زیرا که امام اعظم از ابنای فارسی بود. ابن حجر مکی آورده است - انّه علیه الصّلاة والسّلام قال (**ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة**) الحدیث - یعنی بدرستیکه گفته است علیه الصّلاة والسّلام در سنهٔ یك صد وپنجاه (۱۵۰) زینت دنیا البته برداشته خواهد شد چون در همان سال (۱۵۰) امام اعظم رحمه الله تعالی وفات یافته معلوم شد که نبی علیه الصّلاة والسّلام به وفات شدن امام اعظم رحمه الله تعالی در حدیث مذکور اشاره کرده است زیراکه به نسبت وفات آن حسن وزیبائی دنیا نیز از بین رفت وکدام احادیث که در بارهٔ امام اعظم که در آن ذکر سراج امتی آمده ضعیف وموضوعی بوده درین جا آن احادیث را ذکر نکردم بلکه آن دو حدیث سابقه در علوی شان امام اعظم رحمه الله تعالی کافی میباشد.

(امام اعظم از تابعین است)

خطیب بغدادی در کتاب تاریخ خود آورده است که امام اعظم با حضرت انس رضي الله تعالی عنهما نوشته اند که امام اعظم رحمه الله تعالی گفته است که من

---

(۱) صاحب ردّ المحتار علی الدّر المختار محمّد امین ابن عابدین المتوفی سنة ۱۲۵۲ هـ.

حضرت أنس رضي الله تعالى عنه را بار بار ملاقات کردم که نشانی اش اینست حضرت انس رضي الله تعالى عنه ریش مبارك خودرا به حناء سرخ میکرد بعض محدثین گفته امام اعظم از حضرت انس رضي الله تعالى عنه حدیث مبارك را روایت کرده است. کتاب عینی شرح بخاری آورده است که حضرت امام اعظم رحمه الله تعالى تقریبا از بیست نفر صحابه چند احادیث را روایت کرده است ابن حجر گفته است که امام اعظم رحمه الله تعالى يك حدیث را از عبد الله ابن ابي اوفى رضي الله تعالى عنه روایت کرده است قاضی شمس الدین ابوالعباس بن محمّد ابن ابراهیم بن ابي بکر بن خلکان که بابن خلکان مشهور است در تاریخ خود آورده است حضرت انس رضي الله تعالى عنه در بصره عبد الله بن ابي اوفى در کوفه سهل بن سعد ساعدی در مدینه ابو طفیل عامر بن واثلة در مکه هنوز بر حیات بودند که امام اعظم زمانهٔ شان را یافته است خطیب در تاریخ خود آورده است که حضرت ثابت پدر امام اعظم رحمه الله تعالى به نزد حضرت علي رضي الله تعالى عنه غرض ملاقات واخذ دعا رفته بود وعلي رضي الله تعالى عنه به اولاد او دعاء برکت کرده است از گفتارهای فوق معلوم وثابت کردید که امام اعظم را از تابعین صحابه رضوان الله تعالى علیهم اجمعین میباشد که بر اولویت وخیریت ایشان رسول صلّى الله علیه وسلّم ارشاد فرموده است (**خير القرون قرني ثم الّذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجيء قوم تسبق ايمانهم شهادتهم ويشهدون قبل ان يستشهدون**) یعنی بهترین زمانهای مسلمانان زماهٔ حیات من است بعد از آن بهترین مردمان مسلمانان زمانهٔ صحابهٔ من است بعد از آن بهترین مردمان مسلمانان زماهٔ تابعین صحابهٔ من است بعد از آن خواهد آمد قومیکه قسم خوردن شان از شهادت وگواهی شان پیش میباشد وهم پیش از خواستن گواهی سر بخود گواهی میدهند الحدیث **شعر**:

لقي امام ابو حنيفة ستة * من صحب طه المصطفى المختار
أنسًا وعبد الله ابن انيسهم * وسمية ابن الحارث السكرار
وزر ابن اوفى واثلة الرضى * واضمم اليهم معقل بن يسار

(استاذان امام اعظم رحمه الله تعالى)

به يك روايت استاذان امام اعظم رحمه الله تعالى به چهارهزار (٤٠٠٠) اشخاص بالغ ميرسد مگر كتاب تهذيب الكمال سى وشش (٣٦) نفر آنرا بقرار ذيل آورده است ١- حضرت نافع مولى بن عمر ٢- موسى بن ابي عائشة ٣- حماد بن ابي سليمان ٤- محمّد بن شهاب الزهري الأعرج ٥- عكرمة مولى ابن عباس ٦- عبد الرّحمن بن هرمز الأعرج ٧- إبراهيم بن محمّد اجدع ٨- حبيلة شميم ٩- قاسم المسعودي ١٠- عون بن عبد الله ١١- علقمة بن مرثد ١٢- علي بن الأقمر ١٣- عطاء بن ابي رباح ١٤- قابوس بن ابي ظبيان ١٥- خالد بن علقمة ١٦- سعيد بن مسروق الثوري ١٧- سلمة بن كهيل ١٨- سماك بن حرب ١٩- شداد بن عبد الرّحمن ٢٠- ربيعة بن ابي عبد الرّحمن ٢١- ابو جعفر محمّد الباقر ٢٢- اسماعيل بن عبد الملك ٢٣- حارث بن عبد الرّحمن ٢٤- حسن بن عبد الله ٢٥- حكم بن عتيبة ٢٦- طريف بن ابي سفيان السعدي ٢٧- عامر بن شراحل الشعبي ٢٨- عبد الكريم ابن ابي امية ٢٩- عطاء بن سائب ٣٠- محارب بن دثار ٣١- محمّد بن سائب ٣٢- معن بن عبد الرّحمن ٣٣- منصور بن معتمر ٣٤- هشام بن عروة ٣٥- يحيى بن سعيد ٣٦- ابو زبير مكى رضوان الله تعالى عليهم اجمعين. ميباشد خطيب بغدادى، امام دارقطنى، امام نووى، ابن جوزى، امام ذهبى، ابن حجر عسقلانى، ابن حجر مكى وامام سيوطى اين همه محدثين كرام گفته اند كه امام اعظم با استاذانش همه تابعين بودند.

(تصانيف امام اعظم رحمه الله تعالى)

اگركه در زمان تابعين كسى تأليف نميكرد بلكه همه از حفاظ ياد داشته خودها استفاده ميكردند از همين جهت اكثر ايشان مجتهد وحفاظ حديث ميبودند ومع ذلك حضرت امام اعظم تقريبا سى ونه (٣٩) كتاب تصنيف كرده است منجمله:

١- وصيت نامه براى كبار اصحابش ٢- رسالة العالم المتعلم ٣- رسالهٔ فقه اكبر (در علم كلام) ٤- وصية العامة لجميع الامة ٥- رسالهٔ در تحقيق مسأله ارجاء

وتبرئهٔ امام از مرجیه ٦- فقه الابسط ٧- رسالهٔ به نوح بن ابی مریم الجامع ٨- رسالهٔ برای یوسف بن خالد المسمّی در (تأنیب الخطیب) ٩- وصیت نامه برای امام ابو یوسف ١٠- وصیت نامه برای فرزند ارشدش حضرت حماد ١١- کتاب الرائي ١٢- کتاب اختلاف الصحابة ١٣- کتاب الجامع ١٤- کتاب السیر ١٥- المخارج في الفقه ١٦- کتاب الآثار به روایة امام ابو یوسف ١٧- کتاب الآثار به روایة امام محمّد ١٨- کتاب الآثار به روایة امام زفر ١٩- کتاب الآثار به روایة حسن بن زیاد ٢٠- کتاب الوصیة ٢١- کتاب مقصود ٢٢- کتاب الأوسط وغیرها.

(مرویات امام اعظم رحمه الله تعالی)

امام زرقانی رحمه الله تعالی شارح مواهب لدنیة وموطأ وغیره کتاب درین باره پنج روایت را نقل کرده است. اول مرویات حدیث امام اعظم رحمه الله تعالی پنچصد است. دوم مرویات امام اعظم ششصد وشصت وشش حدیث است. سوم مرویات امام اعظم یك هزار حدیث است. چهارم مرویات امام اعظم چهار هزار وهفتصد احادیث است وآن قولی را که ابن خلدون در تاریخ خود آورده است که مرویات امام اعظم از هفده احادیث زیاد نیست دروغی است که عقل مرغ هم نمی پذیرد چه طور پذیرد شخصیکه لکها مسأله اجتهاد نماید آیا از هفده حدیث استنباط می نماید وعلیه ما قال.

(شاگردان امام اعظم)

شاگردان امام اعظم رحمه الله تعالی بی اندازه بودند مگر از جملهٔ آنها که به درجهٔ اجتهاد رسیده اند قدر ذیل تحریر گردیده است ١- حضرت امام یوسف ٢- حضرت محمّد بن حسن شیبانی ٣- حضرت امام زفر ٤- حضرت حسن بن زیاد ٥- حضرت ابو مطیع بلخی ٦- حضرت وکیع ٧- حضرت عبد الله بن المبارك که استاذ امام بخاری رحمهم الله بود ٨- زکریا بن زائده ٩- حفص بن غیاث نخعی ١٠- داؤد طائی رئیس الصوفیة ١١- یوسف بن خالد سمتی ١٢- اسد

بن عمر ۱۳- نوح بن ابی مریم وغیره رحمهم الله تعالی علماء طبقات دوم.

(کتابها در مناقب امام اعظم)

تقریبا یازده کتاب ضخیم که محدثین کرام در مناقب امام اعظم تألیف وبطبع رسانیده اند قابل قبول وادراك میباشند وبه امثال رسالهٔ هذا علما در صفت وی بسا تألیف داشته اند که از آن جملهٔ کتب متذکره بدین قرار تحریر می گردد ۱- عقود المرجان في مناقب ابي حنيفة النعمان از ابو جعفر طحاوی اعرف مذهب حنفی ۲- قلائد الدرر والمرجان في مناقب النعمان ۳- الروضة العالية المنيفة في مناقب الامام ابی حنيفة ٤- شقائق النعمانية في مناقب النعمان از علامه زمخشری ٥- بستان في مناقب النعمان از شیخ محیي الدین قرشی ٦- کشف الآثار از عبد الله حارثی ۷- الإنتصار لإمام ائمة الأمصار از نوادهٔ ابن جوزی ۸- تحفة السلطان في مناقب النعمان از یوسف بن محمّد باهلی ۹- تبييض الصحيفة في مناقب الإمام ابی حنیفة از علامه جلال الدین سیوطی شافعی ۱۰- عقود الجمان في مناقب النعمان از ابو عبد الله محمّد الشافعي ۱۱- الإبانة في ردّ المشَنّعين على ابي حنيفة از قاضی ابو جعفر احمد البلخی ۱۲- الخيرات الحسان في مناقب ابي حنيفة النعمان از علامة ابن حجر مکی ۱۳- قلائد العقبان في مناقب النعمان از علامة ابن حجر مکی ١٤- تنوير الصحيفة في مناقب ابي حنيفة از علامه یوسف حنبلی ۱٥- فتح المنان في مناقب النعمان از شیخ عبد الحق دهلوی ١٦- صحيفة في مناقب ابي حنیفة از امام ذهبی شافعی ۱۷- الفوائد المهمة في منقاب سراج الأمة از علامه عمر ابن عبد الوهاب عرضی شافعی ۱۸- تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة ابي حنيفة من الأكاذيب از علامه کوثری ۱۹- سهم المصيب في كبد الخطيب از عیسی ابن ابی بکر ایوبی مکی از پادشاهان مصر ۲۰- مواهب الرّحمن في مناقب الإمام الأعظم ابي حنيفة النعمان از ملا محمّد قندهاری وغیرها که مجموعه به پنجاه نسخه میرسد ومع هذه پنجاه ویك میشود.

(وجه تسميهٔ ابو حنيفة به امام اعظم)

وجه تسميهٔ امام ابوحنيفة به امام اعظم از چند وجوه ميباشد. وجه اول از مذكورات قبل به شما خوب ثابت شد كه او يك عالم بزرگ ومجتهد ومقدم از جملهٔ تابعين بشمار رفته لذا نظر به امامان بعدى او به امام اعظم رحمه الله تعالى ملقب گرديد. وجه دوم اينكه امام اعظم رحمه الله تعالى در سنهٔ هشتاد (٨٠) تولد يافته وسنهٔ يكصد وپنجاه (١٥٠) وفات گرديده است وامام مالك رحمه الله تعالى در سنهٔ نود (٩٠) تولد گرديده است وامام شافعى رحمه الله تعالى در سنهٔ يكصد وپنجاه (١٥٠) تولد شده وامام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى در سنهٔ يكصد وشصت وچهار (١٦٤) تولد يافته است پس معلوم شد كه امام اعظم رحمه الله تعالى از امام مالك رحمه الله تعالى پانزده سال واز امام احمد ابن حنبل هشتاد وچهار سال كلان بوده از همين جهت به امام اعظم ملقب گرديد كه اين هم يك منقبت بزرگى است **بيت**:

ليك گفتم وصف آن تا ره برند * قبل از آن كز فوت آن حسرت خورند

والحاصل ان ابا حنيفة رحمه الله تعالى من اعظم معجزات المصطفى عليه السّلام بعد القرآن وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قولا إلاّ اخذ به امام من الأئمة الأربعة الأعلام وقد جعل الله لاصحابه واتباعه من زمنه إلى هذه الأيام بل إلى يوم القيام حتى أنّ عيسى عليه السّلام لا يعمل عملا إلاّ يوافق مذهب ابي حنيفة رحمه الله تعالى وهذا يدل على امر اختص به من بين سائر العلماء العظام كيف لا وهو كالصديق رضي الله عنه. وفي المكتوبات السعيدية مكتوب نود هفتم (٩٧) ص: ١٥٨، واز راه معيّتى كه محب با محبوب است وحديث (**المرء مع من احب**) دليل آنست محب هميشه شريك الدولة محبوب است كه خادم را از خوشهٔ مخدوم نصيب است وتابع را از الوش متبوع حظ وافر كه نصيب اصالتى آن پيش آن حظ تبعى حكم قطره دارد نسبت بدرياى محيط تفاوت اقدام اولياء در قرب الهى جلّ وعلا باندازهٔ تفاوت محبت بآن محبوب ربّ العزّة است كه علامة آن صحت اتباع است مر آن سرور دين ودنيا را

عليه السّلام تصور بايد نمود وكمال متابعت اورا از آن بايد دانست كه نماز بست ساله بظهور ترك ادبى از آداب وضوء اعاده فرمود ودقيقهٔ را از دقائق متابعت فرو نگذاشت ولهذا سواد اعظم امت مذهب او اختيار نمودند واكابر اولياء تلميذ وتقليد او اختيار كردند انتهى. وهو كالصديق رضي الله عنه له اجره واجر من دوّن الفقه وفرّع احكامه على اصوله العظام إلى يوم الحشر والقيام وقد اتبعه على مذهبه كثير من الأولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة وركض في ميدان المشاهدة كابراهيم بن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابي يزيد البسطامى وفضيل بن العياض وداود الطائى وابى حامد اللفاف وخلف بن ايوب وعبد الله بن المبارك ووكيع بن الجراح وابى بكر الوراق وحكيم الترمذي وحكيم ابوالقاسم سمرقندى وابوسليمان دارانى ويحيى بن معاذ رازى وجم غفير از اهل سلاسل مثل حضرات خواجها وحضرات چشت واكثر سهروردية وقادريه وجمهور كبرويه وعامه كيسويه وشطاريه متابعت اورا گزيده اند ومحققان اهل طريقت مثل مولاناى روم وشيخ فريد الدين وحكيم سنائى غزنوى وشيخ علي هجويرى معروف به داتا گنج بخش وشيخ زين الدين ابى تائبادى وامير قوم سجستانى وامير حسينى وغير شان ممن ان يتعذر تعددهم راه تقليد او مى نمود واعاظم محدثين مثل وكيع بن الجراح ويحيى بن معن وطى ولى وبرقى ومعلى وصنعانى وغيرهم جماهير فقهاء ومتكلمين كه شموس هدايت اند وبدور درايت وتعداد شان جز تطويل نيست ومعتمدين اهل فقه قديما وجديدا همه بر مذهب او رفته اند وشيوخ معتزله با آن قوت جدليه واستدلاليه در فروع دين تقليد اورا گزيده اند واز خاكساران سره افادهٔ او گشته اند چنانكه تواليف حافظ وقار الله ومطرزى وغيره دلالت برآن دارد چونكه از طبقهٔ عرفاء وفقهاء ورؤسا وعامهٔ مخلوق تابعين وى اكثر اقليم جهان است اما يك طبقهٔ عرفائيكه متمسك آنها الثاقي است همه مقرّ ومعترف اند نام بپردازيم ايضا من مكتوبات سعيديه نود وهفتم (۹۷ ص: ۲۱۳ سطر ۱۳) وها أنا أذكر تيمنا من أكابر الأولياء بماوراء النهر والهند فمنهم الإمام الرباني والقطب الصمداي عبد الخالق الغجدوانى

قدّس سرّ رئيس السلطنة العلية المعروفة بسلسلة خواجها قدّس الله اسرارهم مناقبه اكثر من أن يحصى ومعارفه أشهر من أن يخفى وهو مريد الشيخ الإمام ابي يعقوب يوسف الهمداني قدّس الله سرّه وقد مرّ ذكره شيخ الأولياء الكبار منهم العارف الكامل خواجه عارف الريوگرى وخواجه احمد الصديق وخواجه اولياء كلان ومنهم الولي المشهور خواجه محمود انجيرفغنوى مريد الشيخ الريوگري ومنهم الشيخ الجليل الولي ذو المقامات والكرامات خواجه علي الراميتني المعروف بعزيزان عليه الرّحمة ومنهم الإمام القدوة خواجه محمّد بابا السماسي قدّس سرّه العزيز ومنهم السيد ذو الكمال والإكمال امير كلال ومنهم الشيخ قطب الأولياء امام العرفاء بهاء الحقّ والدّين المعروف بنقشبند رضي الله عنهم وخواجه علاء الدين عطار رحمه الله تعالى ومولانا يعقوب چرخى وخواجه عبيد الله احرار رحمه الله تعالى ومحمّد زاهد صاحب ودرويش محمّد صاحب وخواجه امكنگى صاحب وخواجه باقى بالله صاحب وامام الرباني محبوب سبحانى واقف متشابهات قرآنى فاروقى نسبا ونقشبندى مشربا الشيخ أحمد قدّس سرّهم وبعده إلى شيخنا ووسيلتنا إلى الله سيف من سيوف الرّحمن الملقب بالفقير حضرت آخند زاده سيف الرّحمن المشرف بمقام العبدية اكمل العصر وقطب الفرد في زمانه مدّ الله ظلّه علينا وعلى سائر الإخوان رحم الله عبدا قال آمينا رضوان الله تعالى عليهم أجمعين **بيت:**

حسبي من الخيرات ما اعددته * يوم القيامة في رضى الرّحمن

دين النبي فلو وجدوا فيه شبهة ما اتبعوه ولا اقتدوا به ولا وافقوه وقد قال الأستاذ ابو القاسم القشيري في رسالته مع صلابته في مذهبه وتقدمه في هذه الطريقة: سمعت الأستاذ أبا علي الدقّاق يقول أنا أخذت هذه الطريقة من ابي القاسم النصرآبادى وقال ابو القاسم أنا أخذتها من الشبلي وهو اخذها من السري السقطي وهو من معروف الكرخي وهو من داود الطائي وهو اخذ العلم والطريقة من ابي حنيفة رحمه الله تعالى وكل اثنى عليه واقرّ بفضله فعجبا لك يا اخي الم يكن لك اسوة حسنة في هؤلاء السادات الكبار أكانوا متهمين في هذه الإقرار والإفتخار وهم

ائمة هذه الطريقة وارباب الشريعة والحقيقة ومن بعدهم في هذه الأمر فلهم تبع وكل ما خالف ما اعتمدوه مردود ومبتدع وبالجملة فليس بابي حنيفة في زهده وورعه وعبادته وعلمه وفهمه مشارك الخ. ولا عجب من تكلم السلف لأنّهم بعضهم كما وقع للصحابة لأنّهم كانوا مجتهدين فينكر بعضهم على من خالف الآخر سيما اذا قام عنده ما يدل له على خطإ غير فليس قصدهم إلاّ الإنتصار للدين لا لأنفسهم وإنّما العجب ممن يدعي العلم في زماننا مأكَله ومشرَبه وملبَثه وعُقُوده وأَنْكِحَته وكثيرٌ من تَعبُّداتِه يقلد فيها الإمام الأعظم رحمه الله تعالى ثم يطعن فيه وفي اصحابه وليس مثله إلاّ كمثل ذبابة وقعت تحت ذنب جواد في حالة كرهٍ وفرهٍ **شعر:**

لو عابهم طعنا بهم سفها * برأت ساحتهم عن افحش الكلم

هل يقطع الثعلب المحتال سلسلة * قيدت بها اسد الدنيا باسرهم

وليت شعري لأيّ شيء يصدق ما قيل في ابي حنيفة ولا يصدق ما قيل في ابي حنيفة رحمه الله تعالى وتأدّيهم معه ولا سيما الإمام الشافعي رحمه الله تعالى والكامل لا يصدر منه إلاّ الكمال والناقص بضده ويكفي المعترض حرمانه بركة من يعترض عليه (ردّ المحتار) **بيت:**

گر خدا خواهد پردهٔ اش درد * ميلش اندر طعنهٔ پاكان برد **بيت:**

ترسم كه آن قوم بر درد كشان ميخواندند * بر سركار خرابات كنند ايمان را

اعاذنا الله سبحانه من ذلك البلاء العظيم وادامنا على حبّ الأئمّة المجتهدين وجميع عباده الصالحين وحشرنا في زمرتهم يوم الدين آمين اللّهمّ اجعلنا من المغفورين ومن المرحومين ومن الّذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون آمين.

(وفات امام اعظم رحمه الله تعالى)

در سنه (۱٥۰) در شعبان وقيل في رجب وقيل سنة ۱٥۳ ببغداد في السجن وقيل إنه لم يمت في السجن وقيل إنّه دفع اليه قدح فيه سم فامتنع وقال لا اعين على قتل نفسي فصبّ في فيه قهرا وقيل إنّ ذلك بحضرة المنصور ومات منه وصلى عليه الحسن بن عمارة و حزر من صلى عليه مقدار خمسين الفا وجاء المنصور فصلّى على

قبره وكان الناس يصلون على قبره عشرين يوما كذا في مفتاح السعادة ودفن في بغداد وقبره هناك مشهور يزار ويتبرك وصح أنّ الإمام لما احسّ بالموت سجد فمات وهو ساجد رضي الله عنه وعن تابعيه آمين.

(نسب امام مالك رحمه الله تعالى)

اسم محضهٔ او مالك بن انس بن مالك بن ابي‌عامر بن عمرو بن الحارث الأصبحي الحميري واسم كنيهٔ او ابوعبد الله واسم لقبى او ضحاك رحمه الله تعالى است.

(ولادت امام مالك ووطن وى)

در ابجد العلوم آورده كه امام مالك رحمه الله تعالى تولد يافت دندانها بر آورده بود بنابر آن اورا ضحاك مى گويند اضحكه الله في جنانه. گفته است شيخ عبد الحق دهلوي در مقدمهٔ ترجمهٔ خود يعني اشعة اللمعات تولد يافت در زمان خلافت وليد بن عبد الملك هم چنين در غاليه ودر سنهٔ تولد وى اختلاف است علامهٔ شامى محمّد امين ابن عابدين در مقدمهٔ ردّ المحتار در سنه (٩٠) از هجرت گفته بعضى در سنه (٩٤) وبعضى در سنه (٩١) گفته چنانچه در اخبار الجمال وبرهنه آورده ودر طبقات شعرانى وغاليه در سنه (٩٣) گفته است در اخبار الجمال تولد وى ووفات وى هردو در مدينهٔ منوره است.

(فقاهت امام مالك رحمه الله تعالى)

ودر برهنه آورده است وفي الحديث (**يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون اعلم من عالم المدينة**) يعني قريب است كه براى طلب علم مردم جگرهاى شترانرا در سوارى خويش بزنند وتكليف تام دهند آنهارا مگر عالمتر از عالم مدينه نيابند پس بعضى مردم يعنى سفيان بن عيينة رضي الله عنه مراد ازين عالم امام مالك رحمه الله تعالى گرفته اند ونيز امام شاعفى رحمه الله در شان امام مالك گفته لولا مالك وابن عيينة لذهب علم الحجاز وايضا از امام شافعى رحمه الله تعالى منقول است كه در حق او گفته اذا ذكر العلماء فمالك بن أنس النجم يعنى اگر نمى بود

مالك بن أنس وابن عيينةرا هر آينه رفته بود علم اهل حجاز وقول امام شافعى دلالت
ميكند كه امام مالك صاحب علم وفقه بوده حتى كه علم اهل حجاز را حصر به
دوكس نموده است يعنى وقتيكه ذكر وياد كرده شود علمارا پس امام مالك ستارهٔ
شان است واين سخن شافعى نيز از فقاهت امام مالك صاحب آگاهى ميدهد قال
عبد الرّحمن بن مهدى سفيان الثوري امام الحديث وليس بامام في السنة والأوزاعي امام
السنة وليس بإمام في الحديث ومالك بن أنس امام فيهما جميعا يعنى گفته عبد الرّحمن بن
مهدى كه سفيان ثورى امام حديث است وإمام در سنت نيست يعنى در فقه. واوزاعى
إمام در سنت وفقه است ونيست محدّث ومالك بن أنس إمام است در حديث وسنت
معا. وگفته است يحيى بن سعيد نيست در مردم صحيح تر از دانستگى در حديث از
امام مالك بن أنس. وقال الشافعي إذا جاء الحديث عن مالك فاشدد يديك به. وقال
الشافعي قالت لي عمتي ونحن بمكة - رأيت في هذه الليلة عجبا فقلت لها وما هو قالت
رأيت كأنّ قائلا يقول مات الليلة اعلم اهل الأرض قال الشافعي حسبنا ذلك فاذا هو
يوم مات مالك بن أنس رضي الله عنه - يعنى گفته است امام شافعي رحمه الله تعالى
در حالكيه در مكهٔ معظمه بوديم وگفت عمهٔ من كه ديدم امشب يك تعجب واقعهرا
گفت امام شافعى گفتم كه چه واقعه است گفت عمهٔ من در شب خواب گوياكه
قائلى ميگويد وفات شد امشب عالم ترين اهل الأرض گفت امام شافعى رحمه الله
تعالى حساب كرديم وتخمين نموديم كه موافقت نمودهان شب شب وفات امام مالك
رحمه الله تعالى. وقال ابوعبد الله رأيت كأنّ النبي صلّى الله عليه وسلّم في المسجد قاعدا
والناس حوله ومالك قائم بين يديه وبين يدي رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مسك
فهو يأخذ منه قبضة قبضة ويدفعها إلى مالك ومالك يدرها على الناس قال مطرف
فاولت ذلك العلم واتباع السنة - وگفته ابو عبد الله ديدم در خواب كه نبى عليه
السّلام در مسجد نشسته بود ومردم در ما حول نبى عليه السّلام نشسته بودند
وامام مالك بن أنس پيش روى نبى عليه السّلام ايستاده بود در حاليكه پيش روى

نبی علیه السّلام مشك بود پس نبی علیه السّلام میگرفت قبضه قبضه میداد برای امام مالك وامام مالك دور میداد بر مردم. گفته مطرف تأویل کردم خواب را به علم واتّباع السنة - وگفته امام شافعی در تعریف کتاب او که موطأ است - ما تحت ادیم السماء اصح من موطأ مالك رحمه الله تعالی - یعنی نیست در زیر آسمان صحیح تر کتاب از موطأ مالك رحمه الله. ودر آن وقت صحیح بخاری وصحیح مسلم مؤلف نشده بودند. واز امام مالك منقول است که گفت کم کسی باشد که من از وی حدیث کرده باشم که پیش من نیامده واز من فتوی نگرفته.

(نبذهٔ از تقوای إمام مالك رحمه الله تعالی وأمانت او)

ذهب بن خالد که یکی از کبار اهل حدیث است گفته که در میان مشرق ومغرب بهیچ احدی بر حدیث رسول صلّی الله علیه وسلّم امین از مالك رحمه الله تعالی نیست وگفته امام شافعی رحمه الله تعالی - ما احد أمن عليّ من مالك رحمه الله تعالی - یعنی نیست یکی أمین تر نزد من از إمام مالك رحمه الله تعالی. حضرت امام مالك رحمه الله تعالی در تعظیم واحترام حدیث رسول خدا صلّی الله علیه وسلّم بأقصی الغایة میکوشید وچون شخصی بطلب علم بدر سرای میآمد خادم‌را میفرمود که بَرَوْپرسان کن از وی که فتوی میخواهد یا حدیث اگر میگفت که فتوی میخواهم حضرت امام مالك رحمه الله تعالی بیرون میآمد وجواب میداد واگر میگفت که حدیث میخواهم اورا مینشاند وغسل میکرد ولباس پاکیزه میپوشید وخودرا مطیّب ومنظف میساخت ووساده مینهاد وبر بالای وساده با هیئت ووقار مینشست آنگاه آن شخص را اجازه میداد میآمد وحدیث می شنوانید چون مردم سبب این اهتمام واحتیاط از وی در یافت: امام مالك فرمود - أُحبّ واعظّمُ حدیث رسول الله صلّی الله علیه وسلّم وما احدّث إلاّ متمکنا علی طهارة - یعنی دوست دارم ومعظم میدارم حدیث رسول صلّی الله علیه وسلّم وحدیث نمیگویم مگر با تمکن وطهارت کامل یعنی با احترام تام نشسته حدیث میگویم. وهیچ وقت در وقت رفتن براه ویا ایستاده بکسی حدیث نمیگفت.

در تذكرهٔ امام مالك بن أنس رحمه الله تعالى آورده كه بود سكونت وى در مدينهٔ منوره در مكانيكه سكونت عبد الله بن مسعود رضي الله عنه بود در مسجد نبوى صلّى الله عليه وسلّم همانجا مينشست كه در آن مقام عمر فاروق رضي الله عنه مينشست. وهر چند كه از جهت پيرى ضعيفتر گشت مگر گاهى در مدينهٔ طيبه سوار نميشد وميفرمود - لا اركب في مدينة فيها جثة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مدفونة - يعنى سوار نميشوم در شهر كه در آن جسد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مدفون باشد. در تذكرهٔ امام مالك رحمه الله آورده است ابن حبيب كه يكى از ارشدى تلامذهٔ امام مالك است نقل ميكند كه در وقت تدريس واسماع حديث بر يك نشست جلسهٔ تدريس را تمام ميكرد وبه نهايت ادب هرگز زانوى را به طرف ديگر زانو بدل نميكرد وكمال احتياط را درين باره مراعات داشت. واز عبد الله بن المبارك روايت است كه روزى من در خدمت امام مالك رحمه الله تعالى حاضر بودم ووى روايت حديث ميفرمود كه يك كژدم در آن جلسه ده يا يازده مرتبه نيش زد مگر وى بهمان طريق روايت احاديث ميفرمود واز شدت تكليف بار بار رنگ رويش تغيير ميخورد واز غايت تكليف بدنش زرد گشت وبعد از تدريس چون مردم از وى متفرق گشتند گفتم اى امام امروز ترا چه حالت بود كه اينقدر تغييرات در روى مباركت راه ميیافت از ماجراى گذشته اطلاع بدهيد. فرمود اين امر براى اظهار جرأت ويا صبر آزمائى خود نبود بلكه محض براى تعظيم وادب نمودن به حديث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بود. آورده اند كه هارون رشيد در زمان سلطنت خود به زيارت روضهٔ رسول مقبول صلّى الله عليه وسلّم آمد حضرت امام مالك رحمة الله عليه بديدن وى رفت چون ملاقات واقع شد ومجلس پرسش ومصاحبت ومكالمت بانجام رسيد حضرت امام مالك رحمه الله تعالى خواست كه بيرون آيد هارون رشيد گفت اگر مقتداى مسلمانان فضل فرمايند وهر روز نزديك ما حاضر آيند فرزندان ما امين ومأمون از او سماع حديث كنند حضرت امام مالك رحمه الله تعالى بكراهيت در وى نگريست

گفت مه يا امير المؤمنين لا تضع في عزة شيء رفعه الله العلم يُؤتى ولا يأتي – يعنى بگذار وپست مگردان عزت چيزيرا كه بلند گردانيد آنرا حق عزّ شانه علم چيزيست كه بجانب وى بيايند نه علم بجانب كسى برود. هارون بانصاف گفت – صدّقت ايها الشيخ كان هذا هفوة مني فاسترها عليّ – يعنى راست گفتى اى شيخ اين سهوى ولغزشى بود كه از من صادر شد بپوش آنرا از من. پس امين ومأمون را بدر سراى امام مالك رحة الله عليه فرستاد امام مالك ايشان را بهمراى ديگر طالب علمان در يك صنف نشاند درس ميگفت. وبود امام مالك رحمه الله تعالى صاحب هيبت تا كه سلاطين از وى من ترسيدند. امام شافعى رحمه الله تعالى گويد ديدم بدر سراى امام مالك رحمه الله تعالى اسبى چند از اسبان خراسانى وبغلهٔ چند از بغال مصرى بسته كه نديده بودم هرگز بهتر از آنها وبر سبيل عجب با وى گفتم چه نيكو مينمايد اين افراس وبغال. گفت يا ابا عبدالله رحمه الله تعالى اينها هديه از من بسوى تو قبول كن آنها را گفتم از آنها يك دابة براى خود نگاهدار تا سوارى كنى. گفت من شرم ميدارم از خداوند عزّ وجلّ كه بر زمينى كه تربت رسول صلّى الله عليه وسلّم در آن باشد سواره بر آن بروم. امام مالك صاحب در تعظيم ومحبت مدينهٔ رسول صلّى الله عليه وسلّم بأقصى الغاية ميكوشيد وهرگز از مدينهٔ منورهٔ بيرون نمى رفت مگر يكبار حج بيت الله رفته بود.

(امام مالك از تبع تابعين بود)

حضرت امام مالك از نافع مولى ابن عمرو از محمّد بن المنكدر واز زهرى وجماعهٔ ديگر از تابعين وتبع تابعين روايت حديث كرده ويحيى بن سعيد انصارى وزهرى با آنكه از شيوخ او اند از وى روايت حديث كرده اند وابن جريج وسفيان ثورى وسفيان بن عيينة واوزاعى وشعبة وليث بن سعيد وابن مبارك وشافعى وابن وهب وخلايق بى شمار وطوائف علماء از وى سماع نمودند وبجلال شان وتقدم او در علم وحفظ احاديث وتقوى وورع وى قائل شده اند وامام شعرانى رحمه الله در طبقات

آورده است که امام رحمه الله اخذ علم از نه صد (۹۰۰) مشائخ کرده است که سه صد (۳۰۰) مشایخ از آن نه صد از تابعین بودند وفرمود که علم بکثرت روایت نیست بلکه نوری است که مینهد آنرا حق تعالی در دل انسان. وامام شافعی رحمه الله تعالی گفته که زیر ادیم آسمان کتابی اصح از موطای امام مالك نیست در تذکرهٔ امام مالك رحمه الله تعالی مذکور است که ابو نعیم از مالك رحمه الله تعالی روایت میکند که باری هارون رشید با من مشورة کرد که میخواهم که موطأ مدونهٔ ترا در خانهٔ کعبه آویخته مردمرا حکم دهم که هرچه در موطأ است بران عمل نمایند امام مالك فرمود که یا امیر المؤمنین این چنین مناسب نیست چرا که اصحاب آنحضرت صلّی الله علیه وسلّم در فروعات مسائل اختلافها نموده وآن اختلافات در جملهٔ ممالك مشهور گشته اند وهر یك ازان اختلاف صحیح ودرست است. هارون رشید گفت وفّقك الله یا ابا عبد الله. وفات امام مالك سنه ۱۷۹ بیستم ربیع الأول وقیل سنه ۱۷۸ در مدینهٔ منوره ومدفون است در جنة البقیع.

(نسب امام شافعي رحمه الله تعالى)

اسم کنیهٔ او ابوعبد الله واسم لقبی او شافعی واسم محضهٔ او محمّد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبيد بن يزيد بن هاشم بن المطلب بن عبد المناف القريشي المطّلبي. اورا مطلبی برای آن گویند که جد اعلای او چنانکه معلوم شد مطلب بن مناف است برادر هاشم بن عبد مناف که جد پیغمبر است صلّی الله علیه وسلّم. واورا نسبت بجدّ او شافع کرده شافعی گفتند ونسبت بوی بدین لفظ کنند وگویند که مادر عبد یزید بن هاشم دختر هاشم بن عبد مناف است که جد آنحضرت صلّی الله علیه وسلّم ومادر شافع خلده بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف خواهر فاطمة بنت اسد که والدهٔ امیر المؤمنین علي رضي الله عنه است وگویند که مادر شافعی ام الحسن بنت حمزة بن القاسم بن يزيد بن الحسن بن علي بن ابي طالب پس امام شافعی را باینجهات نسبت به بیت

نبوت ثابت باشد. آورده اند که شافع بن سائب ملاقات به آن حضرت کرده در حالیکه جوانی رسیده بوده وپدر او در روز غزوهٔ بدر صاحب رایهٔ بنی هاشم بود از جانب اهل مکه اسیر مسلمانان شد وفدیهٔ خویش داد ومسلمان گشت.

(ولادت امام شافعی رحمه الله تعالی وتحصیل او ووطن او)

ولادت با سعادت شان در سنهٔ یکصد وپنجاه (١٥٠) بود وبه شب وفات امام اعظم پانزدهم رجب بمقام غزه نام موضعیست وبقولی در عسقلان ویا در منیا ویا در یمن در برهنه آورده بروز وفات امام اعظم رحمه الله تعالی گفته. ودر ارشاد الطالبین آورده که وفات امام اعظم با تجهیز وتکفین مقدم بود بر تولد امام شافعی نه نماز بر جنازهٔ امام والله اعلم. وبعمر دوسالگی بمکهٔ معظمه برده شد ودر کنار مادر خود در حالت یتیمی وبیکسی در قلت عیش وتنگی حال نشو ونما یافته ونزد مسلم بن خالد زنگی هم در مکهٔ معظمه علم فقه آموخت. ذکر کرده است علماء که امام شافعی در اول وهله بسیار فقیر بود وقتیکه مادرش اورا به سبق پیش استاذ برد چونکه طاقت نه داشته که برای استاذ معاش دهد استاذ به درس او تقصیر میکرد وقتیکه استاذ دیگر شاگردهارا درس میگفت امام شافعی تلقف میکرد کلام استاذرا ووقتیکه استاذ میرفت امام شافعی همان درسی‌را که از استاذ شنیده بود برای شاگردهای استاذ تعلیم میکرد واستاذ فکر کرد که درس گفتن امام شافعی شاگردهارا زیاد است از آن معاشیکه من از وی میخواهم بعدا از وی طلب اجرة نکرد وبرایش تعلیم کرد تا که به نه (٩) سالگی قرآن را حفظ کرد. گفت امام شافعی رحمه الله تعالی وقتیکه قرآن‌را ختم کردم در مسجد داخل شدم وبودم مینشستم همرای علماء حفظ حدیث ومسائل می نمودم ودر حالیکه خانه ما در مکه در شعب حنیف بود وبودم بسیار فقیر بحدیکه قدرت خریدن کاغذ را نداشتم واستخوان را میگرفتم برویش نوشته میکردم وچون ده ساله شد موطای امام مالك یاد داشت وچون پانزده ساله گشت علماء عصر اورا اذن فتوی دادند بعد از آن رحلت بمدینه کرد وملازمت همرای

امام مالك رحمه الله تعالى نمود چون موطأرا بر امام مالك رحمه الله تعالى خواند امام مالك رحمه الله تعالى از وى خوشنود شد فرمود از خدا عزّ وجلّ به پرهيز شده باشد كه ترا شانى بهم دست دهد واز امام مالك كسب علوم كرده بعد از وفات امام مالك به يمن واز يمن به عراق آمد واز امام محمّد شاگرد امام اعظم رحمه الله تعالى تلَمُّذْ حاصل كرد وكذا في اخبار الجمال واللواقح آورده است كه امام شافعى بعد از ملازمت امام به بغداد رفت ودوسال آنجا اقامت نمود وعلماى آنجا بر وى جمع شدند واخذ حديث وفقه از وى كردند وكتاب قديم خود را در آنجا تصنيف كرد بعد ازان بمكهٔ معظمه باز گشت پس بار ديگر ببغداد رفت بعد ازان عزيمت مصر كرد وبتدريس ونشر علوم مشغول شد وكتب جديد در آنجا تصنيف نمود وچون در آخر سنه ١٩٩ در مصر آمد كتب فقه جديد را تصنيف كرد.

(تقواى امام شافعى رحمه الله تعالى)

إمام شافعى فرموده است كه مردم ازين سوره غافل اند (**وَالْعَصْرِ** * **اِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ** * العصر: ١-٢) وخود شب سه اجزاء كرده بود در حصهٔ اول كتابت مسائل ميكرد ودر حصهٔ ثانى نماز ميخواند ودر حصهٔ ثالث ميخفت. وبروايتى ديگر نميخفت در شب مگر اندك. وفرموده است گاهى دروغ نگفته ام وقسم هم نخوردم نه صادق ونه كاذب. ونيز فرموده است گاهى غسل جمعه را ترك نكردم نه در سردى ونه در گرمى نه در سفر ونه در حضر. ونيز فرموده است از شانزده سال باينطرف به سيرى نخوردم مگر آنقدر كه آن ساعترا دفع كردم. وهمواره عصا داشتند وپرسان شد از وى به دوام گرفتن عصا فرمود براى تذكر اينكه من مسافرم از دنيا ميروم. وبود اكرم الناس تا آنكه بارى با خود از يمن ده هزار دينار بمكهٔ معظمه برد وخيمهٔ خودرا بيرون مكه زد ومردمها در پيش وى ميآمدند تا آنكه آن همه ديناررا بمردم تفريق نمود بعد از آن داخل مكه شد. ووى كثير الأمراض بود يونس بن عبد الأعلى گفت مانند شافعى رحمه الله تعالى كسى‌را ملاقى بامراض نديدم. ووى پيوسته

گریان وسوزان بود. وهنوز طفل بود که خلعت هزار ساله در سر او افکندند. یك وقت در حین تدریس از میان درس ده مرتبه برخاست وبنشست گفتند چه حال است فرمود عَلوی زادهٔ بر در بازی میکند هر باریکه در برابر من میآید حرمت اورا لحاظ داشته از جا میخیزم زیراکه روا نبود اولاد رسول صلّی الله علیه وسلّم فراز آید بر نخیزم. در غالیه آورده است که امام شافعی رحمه الله تعالی پیوسته هر روز ختم میکرد ودر رمضان شصت بار ختم قرآن میکرد وکل ذلك في الصلاة.

(فقاهت وعلمیت امام شافعی رحمه الله تعالی)

در برهنه آورده است که در حدیث شریف است (**لا تسبّوا قریشا فإنّ عَالِمها یملأ الأرض علما**) قالوا المراد به الشافعي رحمه الله تعالى كما في الخيرات الحسان یعنی دشنام ندهید قریش را که عالم آن قریش پر میکند زمین را از علم مراد ازین عالم امام شافعی است. ودر غالیه گفته که امام شافعی مجدّد رأس سنهٔ صد دوم (۲۰۰) است چنانچه از حدیث ابی داود مستفاد است (**یبعث الله علی رأس کل مائة سنة من یجدّد لهذه الأمة امر دینها**) وهمچنین بلال خواص گوید که از خضر علیه السّلام پرسیدم که در شافعی چه میگوئی گفت او از اوتاد است. اوتاد یکمقام خاص است که بر صوفیهٔ کرام معلوم است فارجع الیهم والزم صحبتهم واستفت عنهم. در ابجد العلوم است که مادر امام شافعی رحمه الله تعالی در وقت حمل وی بخواب دیدکه گویا مشتری (ستارهٔ در آسمان) از شکم وی بدر شده پارها گشت ودر هر شهری از آن لمعهٔ ونوری رسید. معبّری در تعبیرش گفت که از شکم تو عالم بزرگ تولد یابد وهمچنان شد. چنانچه علم اصول را بیشتر وی تدوین کرده ودر تذکره آورده است ثوری رحمه الله تعالی گفت اگر عقل شافعیرا وزن کنند با عقل نیمهٔ خلق پس عقل او راجح میشود. احمد بن حنبل که امام جهان بود وسه صد هزار (۳۰۰۰۰۰) حدیث یاد داشت بشاگردی امام شافعی میآمد قومی بر وی اعتراض کردندکه در پیش پسر بیست وپنج ساله (۲۵) مینشینی وصحبت مشایخ واستاذان عالی را ترك

میکنی احمد بن حنبل گفت هر چه ما یاد داریم معانی آن را او میدادند وآنچه از حقائق آیات واخبار او فهم کرده فهم ما بدان نمیرسد چنانچه در برهنه است. ودر سیزده سالگی در حرم شریف میگفت «سلوني ما شئتم» یعنی بپرسید از من هرچه میخواهید. واَذِنَ لَهُ الإمام مالك بن أنس بالفتوی وهو ابن خمس عشرة سنة کما تقدم. واز امام احمد بن حنبل منقول است که ما نشناختیم ناسخ حدیث رسول الله را از منسوخ آن وخاص‌را از عام ومجمل‌را از مفصل آن تا با شافعی ننشستم. ووی هر وقت نزد شافعی بود برای استفاده. امام شافعی میگوید علم همه عالم بعلم من نرسید وعلم من به علم صوفیان نرسید وعلم ایشان در علم یك سخن پیر ایشان نرسید که گفت: «الوقت سیف قاطع» وامام شافعی میگوید رسول الله صلّی الله علیه وسلّم را در خواب دیدم مرا گفت ای پسر تو کیستی گفتم یا رسول الله صلّی الله علیه وسلّم یکی از گروه امت تو. گفت نزدیك بیا من نزدیك شدم آب دهن خود بگرفت تا من دهن باز کنم بدهن من انداخت چنانکه بلب ودهان وزبان من رسید گفت اکنون برو که برکات خدا بر تو باد همدران ساعت علي مرتضی رضي الله تعالی عنه را در خواب دیدم که انگشتر خود بیرون کرد ودر انگشت من کرد تا علم علي مرتضی رضي الله تعالی عنه به من سرایت کرد. امام احمد بن حنبل را پسری بود عبد الله نام از پدر خود پرسید چیست مرا که می بینم ترا ای پدر بزرگوار من که بر امام شافعی کثرت مدح وثنا وزیادت دعا برای او می کنی، فرمود کای پسرك من او چون آفتابی است روزرا وعافیتی است خلق را. فانظر الی هذین من خلف او عنهما عوض. ونیز دختری داشت عفیفه صالحه که همواره قیام لیل وصوم نهار میکرد مناقب واخبار صالحین را محبوب میداشت وبسبب شهرت وصلاحیت امام شافعی دیدار ویرا در دل داشت. تا شبی در بغداد امام شافعی رحمه الله تعالی نزد امام احمد پدر وی را خواهم دید. امام احمد همه شب به ورد وظائف خود مشغول بود امام شافعی تا فجر مستلقی بر پشت خود خوابید. آن

دختر چون حالتش را چنان دید تعجبا از پدر خود پرسید که فوقیت تامهٔ وی را به چه می دهی ودرین شب از نماز وذکر ووردی چیزی ندیدم. ایشان در سخن بودند که امام شافعی برخاست امام احمد از وی پرسید شب چون گذشت. فرمود اطیب ومبارك تر وانفع ازین بر من نیامده. پرسید چگونه؟ فرمود زیراکه درین شب همان صد (۱۰۰) مسأله را ترتیب دادم که نفع دهد مسلمانان را در حالیکه مستلقی بودم. واز هم دیگر رخصت شدند امام احمد به دختر خود فرمودن که این عمل او که تمام شب نائم بود بهتر است از عملیکه من کردم وقائم بودم. ربیع بن خیثم گفت در خواب دیدم چند روز پیش از مرگ شافعی‌را که آدم علیه السّلام وفات کرده بوده، خلق جنازهٔ اورا میخواست بیرون آورند چون بیدار شدم از معبری پرسیدم، گفت کسیکه عالم ترین زمانه باشد وفات کند که علم خاصیت آدم علیه السّلام (**وعلّم آدم الأسماء کلّها**). پس در آن نزدیکی امام شافعی وفات کرد واز ابومحمّد خواهر زادهٔ وی منقولست که گفت شافعی در یك شب چند بار میفرمود تا جاریهٔ وی برای او چراغ روشن میساخت ودر سایهٔ چراغ کتابت میکرد مطالعه می نمود وآنچه می خواست بعد از آن می گفت چراغ را بردار پس به تذکر وتفکر اشتغال میکرد پس بانگ می زد که چراغ بیار، از ابو محمّد پرسیدند که از رد چراغ چه اراده میکرد گفت در تاریکی ذکر جلا بیشتر دهد. واز کلمات اوست رحمه الله تعالی: استعینوا علی الکلام بالصمت وعلی الإستنباط بالفکر وگفته ربیع بن سلیمان دیدم در دروازهٔ حویلی امام شافعی هفتصد (۷۰۰) راحله را که به سماع کتب امام شافعی آمده بودند. وبود امام شافعی عالمترین به کتاب الله وبه آثار صحابه لغویا وادبیا شاعرا فصیحا عارفا بالناسخ والمنسوخ. قد اتفق العلماء قاطبة من اهل الفقه والأصول والحدیث واللغة والنحو وغیر ذلك علی ثقته وامانته وعدالته وزهده وورعه وتقواه وجوده وحسن سیرته وعلوّ قدره فالمطنب في وصفه مقصر والمسهب في مدحه مقتصر.

واستاذهای مشهور وی امام مالك صاحب ومسلم بن خالد زنگی بود وتصانیف وی در اصول دین چهارده جلد بود ودر فروع از صد کتاب متجاوز بود. ودر غالیه آورده که در سنه ١٩٥ امام شافعی در بغداد در آمد وتا دوسال در آنجا بود پستر به مکه رفت واز مکه باز در سنه ١٩٨ به بغداد در آمد بعد از یك ماه بمصر روانه گشت ودر مصر بود تا که وفات در روز جمعه آخر روز رجب سنه ٢٠٤ ومدفون به قرافهٔ مصر وقبر وی مشهور است وبر سر قبرش قبه است یزار ویتبرك.

(نسب وولادت ووطن امام احمد بن حنبل رحمه الله تعالى)

اسم کنیهٔ او ابو عبد الله واسم محضهٔ او احمد بن حنبل بن هلال بن اسد بن ادریس بن عبد الله بن حبّان بن اسد بن ربیعة بن نزار بن معد بن عدنان ودر بغداد سنه ١٦٤ تولد یافته است.

(تقوی وعلمیت وحفظ وتحصیل امام احمد بن حنبل رحمه الله تعالى)

از امام احمد بن حنبل رحمه الله تعالی پرسیدند که زهد چیست گفت زهد سه شی است اول ترك حرام واین زهد عوام است ودوم ترك افزونی از حلال واین زهد خواص است وسوم ترك آنچه ترا از حق مشغول کند واین زهد عارفان است. وعلامهٔ شعرانی آورده که امام احمد بن حنبل گفتی که الله تعالی را در خواب دیدم وپرسیدم که یا ربّ بهترین آنچه نزدیك شوندگان را بتو نیك نزدیك سازد چیست فرمود که بکلام وکتاب من، پرسیدم که بفهم معنی باشد یا بغیر فهم، فرمود که بفهم معنی بود یا بدون فهم معنی یعنی بهر دو صورت نیك نزدیك میسازد بنده را بمن. ووی در اتباع سنت واجتناب از بدعت ضرب المثل بود در مردم. ودر هر شبان روزی خفیه از مردم ختمی بکردی. ودر گرسنگی پارهٔ نان خشك شده را برداشته از غبار صاف نموده در پیالهٔ از آب تر ساخته تا نرم شود آنگاه با نمك میخورد. ودر وقت مرض وی چون بول اورا برای دریافت مرض پیش طبیب بردند گفت این بول از کسی است که غم وحزن جگر وی را تمام نیست ونابود کرده است. واز عهد

طفلی شبرا زنده داشت. وهر شب وروز سه صد (٣٠٠) رکعت نماز میخواند وبعد از آنکه در مسأله‌ٔ خلق قرآن به سوطها زده شد بسبب ضعف بدن یك صد وپنجاه (١٥٠) رکعات نماز میگذارید وبعد از زده شدن وی تا چند سال از مقاعد وی یعنی سر زانوهای وی گوشت وجلد وی قطع میکردند تا آنکه وفات نمود. وباری حضرت خضر علیه السّلام درویشی را نزد وی ارسال نمود وفرمود که ای احمد جمله ساکنان آسمانها وآنانکه حول عرش اند از تو راضی اند بسبب آنکه صبر دادی نفس خودرا برای رضاء حق تعالی. وعلي بن المدنی گفت که هر آینه حق تعالی اعزاز داد این دین‌را بدو شخص که سوم آنانرا نیست یکی ابوبکر صدیق رضي الله عنه یوم الرّدّة دوم احمد بن حنبل یوم المحنة وشیخ در مقدمه آورده که باو شناخته شد صحیح حدیث از سقیم مجروح از معدّل. واخذ حدیث از او یحیی بن سعید القطان وسفیان بن عیینه وشافعی وخلائق بسیار کرده وروایت دارند از مشائخ عظام ومحدثین کرام مثل محمّد بن اسماعیل البخاري ومسلم بن حجاج قشیری وابوزرعة وابوداود سجستانی وغیر ایشان ومسند او در میان مردم مشهور است. ودر آن مسند زیاده از سی هزار (٣٠٠٠٠) حدیث جمع کرده کتاب او در زمان او اعلی وارفع واجمع کتب بوده واین مسندرا انتخاب کرده است زیاده از هفتصد وپنجاه هزار (٧٥٠٠٠٠) حدیث. ویکی از اعاظم مناقب ومفاخر این امام اجل اینکه شیخ الشیوخ غوث اعظم محیي الدین عبد القادر جیلانی رضي الله عنه حامل مذهب وتابع اقوال اوست انتهی مختصرا. اللّهمّ اجعلنا في زمرتهم جمیعا ببرکة انفاسهم. ودر تذکره آورده که باری بر لب نهری وضو میساخت ومرد دیگر بالای او وضوء مسیاخت آن شخص حرمت امام را بر خاست وبه پایان امام رفت ووضوء ساخت، چون آنمرد وفات کرد اورا بخواب دیدند گفتند خدای با تو چه کرد گفت رحمت کرد بدل آن حرمت داشت که امامرا کردم در وضوء ساختن. واز زهد وخوف وورع وتقوای وی رحمه الله تعالی در تذکره وطبقات شعرانی ومقدمهٔ اشعّة اللّمعات وابجد العلوم بحثها نوشته اند که تحریرش

طوالت است. وكان احمد رحمه الله تعالى حجة الله على اهل زمانه. نشو ونما در بغداد شده وطلب وتحصيل حديث در آن ديار كرده بعد از آنكه از سماع حديث از مشايخ آن ناحيه فارغ شد رحلت نمود در تحصيل سند عالى وسماع حديث از وطن خويش بكوفه وبصره ومكهٔ معظمه ومدينهٔ منوره ويمن وشام وجزيره وكتابت حديث وسماع آن از علماء ومشائخ بلاد مذكوره نموده است. امام شافعى رحمه الله تعالى در شان او گفته است از بغداد بيرون رفتم ونگذاشتم در آنجا احدى را اورع واتقى واعلم بوده باشد از احمد بن حنبل. احمد سعيد دارمى گويد من نديدم هيچ جوان را كه احفظ باشد مر حديث رسول صلّى الله عليه وسلّم از احمد بن حنبل رحمهم الله تعالى. از ابو داود سجستانى منقول است كه گفته مجالست با احمد بن حنبل رحمه الله تعالى مجالست آخرت است وياد هيچ چيز از امور دنيا در مجلس او نبود. آورده اند كه احمد بن حنبل فقر اختيار كرد وهفتاد سال بر آن صبر نموده واز هيچ كس هيچ چيزى قبول نكرد از وى درين باب از صبر وتوكل واستغناء در باب ورع وتقوى واحتياط حكايات عجيب وغريب نقل كرده اند كه دلالت ميكند به وصول او بدرجهٔ عليا ومرتبهٔ قصوى رحمة الله عليه رحمةً واسعة كاملة. از سجستانى منقول است كه گفت دوصد (۲۰۰) شخص را از كبار مشائخ حديث ديده باشم هيچ يك را مثل احمد بن حنبل نديدم. واز ابو زرعة رازى منقول است كه گفت چشمان من يك كس مثل احمد بن حنبل نديده، گفتند در علم، جواب داد در علم وفقه وزهد ودر جميع نيكويها. علي بن المدنى گويد در اصحاب ما مرّ احاديث پيغمبر را صلّى الله عليه وسلّم احفظ از احمد بن حنبل نيست. وگفته ابراهيم الحربى ديدم احمد بن حنبل را كه دارا بود علم اولين وآخرين را از هر صنف ميگفت چيزيكه مى خواست ونگاه ميكرد وچيزيرا كه ميخواست. وگفته عبد الرّحمن بن احمد بن حنبل بسيار مى شنيدم از پدر خود كه مى گفت پس از نماز «اللّهمّ كما صنت وجهي عن السجود لغيرك فصن وجهي عن المسألة لغيرك».

(حالات قبل الممات وبعد الممات احمد بن حنبل رحمه الله تعالى)

در طبقات آورده است كه امام احمد بن حنبل بيست وهشت (٢٨) ماه در حبس بود وكمتر زده شدنش آن مقدار بود كه بی هوش وترسانيده ميشد به شمشير اورا بزمين مى انداخت وپايمال ميكردند همواره چنين حال بود در وقت سخن وى در هر دو پاى چهار قيدهاى آهنين انداخته بودند وابو داود معتزلى كه همراه امام احمد رحمه الله تعالى مجادله داشت گفت كه خليفه حلف نموده يعنى سوگند ياد كرده كه ترا بشمشير قتل نكند - إنّما هو ضرب بعد ضرب إلى ان تموت - ودر غاليه آورده كه چون امام شافعى در مصر آمد آنحضرت صلّى الله عليه وسلّم در خواب ديد كه ميفرمود كه مژده رسان احمد بن حنبل را به بهشت بسبب آن بلوى كه اورا رسيد كه وى گرفتار گرديده به قول بمسألهٔ خلق قرآن پس اقرار نكند بر آن وبگويد - هو منزل غير مخلوق - على الصباح شافعى آنچه در خواب ديد نوشت وبذريعهٔ ربيع بسوى بغداد نزد احمد بن حنبل فرستاد وربيع با احمد گفت كه اين كتاب برادر تو شافعى پس آنرا گرفت وبخواند وبناليد وگفت ما شاء الله لا قوّة إلاّ بالله ودو پيرهن را در بركرده بود وپيرهن زيرين كه با جسد متصل بود به ربيع داد به خوش خبرى وربيع آنرا نزد شافعى آورد وحكايت دادن قميص را به شافعى نمود وشافعى بآن گفت كه ترا درين قميص غمگين نميسازم مگر اين را شسته آب آن را بمن بده همچنان كرد امام شافعى آن آب را به جسد خود انداخت. در تذكره آورده كه امام احمد را بر عقابين كشيدند واو پير وضعيف بود وهزار تا زيانه زدند كه قرآن را مخلوق بگو ووى نگفت ودر آن اثنا ازارش كشاده شد ودستهاى او بسته بودند دو دست غيبى پديد آمد وازارش بسته كرد چون اين برهان ديدند رها كردند. ودر سنه ٢٤١ بعمر هفتاد وهفت (٧٧) سالگى رحلت فرمود. وعلامه شعرانى در طبقات خود آورده كه به وفات احمد بن حنبل رحمه الله تعالى غريو از جهان برخاست ودر صحراى بغداد نماز جنازه بر وى خواندند واز

رجال کسانیکه بر جنازۂ وی حاضر شده بودند ثمانمائة الف (٨٠٠٠٠٠) بودند. واز نساء شصت هزار زنان (٦٠٠٠٠) بودند. بغیر از آنانکه در کشتیها بودند که آن همه از الف الف (١٠٠٠٠٠٠) زائد میشدند. وبروایتی شمار آنجمله تا الفی الف وخمسمائة الف (٢٥٠٠٠٠٠) میرسید ودر آن بیست هزار نفر از یهود ونصاری ومجوس ایمان آوردند یعنی بسبب دیدن جنازۂ وی انتهی. ودر تذکره آورده اند چون جنازۂ امام را برداشتند مرغان می آمدند خودرا بر جنازۂ او میزدند وتا ده هزار جهود وگبر وترسا مسلمان شدند وزُنّارها می بریدند ونعره می زدند لا اله إلاّ الله می گفتند وبسبب موت او حق تعالی گریه بر چهار قوم انداخت. یکی بر مرغان ودیگر بر جهودان ودیگر بر ترسایان ودیگر بر مسلمانان وسبب اسلام کفار همانان که دعای امام بود که گفته بود بارخدایا هر که را ایمان ندادی بده پس اثر این دعای وی در پس ممات وی ظاهر گشت یعنی هر که جنازه اش را دید ایمان آورد. ودر اخبار الجمال آورده که تا چهل هزار گبر وجهود وترسا مسلمان شدند ووفات ایشان در بغداد بوقت چاشت روز جمعه دوازده هم ربیع الأول در سنۂ مذکور. وقبر ایشان در کنار نهر دجله بغداد بود. ودرین زمان همه مقبره زیر دریا در آمده که اثری از آنجمله مقبره نمانده است. چنانچه در غایة المواعیظ آورده امام احمد رحمه الله تعالی بدریای رحمت ایزدی صوری ومعنوی مانند حضرت یوسف صدّیق با قُرب وجوار خود مستغرق گشته است. ودر ابجد آورده که یکی از مشائخ کبار اورا بخواب دید واز امام پرسید که خدا عزّ وجلّ با تو چه معامله کرد؟ قال «غفر لي ربي» وفرمود که ای احمد در راه من زده شدی، گفتم بلی یا ربّ، قال تعالی «هذا وجهي انظر الیه» هر آینه مباح کردم ترا نظر بسوی وجه خود. وایشان امام چهارم اند از ائمۂ اربعۂ مجتهدین وشاگرد امام شافعی ومعتقد بشر حافی.

فائده

قد علمت أنّ الإمام ابا حنيفة رحمه الله تعالى ولد سنة ٨٠ هـ. [٦٩٩ م.] وتوفي سنة ١٥٠ هـ. [٧٦٧ م.] وعاش ٧٠ سنة وولد الإمام مالك رحمه الله تعالى سنة ٩٠ هـ. [٧٠٩ م.] وتوفي سنة ١٧٩ هـ. [٧٩٥ م.] وعاش ٨٩ سنة وولد الإمام محمّد الشافعي رحمه الله تعالى سنة ١٥٠ هـ. [٧٦٧ م.] وتوفي سنة ٢٠٤ هـ. [٨٢٠ م.] وعاش ٥٤ سنة وولد الإمام احمد رحمه الله تعالى سنة ١٦٤ هـ. [٧٨١ م.] وتوفي سنة ٢٤١ هـ. [٨٥٥ م.] وعاش ٧٧ سنة وقد نظم جميع ذلك بعضهم مشيرا إليه بحروف الجمل لكل امام منهم ثلاث كلمات على هذا الترتيب فقال:

تاريخ نعمان يكن سيف سطا * ومالك في قطع جوف ضبطا

والشافعي صين ببرّ ند * واحمد بسبق امر جعد

فاحسب على ترتيب نظم الشعر * ميلادهم فموتهم كالعمر

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين تمت بالخير اللّهمّ انفع به جميع المؤمنين والمؤمنات آمين يا ربّ العالمين اعتذار از مطالعه كننده گان محترم خواهشمندم كه به نظر انصاف وعدل نگرند واگر غلطى وخطائى وسهوى مى يابند در تصحيح آن بكوشند ومعاف بدارند وهر تقصير را بما نسبت بكنند ودر بدل طعن وتوهين اصلاح نمايند واجركم على الله **(والله في عون العبد ما كان العبد في عون اخيه)** الحديث.

مسلمان حقيقى چون باشد

نصيحتى كه نموده مى آيد اول تصحيح عقائد است بموجب آراى علماء اهل سنة وجماعت كه فرقهٔ ناجيه اند شكر الله تعالى سعيهم [علماء مذاهب أربعه را كه بدرجهٔ اجتهاد رسيده اند ومستفيدان ايشان را كه در مذهبشان بمقامات عاليه مشرف شده اند علماء اهل سنت ناميده اند] بعد از تصحيح اعتقاد عمل بمقتضاى احكام فقهيه ضرورى است بآنچه مأمور اند از امتثال آن چاره نبود واز آنچه ممنوع اند از اجتناب آن گذر نه. نماز پنجوقت بى كسل وبى فتور با رعايت شرائط آن وبا تعديل اركان دران ادا بايد نمود وبر تقدير حصول نصاب از اداى زكوة هم چاره نبود. امام اعظم رضي الله تعالى عنه در زبور زنان نيز زكوة دادن فرموده است. واوقات خود را به لهو ولعب نبايد صرف كرد وبأمور لا يعنى عمر گرامى را تلف نبايد نمود فكيف كه بأمور منهيه وبمحظورات شرعيه صرف گردد. وبسرود ونغمه وآلات لهو ولعب رغبت نكنند وبالتذاذ آن فريفته نگردند كه آن سمى است عسل اندوده وزهريست شكر آلوده. واز غيبت وسخن چينى مردم خودرا محفوظ دارند كه وعيدهاى

شرعی در باب ارتکاب این دو ذمیمه وارد است [غیبت آن بود که نقصان یا قصور پنهانی مسلمانی یا ذمی را اندر غیبت وی گفته شود. اما گفتن ضررهای حربیان ومبتدعان وذکر کردن فسقهای آشکارای فاسقان وجورهای ظالمان وحیله های بایعان ومشتریان وافتراهای دروغگویان ودروغنویسان که احکام اسلامیه را تغییر کنند غیبت نشود زیرا همه این از برای تحذیر مسلمانان لازم است. رد المحتار] واز دروغ گفتن وبهتان بستن نیز اجتناب ضروری است که این دو رذیله در جمیع ادیان حرام است ومرتکب آنها بوعیدها موعود است وستر عیوب خلق وذنوب خلائق واز زلاّت ایشان در گذرانیدن وعفو کردن از عزائم امور است وبر مملوکان وزیر دستان [زوجه وپسران ودختران وطالبان وسربازان] مشفق ومهربان باید بود وبتقصیرات ایشان را مؤاخذه نباید نمود وبتقریب وبی تقریب این نامرادان را زدن ودشنام کردن وایذا رسانیدن نامناسب ونا ملائم است بدین وجان ومال وشرف کسی را هیچ تعرض نباید کرد وحقوقشان را ادا باید نمود ودیون هر یکی را خواه بمردم خواه بدولت. دادن وگرفتن رشوت حرام است مگر چیزی دادن برای رهاشدن از جور جائر واکراه مکره. لیکن این چیزرا اخذ کردن هم حرام است. وبتقصیرات خود نظر باید کرد که نسبت بجناب قدس خداوندی جلّ سلطانه هر ساعت بوقوع می آید واو تعالی بمؤاخذهٔ آن تعجیل نمی فرماید ومنع رزق نمی نماید فرمانهای پدر ومادر وحکومت که بشریعت مطابق اند بجا باید آورد. اگر مطابق نیستند براه اعتراض وعصیان مقابله نباید کرد واز اسباب فتنه اجتناب باید کرد [بمکتوب ١٢٣ در دفتر دوم از مکتوبات معصومیه مراجعت فرمایند] وبعد از تصحیح اعتقاد وبعد از اتیان احکام فقهیه اوقات خود را مستغرق ذکر الهی جلّ شانه باید ساخت وبنهجی که طریق ذکررا أخذ نموده اند بعمل باید آورد ومنافی آن هر چه باشد آن را دشمن خود انگاشته ازان اجتناب لازم باید دانست **بیت**:

هرچه جز ذکر خدای احسن است * گر شکر خوردن بود جان کندن است

بشما در حضور هم گفته شده است که هر چند در أمور شرعیّه احتیاط کرده می آید در مشغولی می افزاید واگر مداهنت در احکام شرعیّه خواهید نمود حلاوت والتذاذ مشغولی برباد خواهید داد زیاده چه نویسد از فریفته شدن بدروغهای وافتراهای دشمنان دین وافتادن بدامهای ایشان پر حذر باید بود والله سبحانه وتعالی اعلم.

فهرست الكتاب

الموضوع **رقم الصفحة**

دُعَاءُ التَّوْحِيدِ

يَا اَللهُ يَا اَللهُ لاَ اِلَهَ اِلاَّ اللهُ محمّد رَسُولُ اللهِ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا عَفُوُّ يَا كَرِيمُ فَاعْفُ عَنِي وَارْحَمْنِي يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ اللّهمّ اغْفِرْ لِي وَلآبَائِي وَأُمَّهَاتِي وَلآبَاءِ وَاُمَّهَاتِ زَوْجَتِي وَلأَجْدَادِي وَجَدَّاتِي وَلأَبْنَائِي وَبَنَاتِي وَلإِخْوَتِي وَأَخَوَاتِي وَلأَعْمَامِي وَعَمَّاتِي وَلأَخْوَالِي وَخَالاَتِي وَلأُسْتَاذِي عَبْدِ اْلحَكِيمِ اْلآرْوَاسِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَلاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَاْلاَمْوَاتِ «رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ» بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَاْلحَمْدُ للهِ رَبِّ اْلعَالَمِينَ

دُعَاءُ اْلاِسْتِغْفَارِ

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لاَ اِلَهَ إِلاَّ هُوَ اْلحَيَّ الْقَيُّومَ وأَتوُبُ إِلَيْهِ

إن ناشر كتب - **دار الحقيقة للنشر والطباعة** - هو المرحوم حسين حلمي ايشيق عليه الرحمة والرضوان المتولد عام ١٣٢٩ هـ. [١٩١١ م] بمنطقة -**أيوب سلطان إستانبول**- وأعداد الكتب التي نشرها ثلاث وستون مصنفا من العربية وأربع وعشرون مصنفا من الفارسية وثلاث مصنفات أوردية وأربع عشرة من التركية ومقدار الكتب التي أمر بترجمتها من هذه الكتب إلى لغات فرنسية وألمانية وإنجليزية وروسية وإلى لغات أخر بلغت مائة وتسعة وأربعين كتابا وجميع هذه الكتب طبعت في -**دار الحقيقة للنشر والطباعة**- وكان المرحوم عالما طاهرا تقيا صالحا وتابعا لمشيئة الله وقد تتلمذ للعلاّمة الحبر البحر الفهامة الولي الكامل المكمل ذي المعارف والخوارق والكرامات عالي النسب السيّد عبد الحكيم الارواسي عليه رحمة الباري وأخذ منه وظهر كعالم إسلامي فاضل وكامل مكمل وقد لبى نداء ربه المتعال وتوفي ليلة ٢٥ على ٢٠٠١/١٠/٢٦ (الثامن على التاسع من شهر شعبان المعظم سنة إثنتين وعشرين وأربعمائة وألف من الهجرة النبوية) ودفن في محل ولادته بمقبرة أيوب سلطان تغمده الله برحمته الواسعة واسكنه فسيح جناته آمين.

اسماء الكتب الفارسية التي نشرها مكتبة الحقيقة

الكتب العربية مع الاردوية والفارسية مع الاردوية والاردية